یوم ندعوا کل اناس بامامہم

مجموعہ

تذکرۃ المجتہدین مسمّٰی بہ چہار گلشن

جو چار امام اعظمؓ وامام شافعیؒ وامام مالکؒ وامام احمد بن حنبلؒ
کے احوال میں عجیب وغریب ہے

ورسالہ منتخب تذکرۃ المحدثین ملحقہ چہار گلشن

جو ائمہ اربعہ اور اصحاب صحاح ستہ یعنے امام بخاری ومسلم وابوداؤد
وترمذی ونسائی وابن ماجہؒ کے احوال میں مختصر مفید ہے

ورسالہ گلدستہ دلبستہ ضمیمہ چہار گلشن

جو حضرات مجتہدین اربعہ اور ان کے مذاہب حقہ کی تبعیت وتقلید
کے وجوب کی تحقیق میں نہایت دلپذیر بے نظیر ہے

مطبوعہ قومی پریس موچی بازار بنگلور سنہ ۱۹۲۸ء

للہ درّ من قال

سنیوں کے امام چار امام
پیشوای انام چار امام

خانۂ دین کے کھام چار امام
شرع کے انتظام چار امام

مجتہد جو محدثین میں ہوئے
ان سبھوں کے امام چار امام

انسے دین نبی ہوا روشن
کہ ہیں بدر تمام چار امام

ہیں جو خیر القرون کے مجتہدین
مستقل اور امام چار امام

دین کے عالموں میں ہر یکتہ
روبرو جن کے خام چار امام

ساری امت ہو مقتدی جنکی
ایسے ہیں پیش امام چار امام

جنکے کعبے میں ہیں مصلے چار
زیب بیت الحرام چار امام

کیے برپا علم مذاہب کا
تا بہ یوم القیام چار امام

معتہای حدیث و قرآں سے
کیے مذہب کا کام چار امام

چار سوے جہاں میں پہنچا ہے
جنکے مذہب کا نام چار امام

اجتہاد کتاب و سنت میں
کیے خوب اہتمام چار امام

سنت و سیرت صحابہ کی
راہ بتاویں مدام چار امام

گردن بدعت و ضلالت پر
کھینچے تیغ و حسام چار امام

راہ سنت ہے مذہب انکا یقیں
اسمیں ہیں تیز گام چار امام

اپنے مذہب کے تیغ براں کو
جب کیے بے نیام چار امام

بدعتی مذہبوں کو سیاک لخت
دی ہزیمت تمام چار امام

فرقہائی ہوا پرست سوا
اک جہاں جنکی رام چار امام

استاداں ہیں ساری امت کے
کیا خواص و عوام چار امام

کوئی پہنچا نہ ان کے درجے کو
کیا ہیں اعلیٰ مقام چار امام

جنکے مذہب کی اتباع ہوئی
واجب الاحترام چار امام

جنکے تابع سواد اعظم ہے
اہل سنت تمام چار امام

ہے محدث فقیہ و صوفی کو
جنکے مذہب کا کام چار امام

غزل

بزم میلاد محمد میں جو شامل ہوگا
ہے یقیں مجھکو کہ وہ خلد میں داخل ہوگا
[illegible] محمد کا اگر ہوگا ذکر
باغ میں [illegible] شور عنادل ہوگا
[illegible] نکلیگا درود اور سلام
[illegible] تیغ محبت کا جو گھائل ہوگا
[illegible]
[illegible]
[illegible] ہوگا
[illegible] ہوگا
[illegible] ہوگی
دل [illegible] ہوگا
[illegible]
[illegible] ہوگا
[illegible]

یوم ندعوا کل اناس بامامهم

آبیاری فضل سے کہ یوں باغ عالم کے یہ چمن زار ہمیشہ بہار تذکرۃ المجتہدین جسمیں حضرات ائمہ اربعہ یعنی امام اعظم امام مالک امام شافعی امام احمد حنبل رحمہم اللہ تعالی کے فضائل و مناقب کے گل تختہ تختہ اس روش شگفتہ ہیں کہ جسکے ہوا خواہوں کو گلگشت فردوس کی بو آوے اور جنکی ناظروں کے دامان ارادت گلہائے سعادت سے پر ہو جاوے یہہ واقعی بات ہے کہ جو اس فن کے گلبن کا عندلیب ہو اسکا غنچۂ دل سے پوچھا چاہیے

چہار گلشن

کہ کس رنگ شگفتہ و خنداں ہے المسمی بہ چہار گلشن

فی مناقب ائمہ خیر القرون مصنفہ نضارت افزای گلشن ہدایت و افاضت طراوت بخشای گلبن مشیخت و تفضیلت بلبل بستان قرآن و خبر طوطی شکرستان حدیث و سیر کثیر التصانیف صاحب حالات شریف حاجی و زائر حرمین شریفین المتوفی بین الحرمین

حضرت اقدس مولانا مولوی شاہ عبد الحی واعظ رحمۃ اللہ علیہ

کے حاجی محمد محی الدین سوداگر و تاجر کتب کے اہتمام اور فرمائش سے

قومی پریس عسکر بنگلور میں طبع ہوا

کے حاجی محمد محی الدین سوداگر و تاجر کتب ... بازار عسکر بنگلور

تقریظ اطہر صاحب مرحوم

چارگانۂ تیز رفتار خامہ ہیدا بے منتہای فضامیں ہیں چارسو عالم آرائے حلیت عظمت کے بہزاد ہنر وتصور چاروں
طرف سے رکا جاتا ہے بدستور فضا و وسعت فزای توصیف میں اس باعث موجودیت چار طاق ارکانی صلے اللہ علیہ وسلم
کے زبس چاری سے گام سنج ہونے نہیں پاتا فلہذا مطلب پردازی و مدعا طرازی میں یوں سبک عنان وگرم جولاں
کیا جاتا ہے کہ کتاب کامل النصاب مسمی بچہار گلشن عبرت بخش چار چمن بہشتی وطن چارسو عالم میں وہ بہانا باغ ہے
چار باغ صفاہان کو جس سے جبین چمن داغ ہے کہنے کو چار گلشن ہے لاکن روکش ہشت بہشت بریں۔ نہیں
نہیں چار ابروئے رنگیں پیرہن ہے رشک فزای ہر ہفت حور عین طبع کی بہار نے چاروں طرف ہفت رنگی
کلیاں کھلائی ہے اسے برگ۔ ولالۂ دو رویہ کی رنگت یک لخت اڑھائی ہے۔ چار چوب سرای احوال ائمۂ دین
متین وشرع مبین۔ چار ارکان کعبۂ دین کا بیان۔ چارسے کے دلپسند وخاطر نشان۔ چار لنگر ضلالت کے
لئے چار موجۂ طوفان۔ چار چشمان شاہد ہدایت کو چار ابروئے آرام جان برنگ چار ارکان جواہر
زواہر خوش آب چار دانگ ہندوستان میں باوجود موجودیت ہنوز نایاب ہے جسکو مربع نشین چار بالش
فضل وکمال چار منزل۔ فاضل کامل ہادی آگاہ دل۔ واقف رموز چارم اصطرلاب جواب
مسئلہ لاجواب علامۂ روزگار یگانۂ امصار محب ائمۂ اربعہ چار یار سید الابرار۔ ماحی شرک وبدعت محی
سنت جمع ومرکب فرمایا ہے چار عناصر دین وملت یعنی شریعت وطریقت وحقیقت ومعرفت فیاض زمان شہیر
دوران۔ وعظ وتذکیر میں چار زبان۔ تصنیف وتالیف میں یکتا توسن خامہ چہار رگامزن دان یعنی ولمناقب
جناب حضرت مولانا مولوی شاہ عبدالحق صاحب واعظ ادام اللہ فاضتہ نے کمال حسن سعی سے منظوم
فرمایا اور سنیان پاک اعتقاد وبری از تعصب عناد کے مشام جان کو نفحۂ دلکشای کہا ہے چہار گلشن عبرت ہشت

جناب عدل سے معطر کیا	تاریخ طبع اول	بحزاہ اللہ خیرا

جس دم چہار گلشن تصنیف کر چکا ہے
کرتے ہیں سب قدمی جسمیں کہا یہ ہاتف

شاہ جنود علما استاد علم وعرفان
ہے یہ چہار گلشن ہے یہ چہار گلشن
١٢

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحفۂ غنچہائے حمد و ثنا
اسکی قدرت کے قدر کا گلزار
جسمیں انواع کے ہیں تازے پھول
تختہ تختہ ہر اک خیاباں میں
یک خیاباں میں ہیں زروئے شمار
بلکہ اُس پر ہی انحصار نہیں
یہ خیابان ہے نبوت کا
ہے خیابان دگر ولایت کا
قطبیت غوثیت امامت کے
انکی کثرت کتیں نہ غایت ہے
تا قیام قیامت انکا ظہور
ہووے دورہ یہ ایک گل پیغام
حقکی قدرت میں ایسے گل بسیار

باغبان جہاں کو ہی ہے سزا
سبز و شاداب ہے ہمیشہ بہار
یعنے وہ اس کے بندگان مقبول
ہیں گل جنکا یہ بستاں میں
یک لک و بیست و چہار ہزار
اُنکے تعداد کو شمار نہیں
حق طرف بندگو نکی دعوت کا
حق تعالی کی انس و قربت کا
ہیں بہت اسمیں گل سیادت کے
تا بہ محشر بلا نہایت ہے
ایک کے بعد ایک ہووے ضرور
گل وہ موجود ہے بغیر کلام
ہو اور ہونگے تا بروز شمار

۵

ایک گل سب میں ہے ید بیضا ہوا
کوئی اسکا نہیں مثیل ہوا
اور وہ مظہر شیونات رب
سب کا وعدہ ہے باغبان ربی
ہیں ہی اک پھول اسکی سبقت ہے
باغ کون و مکان
ہو کا موجود بے مقصد افتی
ہیں وہی گل کہ ہے سب کا
علت غائی ہو وہی سب
مطلب باغبان وہی ہے گل
اور گل اسکے ہیں طفیلی کل
وہ حبیب خدائے عز و جل
ہے بلا شبہ احمد مرسل
سب رسولونکا پیشوا ہے وہ
ختم انبیا ہے وہ

بعد اصحاب سید کونین
دین انسے پایا ہی زینت و زین
مختلف گرچہ ہیں فروع میں وہ
متفق ہیں اصول میں یہ چارو
اختلاف ان کا عین رحمت ہے
ساری امت کو وجہ وسعت ہے
چار مذہب یہ چار ارکاں کے
ہیں مطابق حدیث و قرآں کے
جان یہ سنت و جماعت ہیں
منبع رحمت و ہدایت ہیں
فی الحقیقت یہ چار ایک ہیں جان
راہ ان چار کی ہی نیک ہے جان
حق ہیں انکے مذہب کامل
مذہبان بدعتی ہیں سب باطل

ملک و جن و انس کا سرور
آل پاک اسکی نوح کی کشتی
اسکے اصحاب با صفا سارے
خاص خلفائے راشدین چہار
باغ اسلام کے چہار ہیں گل
بو صداقت کی اور عدالت کی
چار گل سے ہے چو طرف ظاہر
وہ ابوبکر اور عمر عثمان
اور ریحانتین پیغمبر
زیب و زین عدن حسین و حسن
اور اکابر نبی کی عترت کے
تابعین اہل اجتہاد کرام
جو ہیں مشہور سب کے سب باتحقیق
خاصکر انمیں اور گل ہیں چہار
اول انسے امام اعظم ہے
اعظم القدر اجتہاد ہے وہ
اور دوسرا امام مالک ہے
تیسرا وارث علوم نبی
اور چوتھا ہے احمد حنبل
مستقل تھے یہ مجتہد چارو

بعد حق سب سے افضل و بہتر
ہے نجات و فتوح کی کشتی
آسمان ہدی کے ہیں تارے
ہینگے ارکان شرع و دین چہار
شاخ ایماں کے چار ہیں بلبل
اور حلم و حیا شجاعت کی
ہے ہر اک گل سے یک شرف ظاہر
مرتضیٰ ہیں علیہم الرضوان
فاطمہ اور علی کے لخت جگر
دو شہادت کے ہیں دو سرو چمن
اور صحابہ تمام حضرت کے
اور اتباع تابعین کرام
ہینگے ممتاز یہ گل از ہمہ غیر
چار گلزار دین کے صحن بہار
وہی ان چار میں مقدم ہے
سب ائمہ کا اوستاد ہے وہ
مالک مسالک مسالک ہے
ہاشمی شافعی مطلبی
بحر ورع و تقی امام حنبل
شرع و ملت کے مقتدا یارو

اکثر

اکثر اقطاب اولیای کرام
بدعتی مذہبوں سے کوی اصلا
اور جو تھے محدثین کبار
کوی محدث نہ اُسنو ماہر ہے
اہل حق سب یہی قبول کئے
پہنچنے کے لئے بدرگہ حق
ایک رہ اُن سی جو کہ لیویگا
چار مذہب کے یہ چہار امام
ان سے اسلام کا نظام ہوا
ان کی منت سے ہر مسلمان پہ ہے
پائے خیر القرون کے وہ ایام
مغز کو تھے حدیث و قرآن کے
خوب ہی پہنچے خوب تھے پائے
حاجت اجتہاد پائے جہاں
وہ اٹھائے مشقتیں بسیار
واسطہ اجتہاد کا ای یار
سب عوام و خواص کو اکثر
جو ہیں فرع و اصول کے ماہر
جو ہے نہ واقف کتاب و سنت سے
ان بزرگوں کے اجتہاد ہی جب

یہ مذاہب کئے قبول تمام
نہیں ہرگز ہوا ولی خدا
تھے مذاہب یہی انہوں کے چہار
بات یہ عالموں پہ ظاہر ہے
کوی اس سے نہیں عدول کئے
راست یہ راہ چار ہیں مطلق
وہ رہ حق کبھو نہ کھویگا
ہیں یقیں چار حامی اسلام
شرع و ملت کا انتظام ہوا
خاص اور عام اہل ایمان پہ
تھے منور انہوں کے سب افہام
اور نغز کلام کو اس کے
اور باآسان ہم کو سمجھائے
سعی در اجتہاد لائے وہاں
ہم پہ ہیں ان کی منتیں بسیار
گر نہوتا انہوں کا بے تکرار
بے تردد عمل تھا مشکل تر
بات یہ خوب ان پہ ہے ظاہر
جانیگا نکتہ یہ وہ سرعت سے
ہوا آسانی عمل کا سبب

ہم کو لازم ہے یہ صباح و مسا
تمسک و منت انہوں کی لاویں بجا
مقتدی ہیں ہم مقتدا ہیں وے
مقتدی ہیں پیشوا ہیں وے
ہم مقلد ہیں وے کتاب و سنت کے
راز داں وے ہیں ہدایت کے
اور حکیم و امیں ہیں امت کے
وہ اکابر نبی کے نائب ہیں
ذوالکرامات و المناقب ہیں
وارث علم انبیا ہیں وے
اور تبع اولیا ہیں وے
خاص میراث علم مصطفوی
رہنما قرآن و سنت نبوی
پائے وے باوساطت اصحاب
تابعین بھی واسطہ سے شتاب

تھے

تھے صحابہ بڑے امانت دار — سرور انبیا کے سرّ و جہار
انسے پہنچے حدیث اور قرآں — ہمکو سب بے زیادت و نقصاں
انکا احسان بے نہایت ہے — انکی ممنون کل اُمت ہے
بعد انکے ہیں یہ چہار امام — تابعین تبع تابعین کرام
اور ہوے دوسرے جو مجتہدین — اور ائمہ سلف خلف کے یقین
اور فقہا محدثین کبار — اور علما مفسرین خیار
علم دین کے مصنفان کثیر — جو ہوے اور ہوویں تا محشر
سب ہیں یہ محسنین امت کے — سب ہیں مرہون انکی منت کے
ہیں وہ فیاض مثل استاداں — ساری امت مثال شاگرداں
حق میں انکے دعاے خیر کریں — شکر منت بدل بجا لاویں
انکا لازم ہے جانیں کچھ احوال — دیکھیں انکے ریاضت و اعمال
دیکھ اعمال ان کے لیں عبرت — ہوویں چالاک و چست در طاعت
بعد احوال حضرت و اصحاب — جانیں حال ائمہ و اقطاب
اس بیاں میں جو معتبر ہیں کتب — دائم اسکو پڑھیں سنیں از حب
عربی فارسی بہت ہیں کتاب — لیک ہندی زباں میں ہیں کمیاب
بلکہ احوال میں ائمہ کے — نہیں ہندی کہیں کتاب دیسے
میں لکھا ہوں بذکر پیغمبر — یک کتاب سیر جنان سیر
آٹھ نسخے ہیں اسکے ایک ارشاد — جنتیں ہیں لقب ہے اسکا زیاد
اور فضائل میں مصطفی کی دگر — بھی لکھا ایک نسخہ النور
اور بذکر شہادت حسنین — لکھا اک نسخہ قرۃ العینین

اور بذکر حسین ای اکرم
یک رسالہ نہایت ماتم
اور بذکر صحابہ اخیار
یعنے خلفائی راشدین کبار
اور ازواج طاہرات کرام
اور اولاد پاک شاہ انام
اور بعضے ائمہ اطہار
لکھا اک نسخہ روضۃ الابرار
اور در ذکر پاک غوث ورا
نیر اوج سید و زہرا
پیشوای گروہ محبوبین
مقتدای شاہدین یقین
میں لکھا اک عجیب نسخہ خوب
نام رکھا ہے تحفہ مرغوب

اب بذکر چہار مجتہدین — پیشوایان شرع و دین متین

مختصر یہ رسالہ لکھتا ہوں — با اسانید معتبر مشحون

شیخ فاضل امام علامہ — فرد یکتا فقیہ فہامہ

حسن ابن فقیہ شہاب الدین — واقف اصل و فرع شرع متین

وہ بہ احوال این چہار امام — چار انہار بحر فیض انام

ہے لکھا معدن الیواقیت ایک — عربی معتبر کتاب اے نیک

میں لیا ہوں اسی سے یہ احوال — ان کے اکثر مناقب و اجلال

اور لیا ہوں کئی کتب سے دگر — عربی فارسی جو ہیں اشہر

مثل میزان شیخ شعرانی — در مختار اور طحطاوی

تذکرہ اولیا کا اے دلدار — جسکا جامع ہے شیخ دیں عطار

اور مکاتیب عارف گیلانی — قطب دوراں امام ربانی

شرح سفر سعادۃ الصدق — جسکا شارح ہے شیخ عبد الحق

کشف محجوب و روضۃ الاسلام — معتبر شرح نام حق اے ہمام

اور بعض رکن شرح مبین — شیخ والا جلال ملت و دین (امام جلال الدین سیوطی)

جب وہ چاروں امام سر و علن — شرع و دیں کے چہار ہیں گلشن

انکا احوال مکرمت مشحون — چار گلشن میں اب میں لکھتا ہوں

چار گلشن رکھا ہوں اسکا نام — دیوے حق جلد اسکو رنگ تمام

اوصاف علمائے ربانی و عرفائے حقانی

ز حدیث العلماء ورثۃ رسول ص — جو کہ ہیں خاص نائبان رسول ص

انکے اوصاف پاک ہیں ایسے — اور علامات ایسے ہیں انکے

باصفت عالمان ربانی — اہل وصف عارفان حقانی

مدح قدوۃ العارفین زبدۃ الواصلین جامع شریعت و طریقت مرشدی و مولائی حافظ حاجی سید عبد اللطیف المعروف بہ محی الدین حنفی القادری

شکر للہ درین زمان آخر
فرد ایسا ہے ایک پیر اپیر
شیخ اشیاخ سید سادات
ذو الکمالات منبع برکات
مجمع سر حسین و حسن
خلف بو الحسن شہیر زمن

ہوویں وہ علم دین میں کامل   نہ فقط علم رسم میں فاضل
کرنے حاصل علوم دینیہ   خاص انکیں جو ہیں یقینیہ
جامع علم باطن و ظاہر   ہوویں ہر دو کمال کے ماہر
رہنما ہوں اوہر شریعت کے   مقتدا ہوں اوہر طریقت کے
درس و فتوی کا دین رواج اوہر   فیض باطن کا ہووے راج اوہر
مستفید ونکا ہو اوہر تحصیل   اور اوہر طالبونکی ہو تکمیل
ہو اوہر وعظ و پند اور تذکیر   اور توحید کی ہو اوہر تاثیر
ظاہری تربیت اوہر ہو خوب   اور اوہر باطنی ہو جذب قلوب
یوں ہو ہر دو کمال میں نامی   دین اسلام کے رہیں حامی
اور اظہار حق میں لیل و نہار   ہوویں بیخوف و بیخطر بیعار
اور رہ خدا براہ خدا   وہ کرے اپنی جان و دل کو فدا
لیک افراد ایسے ای سامع   جو ظہور و بطون کے ہوں جامع
پائے تو زیر گنبد دولاب (یعنی آسمان ۱۲)   مثل سیمرغ و کیمیا نایاب
اس زمانے میں بلکہ ای فاخر   ہیں کمیاب و بہت نادر
عالماں ظاہر شریعت کے   جو ہوں عامل کتاب و سنت کے
جوں زمانہ نبی سے ہووے دور   نور علم و عمل میں آوے قصور
ایسے افراد جامع شرفین   جو کہ تھے زیر خاک ہیں بے بین
رحمت حق ہو انپہ صبح و مسا   دیوے انکو جزائے خیر خدا
ایسے اہل کمال بحر علوم   جنکے اوصاف اب ہوئے مرقوم
اس زمانے میں گرچہ ہیں کمیاب   پر کہیں گر کسیکو پاوے شتاب
اسکی صحبت کو تو غنیمت جان   مایۂ اصل ہے سعادت جان

علم ظاہر میں فارغ التحصیل
علم باطن میں صاحب تکمیل

جامع علم ظاہر و باطن
معدن فیض بارزو کامن

علم ظاہر میں فرد اشہر ہے
علم باطن میں شیخ اکبر ہے

ہے شریعت میں عالم عامل
اور طریقت میں واصل موصل

قطب وقت و ولی ہے جو ہے مشہور
ذات اسکی ہے ایک منبع نور

ایک عالم مرید ہیں اسکے
علم باطن اسی سے ہیں سیکھے

معتقد اسکے ہیں خواص و عوام
کیا امیر و فقیر یا اکرام

سو شکائی ہے اسکو عرفانیں
تکلتہ یابی کمال وجدانیں

مستر ظاہر میں ہے غرض یکتا
پیشوا ہے وہ دین و ملت کا

ہے حمایت میں دین کے ستر عیاں
محی دیں ہے اُسے لقب شایاں

زہد و تقویٰ میں اور توکل میں
جود و بخشش میں اور تبذل میں

حقنے بخشی ہے اسکو شان جلیل
کوی اس عصر میں نہ اسکا عدیل
یعنی بخشش ۱۲

ذکر مولا میں صبح سے تا شام
ہے اُسے اطمنان اور آرام

دایما اسکی محفل پُر نور
ذکر مولا سے ہے یقین معمور

جبتلک بیٹھیں اسکی محفل میں
خوف حق تب تلک ہے دل میں

ذکر مولا سے دلکو اُنست ہو
اُنست و چین اور لذت ہو

بیشتر اسکی محفل انور
ذکر دنیا سے دور ہے اشہر

اسکی محفل ہے مورد رحمت
اسکی صحبت ہے دافع غفلت

اسکی مجلس دلاوے یاد خدا
اسکی صحبت دکھاوے راہ ہُدا

اسکی صحبت ہے کیمیا تاثیر
زر کرے مس کو ملیں بے تاخیر

یا الٰہی اسے سلامت رکھ
اسکو فیاض تا قیامت رکھ

کر الٰہی اسے بحق خلوص
دے اسکو اپنے خصوص میں
مجکو تالیف ہیچ دے یکبار
یا الٰہی کرم سے
اسکے گلشن کو ہو ہمیشہ بہار
جا پہ برسات اپنی رحمت کا
اسپہ برسات سایۂ عنایت کا
جلد سے اپنے سر اپنی مقبول
فضل سے اپنے اسکے پھول
کر عطا مینو نکو
حاجتیں سب روا کیجے
دامن اس گل کو میرا بھر دیجے
معرفت اپنی کر عطا مجکو
قرب کی اپنی رہ بتا مجکو
وہیں ترک ہی کر سدا
پیر سے مجھے تو خدا
سر دل و جان شفاعت میں
اسکی ہی
سر دخیل اسکی جنت میں
دے رویت اپنی جنت میں

ذکر

ذکر اصحاب صالحین امّت کا ۔ جب سبب ہے نزول رحمت کا
کرتا ہوں ذکر صالحین آغاز ۔ اپنی رحمت سے کر ہمیں ممتاز

آغاز ذکر مبارک ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ

دین احمد کے ہیں چہار امام ۔ چار ارکان ملّت اسلام
چار عنصر ہیں دین و شرع کے ہیں ۔ چار ابواب اصل و فرع کے ہیں
چار چشمے کتاب و سنت کے ۔ چار حامی نبیؐ کی امت کے
چار بحر قیاس کے گوہر ۔ چار ہیں اجتہاد کے مظہر
چار معدن حدیث و قرآن کے ۔ چار مخزن دلیل و برہاں کے
چار گلزار ہیں شریعت کے ۔ چار انہار ہیں طریقت کے
اوّل اُن سے امام اعظم ہے ۔ رہبر رہروان اقوم ہے
مصطفیٰ کا سراج امت ہے ۔ نبض دان مزاج امت ہے
اس کا احوال مجمل ای مومن ۔ دیکھ لکھتا ہوں میں در گلشن

گلشن اوّل

در مناقب امام الائمہ کاشف الغمہ ذو المناقب الشریفہ و الخصائل المنیفہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و دریں گلشن یازدہ خیابان ہست خیابان

اول در بیان نام نامی و کنیت سامی آن امام گرامی ۔

نام اقدس امام اعظم کا ۔ جانو نعمان ہے مشتہر ہر جا
اس کی جو کنیت شریفہ ہے ۔ روشن از شمس بو حنیفہ ہے
ہے مواہب میں یوں لکھا سنلیں ۔ اہل ملت حنیفی میں
بو حنیفہ کی پایا کنیت جو ۔ ہے مقرر امام اعظم او

(۱) امام ہمام سے سبقت
نہیں پایا ہے کوئی یہ کنیت
تھی یہ کنیت شریف عرب
بو حنیفہ کو وہ دیا ہے رب
اور لغت میں حنیف کا معنا
ہاں مسلماں سمجھ تو ای دانا
اور کشاف میں لکھا ہے بار
کہ دیا ہے حنیف پاک شعار
دین باطل سے دین حق کی طرف
ہووے مائل جو دل سے با شرف
اور مغرب میں ہے دی با توفیق
کہ حنیفی کی وصف با تحقیق
غالباً اور اس کا استعمال
ہے پر اسلام پر بو حد کمال
یہاں تلک کہ ہو اسکی جو ملت
اسکو کہتے ہیں اس سے ہی نسبت

اور

اور لقب حنیف سے ہے ہمام / ہوئے ہیں تین ہی بزرگ کرام

ہے خلیل اول اور عمر دوم / بو حنیفہ ہے تیسرا جانیو تم

گلدستہ در نسب باشرافت و ولادت باسعادت آن امام ذوالکرامت

پدر نعمان کا ہے ثابت نام / متولد ہوا وہ در اسلام

اپنی لڑکائی میں وہ اہل ہدیٰ / پھر وہ در خدمت علیؓ سے ہوا

حق میں ثابت کے حیدر کرار / اسکے اولاد کے بھی حق میں ای یار

غایت لطف سے کیا ہے دعا / خیر و برکات حق انہوں نے دیا

گذرے ہجرت سے سال اسّی جب / ہوا پیدا ابو حنیفہؒ تب

اور ستر برس جہاں میں جیا / ڈیڑھ سو سال (۱۵۰ میں) میں وفات کیا

نقل ہے از امام دیں باقر / اسکا پوچھا نسب کوئی آکر

اسکو فرمایا وہ امام ہدیٰ تب / کہ ہمارا ہی اور اسکا نسب

پہنچتا ہے بہ خسروان عجم / سن تو اسکا بیان ای اکرم

ابو حنیفہ کا ہے نسب ظاہر / خسروان (بادشاہان) عجم سے ای ماہر

اور اپنا نسب بھی وہ کامل / جو کہ فرمایا اُن سے ہے واصل

شہربانو طرف سے ہے وہ جان / پوتی نوشیروان کی ہے وہ پہچان

تھی وہ زوجہ حسینؓ کی رکھہ یاد / تھا پسر اُس کا حضرت سجاد

اور تھا سجاد کا پسر باقر / بحر تقدیس کا گہر باقر

صاحب مطلع النجوم عمر / نسفی سے جو ہے جہاں میں سمر

بولتا ہے کہ پدر ثابت کا / نیک بخت اسکا نام نامی تھا

پدر ہرمز ہے اسکا سن اے پسر / اور ہے شاد بخت اسکا پدر

بیٹا ہے شاہ مرد کا وہ جان
ہے کسریٰ تک پدر اسکا پہچان
باپ اسکا قباد بن فیروز
اور قباد ای ہوا نسبت اندوز
پدر نوشیروان تھا ذی منصب
پہنچ واسطے سے اسکا نسب
پہنچتا ہے بہ حضرت اسحٰق
عیص و یعقوب دو گرامی گہر
حضرت اسحٰق اور اسمٰعیل
پوچھ اسحٰق اور خلیل
تھے پسر ابن اکبر خلیل
اسحٰق سارہ سے
نبی کا ای
اسمٰعیل ہی ذبیح اللہ
نام

نام اسحق کا ہے اسرائیل | موسیٰ عیسیٰ نہیں ہیں ہے خلیل
مصطفیٰ اور انبیا یہ تمام | ہووے حق سے سدا صلوٰۃ و سلام

لطیفہ شریفہ

اور مقامات بیچ یوں لایا | کہ براہیم جو کیا تھا دعا
کہ امامت ہی اور سرداری | نسل میں تیرے کر الٰہی رب جاری
ہے اسیکے یقیں دعا کا ظہور | بو حنیفہ علوم و فضل کا نور
اس سے مخبر یہ آیت قرآن | اور مؤید ہی نسب کی ہے جان

اِنِّی جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِی

حکایت شریفہ در ولادت با کرامت امام ابو حنیفہ رح

شیخ عطار واقف اسرار | قدوۂ زمرۂ اولی الابصار
تذکرے بیچ اولیا کے یقیں | یہ حکایت لکھا ہے خوش آئیں
بو حنیفہ کا والد ماجد | نام ثابت جو تھا بڑا عابد
ایکدن ایک نہر میں یہ نیاز | وضو کرتا تھا وہ برائے نماز
سیب اک آب پر رواں آیا | لیکے ثابت وہ سیب کچھ کھایا
دل سے نادم وہیں بہت ہوکے | اسکے مالک کو ڈھونڈھنے کیلئے
چلدیا نہر کے کنارے پہ | پہنچا اک باغ پاس وہ آکر
ایک چشمہ تھا باغ کے درمیان | اسی چشمے سے تھی وہ نہر رواں
تھے وہ چشمے پہ سیب کے اشجار | سیب تھا یہ اسیکا بے تکرار
اسکا مالک تھا باغ میں حاضر | کیفیت اس سے یہ کیا ظاہر
اور کہا بخشش دیجے میرے تئیں | تیرے بے اذن سیب کھایا ہیں

بیٹھا تھا وہ باغ کا مالک
کہ بڑا متقی ہے یہ سالک
بولا اک شرط میری گر ہو قبول
بخشنے میں عذر کرتا معقول
پوچھا کیا ہے کہا وہ میرے گھر
میری ناکتخدا ہی اک دختر
بوڑی لگی ہے اور لنگڑی ہے
اور آنکھوں کی بھی اندھی ہے
گر وہ لڑکی کو لاوے تو بنکاح
تجھ پہ وہ سیب کھانا ہو مباح
آہ یہ شرط جب سنا ثابت
ہوا مضطر بہت رہا ساکت
سمجھا تھوڑا ہی سیب میں کھایا
جس سے صدمہ یہ سر پر آیا
سیب سارا اگر وہ کھاتا ہیں
آہ کیا آفتیں اٹھاتا ہیں

کیا

کیا ناچار اسکی شرط قبول
پس وہ لڑکی سے ازدواج کیا
کہ مزین وہ اپنے تب گھر کو
اور بیٹھا مسند عروسی پہ
جاکے خلوت میں دیکھتا ہے کیا
اور اعضا صحیح ہیں اسکی سبھی
اپنے منہ پر لیا نقاب وہیں
بولی میرے سے کیا ہے وجہ حجاب
بولا ثابت کہ مجھ سے پدر ترا
بولی وہ سچ کہا یقین سے تیں
کور و کر گنگ و لنگ وہ جو مجھے
کہے جس ورز سے ہوئی پیدا
شرع میں بات ہو نہیں جائز
غیر جائز کبھو چھپتی ہی نہیں
بعد ازاں یوں کہی وہ پاک نسب
وہ کہا پوچھ پوچھی تبای یار
مرد و زن اور عورتوں میں رب کریم
بولا دس حصے عقل کر بیشک
حصے شہوت کو ہی وہ دس ہے کیا
بولی یا لین تر یسے ہی خوشنما ہے
کہ مقدار تدوج متقی بجھ سا

تا نہ روز حساب میں ہو ملول
پدر دختر کا ابتہاج کیا
کر کے آراستہ بھی دختر کو
بعد ثابت کو لیکیا ہے گھر
کہ وہ بی بی ہے ماہتاب لقا
سمجھا عورت یہ کوئی ہے بری
کی وہ عورت اسے خطاب وہیں
میں ہوں زوجہ یقیں تری دریاب
تیرے اوصاف دوسرے بولا تھا
پر کلام اسکا رکھتا ہے تاویل
بولا تھا اسکے ہیں یہی معنی
غیر محرم نہ مجھکو کوئی دیکھا
ہیں نہ بولی سنی کبھو ہرگز
غیر جائز طرف گئی ہی نہیں
مسئلہ ایک تجھ سے پوچھوں اب
کہ خبر دے مجھے تو ای ہشیار
عقل و شہوت کیا کئے تقسیم
دیا مردوں کو نو نو نکو یک
ایک مردوں کو نو زنوں کو دیا
اذن اب ایک مانگتی ہوں اب
فضل سے جو کیا ہے مجھکو عطا

اسکی خفگی کا غم میں
شب ہوں عبادت میں
اسکی شب ہے سبھی دونوں
خفگی کا غم میں ہے شاغل
شب تنگ ہے شاغل
آخر شب ہیں جب ہوئی خلوت
آخر شب ہیں وہ باعفت
حاملہ ہو گئی وہ باعفت
بو حنیفہ امام اعظم ہے
قدوہ اتقیائے اکرم ہے
یہ گہر ہے وہ ورع عفت کا
یہ ثمر ہے وہ شاخ عزت کا
جب تقی ایسے ہوویں پدر مادر
کیوں نہ سر اتقیا ہووے پسر

خیابان دوم

در بیان احادیث صحیحہ
مبشرہ کہ در شان آن امام اکرم
وارد شدند

بوحنیفہ بھی کنیت ہے
بس وہ ہم اجماع امر صحیح
اور یہ آئی روایت دیگر
کہ کہا یوں رسول جن و بشر
حشر کے روز انبیا و رسل
فخر میرے سے ہی کرینگے کل
اور کروں گا میں فخر نعمان سے
بوحنیفہ امام ذیشاں سے
دوست میرا ہے جو ہے دوست اسکا
اور عدو اسکا ہے عدو میرا
شیخ بو اللیث یوں لکھا ہے یہیں
کہ امام ابو حنیفہ یقیں
جبکہ اصحاب سے ہیں بہتر
کیوں کرے فخر اس پہ پیغمبر
بلکہ گر فخر از صحابہ کبار
کرتا وہ سازوار تھا ہی یار

شیخ علامہ جلال الدین — جو سیوطی سے مشتہر ہے یقین
تھا مجدد وہ قرن تاسع کا — شافعیہ میں مقتدا تھا بڑا
وہ یقیں در مناقب نعمان — لکھا تبییض اک رسالہ جان
اسمیں لکھتا ہے اسطرح سن لے — کہ مناقب امام اعظم کے
خبر موضوع سے بیان کرنا — نہیں حاجت ہے کچھ عیاں کرنا
بلکہ آئی ہے یہ صحیح خبر (حدیث) — در صحیحین بے گمان و خطر
کہ کہا بوہریرہ اے آگہ — کیا ارشاد یوں رسول اللہ
کہ ثریا میں ہوتا گر ایماں — پاتے فارس کے لوگ اسکو عیاں
اور مسلم میں یوں ہے اید وہاں — ہوتا ایمان اگر ثریا پاس
جانتو اک مرد اسکو لیجاتا — اہل فارس سے ہوشیار بڑا
اور در معجم کبیر تو جاں — لایا طبرانی اسطرح بیاں
کہ معلق اگر ثریا پر — ہوتا ایمان ای شیکو محضر
وہ عرب لوگ اسکو نا پاتے — اسکے پانے سے عجز سب لاتے
مرد فارس کے اسکتیں حاصل — کرتے بیشک و شبہ اے عاقل
اور حلیہ میں بو نعیم عجب — بوہریرہ سے نقل یوں لایا
گر ثریا میں علم ہوتا یقیں — مرد فارس کے لیتے اسکتیں
مرد فارس سے ہو مراد امام — یوں ہی بولا سیوطی و اعلام
اور بھی دو حدیث آئی ہیں — در مختار میں جو لائے ہیں
ہے یہ بھی حدیث رکھ تو یاد — کہ کیا شاہ انبیا ارشاد
فخر میرے سے ہی کیا آدم — میں بھی کرتا ہوں فخر ہر خورم
میری امت سے اک حنفی ہے اب — نام نعمان اسکا ہی خوشند ہے اب

بعد اس کا لکھا ہے خود ہی جواب — کہ یقیں جب زمانۂ اصحاب
منقطع ہو گیا ہے اے ماہر — ضعف سنت ہوا یک ہوا ظاہر
بوحنیفہ امام اہل ہدا — تقویت سنت نبی کو دیا
پائے اس سے ہدایت ایک عالم — شرع سنت پہ ہو گئے اقوم
غزنوی کی مقدمے کی شرح — جو ہے مشہور اسمیں ہے اسطرح
ابن جوزی رح نے تعصب سے — کیا موضوع اس خبر کو ولے
ہیں طریق اس حدیث کے بسیار — ہوئے ثابت ز راویان کبار

خیابان سوم

در بیان مرویات آن امام ہمام از اصحاب کرام و ثبوت اینکہ آنجناب از مشاہیر تابعین عظام است رض

متفق ہیں محدثین کرام — اور یوں ہی ہیں مورخین تمام
کہ بعصر امام سے فاخر — کئی صحابہ رسول تھے حاضر
یک انس ابن مالک والا — کہ وہ بصرے کے بیچ رہتا تھا
سن ہجری تھا نود و یکم — قول دوم ہے نود و سوم
قبل حجاج بے حیا دہ سال — وہ کیا نوش ہے زلال وصال
(ابن یوسف بادشاہ ظالم)
اس کی رحلت کے وقت [illegible] — گیارہ یا تیرہ سال کا تھا جان
سے حدیثیں انس سے با اکرام — ہے روایت کیا امام ہمام
ہے یہ پہلی حدیث ای ہمائی — علم پڑھنے کے باب میں آئی

طَلَبُ العِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ

ڈھونڈنا علم کا بہ لیل و نہار — ہر مسلماں پہ فرض ہے ای یار

حدیث دوسری

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ اِغَاثَۃَ اللَّہْفَان

[illegible]

تیسری حدیث

[illegible]

بر سن ہجری نود و شش تھا
حج اول ابو حنیفہ رضؓ تھا
تب تھی عمر امام سولہ سال
اور تھا مشہر بعضوں کا بیان
اور تب از صحابۂ سرور
ایک ہی باقی تھا جہاں اندر
اور صحابہ کو دھونڈ کر بسیار
لوگ سب تھے انسے جا ہی یار
پس امام ہمام اے دانا
مکہ یا صفا کہیں جانا
اور نہ ملنا ابو الطفیل سے تب
ہے نہایت بعید ای توشہ تب
چار اصحاب کے یہ ہونے پر
متفق اہل علم ہیں یکسر
بلکہ علامہ جو کہ تھا کفوی
کہا اسطرح وہ بوجہ قوی

دیتا یوں رزق حق وہ بندے کو
پیٹ خالی وہ صبح کو جاوے
دیتا ہے جسطرح پرندے کو
پر شکم شام کو سدا آوے

اور دوسرا صحابیؓ وہ الا
سال ہشتاد پہ تھے چھ یا سات
یعنے عبداللہ بن ابی ادفیٰ
شہر کوفہ میں وہ کیا ہے وفات

بوحنیفہ کی عمر تب ای یار
چھیے برس یا تھی ستا سال شمار
شیخ اہل حدیث ابن حجر
لایا ہے اپنے مختصر اندر

کہ سماع حدیث میں ای میاں
معتبر عمر پنج سال ہے جاں
اسلئے ہے روایت محمود
یعنے ابن ربیع ای مسعود

گرچہ عمر اسکی پنج سالہ تھی
پر بخاری نے وہ قبول ہے کی
ابن ادفیٰ سے یہ حدیث قوی
بوحنیفہؒ نے ہے روایت کی

مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا وَلَوْ كَمَفْحَصِ قَطَاةٍ بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ

یعنے از بہر خالق کرتار
کوئی مسجد بنا کیا کے ای یار
گرچہ مقدار گھونسلے کے ہو
اک پرندی کے سنگ خوار ہے جو

بالیقین واسطے بھی اسکے خدا
ایک جنت میں گھر بنادیگا
سہل بن سعد ساعدی کے ای یار
تھا مدینے میں از صحاب کبار

جبکہ اسی پہ آٹھواں سن تھا
یا تھا نود یہ ایک تب وہ موا
تب تھی نعماں کی عمر گیارہ سال
یا کہ تھی ہشت سال با اجلال

عصر اسکا امام پایا ہے
پن روایت نہ اس سے لایا ہے
اور چوتھا ابو الطفیل عامر
بعد کل صحابہ حضرت
تھا بلکہ معمر فاخر
ایکسو دس میں وہ کیا رحلت

کہ بلا شک روایت نعمانؓ — ہوئی ثابت یہ چار سے ریحان
شافعیہ کا مقتدائے کبیر — تھا جو نووی امام وفرد شہیر
اسکی تصنیف ہے جو کتاب تہذیب — اسمیں لکھا ہے وہ امام لبیب
اور بتاریخ یافعی بھی لکھا — وہ بھی تھا پیشوا شوافع کا
کہ یہ چار و صحابۂ ذیشان — تھے بوقت امام دیں نعمان
اور روایت کیا ہے ان سے امام — نہیں اسباتمیں کسیکو کلام
دوسرے اصحاب بھی ان کے سوا — جو تھے ملنا ابو حنیفہؓ کا
اور کرنا روایت انسے چھپان — لوگ کرتے ہیں اسمیں شک و گمان
ہوا آخر محصل نووی — پر لکھا اسطرح بطحطاوی
کہ کہا بو حنیفہ نے بکمال — تھی مری عمر جبکہ چودہ سال
تب صحابی نبی کا اک آگاہ — جو تھا ابن انیس عبد اللہ
شہر کوفے کو آیا بوجہ حکم — سن ہجری تھا نود و چار رقم
اسکی مجلس میں میں ہوا حاضر — اور سنا یہ حدیث ای فاخر

حُبُّكَ لِلشَّيْءِ يُعْمِي وَيُصِمُّ

دوستی تجھ کو چیز کی ای یار — اندھا بہرا کرے ہے بی تکرار
یعنے اس شی میں جو کہ ہو عیب — تا سنے اور نہ دیکھے ہے بے ریب
عائشہ بنت عجرد سے نعمان — اس خبر کی کیا روایت جان

أَكْثَرُ جُنْدِ اللهِ فِي الْأَرْضِ الْجَرَادُ لَا آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ

یعنے اللہ کا بڑا لشکر — ٹڈیاں کا ہے اس زمیں اندر
میں نہ کھاتا ہوں انکو غیر کلام — اور نہ میں بولتا ہوں انکو حرام
واثلہ سے بھی دو حدیث یقین — ہاں روایت کیا وہ قدوۂ دیں

دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيبُكَ

چھوڑ دے اسکو جو شک میں ڈالے — لے اسے جو نہ شک میں ڈالے

لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِأَخِيكَ فَيُعَافِيهِ اللهُ وَيَبْتَلِيكَ

یعنے تیرا اگر برادر دیں — ہو گرفتار کسی بلا میں کہیں
دیکھ کر اسکو تو خوشی مت کر — کہ خداوند خالق داور
فضل سے اپنے دے نجات اسے — اور گرفتار تجھکو کر دیوے
اور کہتا ہے وہ امام زمن — سن ہجری چھیانوے جبکہ
تھا نود و شش سے ہمراہ — میں گیا حج کو باپ کے ہمراہ
اور دیکھا عبد اللہ بن جزء بیان شد

سنکے کہ لوگ تھے کھڑے اسجا / باپ اپنے سے یہ کیا پوچھا
بولا یہ اک صحابی فخر الاکرام / ہے عبداللہ ابن حارث نام
تھے مگر اسکے ہو بیان کثیر / یہ کھڑے ہیں ادب با توقیر
جب مجھے باپ نے خبر دیا / ہم وہیں جلد اسکے پاس گیا
اور سنا وہ صحابی نیک سیر / کہتا تھا یہ حدیث پیغمبر

اِنَّمَا طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ

یعنی نایاب اک مسلمان کی / ہر مسلمان پہ فرض ہے پوری
اور جابر سے وہ امام ہمام / یہ روایت کیا ہے با اکرام
ایک انصاری آکے حضرت پاس / یوں کیا عرض اے امام الناس
مجھکو اولاد کا ہے شوق بڑا / کبھی مجھکو نہیں ہوا لڑکا
تب کہا اسکو شاہ موجودات / تو بہ رکھا وہ قاضی الحاجات
کر ہمیشہ بہت سا استغفار / اور صدقہ دیا تو کر بسیار
تجھکو اولاد دیویگا مولا / پس وہ دونو عمل شروع کیا
اپنے فضل و کرم سے رب عباد / ثبت پایا تو اسے دیا اولاد
خوارزمی لکھا اس نمط پہچان / بالتحقیق بہ مسند نعمان
کہ ملاقات کر صحب کرام / جو روایت کیا حدیث امام
متفق سب کے پاس ہے یہ صاف / پر صحابہ کے ہے عدد میں خلاف
بعض بولے کہ مرد تھے سات / اور تھی ایک بی بی جو از عورات
اور لکھے کوئی کم ہیں کوئی زیاد / ہے غرض اختلاف در تعداد
اور ثابت ہے عصر میں انکے / بیس پر دو صحابہ زندہ تھے
یعنی پایا ابوحنیفہ نے / چھ یا تو ان صحابہ کے

دیکھیں تاریخ فوت ان کی اگر
بات ظاہر ہو یہ سچی خبر
لیک کچھ ہیں منکرین نعمان
کہ زمانہ میں بو حنیفہ کے
چار صحابہ تھے موجود یہاں
پر نہ دیکھے ہیں ان کو بھی ذی شان
اور وہاں ہیں وہ امام رشاد
شہر بصرہ کو لیکھا تشریف
بو حنیفہ امام دین نووی
کہ ملاقات آن امام ہمام
با صحابہ صحیح نیست کلام

اور علامہ کغوتی یوں بولا
کئے انکار گرچہ بعض اسکا

لیک یاراں امام کے یہ بات
صحیح اسناد سے کئے اثبات

کہ ہیں پچاس تک صحاب
وہ روایت کیا ہی از اصحاب

اور جب ایک عالم عادل
کرے اک امر ثابت اے عاقل

قول منکر سے معتبر ہے وہ
پھر اقبال بے خطر ہے وہ

اسلئے ہے گواہی اے اکرم
نہیں مقبول ہوتی ہے بعدم

بلکہ علامہ جلال الدین
دیکھو تبئیض میں لکھا ہی یقین

کہ امام اجل ابو معشر
شیخ عبد الکریم نیک سیر

ابن عبد الصمد جو تھا طبری
اور کہتے ہیں جسکے تئیں مقری

شافعیہ سے تھا وہ فرد شریف
اک رسالہ کیا ہی وہ تصنیف

بو حنیفہ کے سارے مرویات
جو صحابہ سے پائے ہیں ثبات

جمع اس میں کیا ہے با اسناد
تو دیکھ گر چاہئے اسے رکھ یاد

گل

ابن سعد اس روش کیا ہی بیان
کہ ہی دیکھا انس کہتیں نعمان

کتنے اور دیکھا صحب با اکرام
پس وہ ہیگا ز تابعین کرام

تھے معاصر جو دہر اسکے یقین
بات یہ ان میں پائی جاتی نہیں

مثل اوزاعی جو کہ تھا شامی
اور حماد بصری نامی

اور ثوری کوفی اے ماجد
اور مکی جو تھا ابن خالد

لیث بن سعد مصری نیک شعار
یہہ نہ کوئی تابعین سے تھے اے یار

یہاں سیوطی کا قول ہے فاخر
یہہ کم و بیش ہو گیا آخر

الغرض وہ امام ہے بیکراں
شرف ز تابعین سے کامیاب
ہے صحیح اب من
اور نقول تابعی یقین اسکا
سچ ہیں یہ بات ملا خوش کلمات
جو کہ اصحاب سے ہی انہوں کی بات
جو کہ ہے صحیح سن لا انا
اور سنتا ہو حدیث
تب روایت علیہ ہے اے دانا
شرط اسکا نہیں ہے اے ذی دانش
بو حنیفہ سے اے عزیز دل و جان
سو وہ تابعین سے ہی جان
اور زمانے میں تابعین وہ نعمان
تھا امام سے ہی یار
تابعین سے ہیں نامدار
سو اس کا بنا ہی مشہور
کہ شعبی سے ہے ابن
بیشک وہ مصنف

یعنی مجمع قرن ثانی تھا ہی صحیح
حادث لیتا ہمیں بھی واجب
ہوا اثبات سے ہی یہ اثبات
تابعیں تھا وہ بعد از اثبات

اور اجماع تابعینِ عظام / جبکہ ہوتا تھا درمیانِ امام
وہ امام ابو حنیفہ سوا / معتبر بالیقیں نہ ہوتا تھا
الغرض اب ثبوت کو پہنچا / بوحنیفہ بھی تابعی سے تھا
شاہد تابعیں ہے با اجلال / بھیجا آیت یہ خالقِ متعال

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

قرن ثانی میں تھا وہ قدوۂ دین / قرن ثالث میں دیگر مجتہدین
یعنی مالک شافعی احمد / پس ہیں یہ تبع تابعین سعد
اہل ہر سہ قرن بقول رسول / ہیں مبشر بخیر اور مقبول

خَيْرُكُمْ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ

تم سے بہتر زمانہ ہے میرا / یعنی میرا بھی میرے یاروں کا
پھر جو پیچھے انہوں کے آوینگے / یعنے بیشک وہ تابعیں ہونگے
پھر جو پیچھے انہوں کے آویں یقیں / ہونگے وہ تبع تابعین بے کیں

گل

بوحنیفہ سے پھر ہے منقول / کرلیا شبہ قول پاک رسول
اور صحابہ کے ہو دیں جو اقوال / بسر و چشم ہم کریں اقبال
اور جو منقول تابعیں سے ہو / ہیں رجال انہوں بھی ہم سمجھو

حدیث شریف

ہے یہ روایت انس سے نبی اکرم
کہ کہا ہادی سرورِ عالم
میری امت میں مرد اک ہوگا
نام نعمان ہووے گا اس کا
بو حنیفہ ہی کنیت اس کی شہیر
اسکو دیوے گا حق علوم کثیر
جسے زندہ یا دیگا اسکو یا کرم
یوں ہی پیغمبر شفیع اسکو سلام
اور امانت مری ادا وفا
وہ یا شبہ ایک ہی پہنچا

اس امانت میں دو روایت ہیں | دیکھ لکھا ہوا ہیں یا کہو میں
پہلی ہی سن روایت اول | کہتے ہیں احمد مرسلؐ
نوش فرما کے ایک ان خرما | جو کہ باقی رہا انس کو دیا
اور روایت یہ آئی ہے دوسری | کہ لعاب شریف اپنا نبیؐ
منہ میں ڈالا انس کے تھا خوشتر | لیکے وہ لپٹے پارچے اندر
رکھتا تھا اسکو باحفاظت وہ | دیا نعمان کو یہ امانت وہ
کھایا ہے اسکو بوحنیفہ جب | قلب اسکا ہوا منور تب
فضل سے حق کے شرح صدر ہوا | علم میں وہ رفیع قدر ہوا
اور بحر علوم ای امجد | موج زن اسکو دل سے تھی بیحد
علم و حکمت سے ہے چشمۂ اطہر | تھے رواں اسکو لب سے شام و سحر
برکت تھی یہ اس امانت کی | اس لعاب شہ رسالت کی
کعب احبار یوں کہا خوشتر بات | کہ میں توراۃ میں پڑھا یہ بات
کہ ہے نزدیک نور یک پیدا | امت احمدی میں ہوویگا
اسکی کنیت ہے بوحنیفہ بجا | نام نعمان ہے یقیں اسکا

خیابان چہارم

در بیان آنکہ مذہب آن امام ہمام مطابق قرآن عظیم و احادیث رسول کریمؐ علیہ و آلہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم است در رد آنان کہ آن امام از اصحاب الرائے میگویند

شرح سفر سعادت اندر جہاں | یوں کہا شیخ عبد حق ذی شاں
کہ ہے ذہنوں میں خلق کی یہ بات | مذہب شافعی رفیع الذات
بس احادیث کے مطابق ہے | اور روایات کے موافق ہے

اور مذہب امام اعظم کا
ہے مطابق آیات مطہرہ کے
قدوۃ رہنمائے اجتہاد و پیشوا
مفتی اصل صحیح حدیث کا
مخالف حدیث غالبا غیر ثابت کا
یعنی ضعیف ہے جہالت کا
اور اسکے وہ شرطیں ہیں یا
شرط ہی اجتہاد کی حدیث و آثار
حفظ قرآن حدیث و قیاس
مجتہد کا سب اجتہاد و قیاس
حدیث و قرآن سے ہوتا ہیں
ہے حدیث و قرآن و حدیث ہیں

ح یعنی مجتہد قرآن و حدیث میں اپنے قیاس
ہی اجتہاد کرتا اور قرآن و
کلا مقیس علیہ یعنی قرآن و
حدیث ہی ہے ذکر کردہ ہیں
میں اپنی دل سے کچھ نہ اٹھا
اور نہ اپنی گھر سے کچھ لے آتا
معاذ اللہ نادان لوگ قیاس
و اجتہاد کے معنے ایسے سمجھتے
ہیں ۱۲

بوحنیفہ امام اعظم ہے | سب ائمہ میں وہ مقدم ہے
تھا مسلّم تمام امت کا | سب میں اعلم کتاب و سنت کا
(مجتہد مسلم الثبوت جنابِ)
کیوں کہ اس پے یہ گمان خبیث | کہ وہ مذہب کہے خلاف حدیث
وجہ ایسے گمانِ فاسد کا | جو ہی بعضوں کو وہ یہی ہوگا
تھے جو بعضے محدثین کبار | مذہب شافعی میں اے دلدار
جو ہیں مشہور انکے تصنیفات | جوں مصابیح اور ہے مشکات
انھیں اسناد اپنے مذہب کے | لائے اور طعن حنفیہ پہ کئے
سر بسر ان کا یہ تعصب تھا | انکو اور ہمکو بخش دیوے خدا
اور احناف کے کتب پرنور | جو دیار عرب میں ہیں مشہور
دیکھیں گر اسکو منصفانِ خجستہ خصال | منکشف ہووے تب حقیقت حال
کہ نہیں کوئی مسئلہ ایسا | مذہب خاص بوحنیفہ کا
نہ ہو قرآن حدیث اسپہ دلیل | اجتہادی ہو یا صریح اے خلیل

ح مذہب حنفی میں بہت سی کتابیں ہیں کہ ہر مسئلہ پر آیات خصوصاً احادیث و آثار قویہ سے سندیں بتلاتی ہیں جیسے عینی شرح ہدایہ از امام محمد عینی شارح بخاری، فتح القدیر، کرمانی شرح بخاری، عینی شرح بخاری، تیسیر القاری شرح بخاری، عقود الجواہر المنیفہ فی دلائل مذہب الحنیفہ اور فتح المنان از شیخ دہلوی، معانی الآثار امام طحاوی، مسند حماد بن امام اعظم، مسند حصکفی وغیرہا۔

خاص شرح مواہب الرحمن | جس کا شارح دلائل و برہان
لیا ہے آیتوں سے قرآں کے | اور صحیحین کے حدیثوں سے

ح یعنے شارح کتاب مواہب الرحمن جو بڑا محدث ہے لازم کر لیا ہے اپنے پر یہ بات کہ اپنی اس کتاب میں مذہب حنفی کے مسئلوں پر قرآن سے یا بخاری

مسلم کے ہی حدیثوں سے سند بتلاوے چنانچہ دیباچہ میں بتلاتا ہے جزاہ اللہ خیرا ۱۲ منہ

مذہب بوحنیفہ اے اکمل | ہے موافق بمذہب حنبل
اور بنا اس کے پاک مذہب کی | ہے احادیث مصطفےٰ پر ہی
اور بیہقی یا امام دین اعظم | ہے خلاف اسکا مسئلوں میں کم
اور با شافعی گرامی کے | ابن حنبل کا ہے خلاف اکثر
اور مسائل اصول کے ہی ایسی | جو ہیں مشہور ایک سو چھبیس
ہے موافق امام دین احمد | بوحنیفہ کے ساتھ سے ارشد
اور با شافعی سولہ سنی | ہے مخالف وہ مسئلوں میں ہی

مکرر صح

گرچہ متاخرین شوافع کے
طعن کا انکے کچھ نہیں پروا
بوحنیفہؒ کا مدح گو تھا مدام
کہ کہا لوگ سارے اہل کمال
اور امام محمد ابن حسن
شان میں اسکے شافعی اہل علیم
کہ تصانیف اسکے اہل گیانی
لادیں بے اختیار ایماں وہ
اور لکھا ہے وہ کتاب شریف
جلد سے اک کی شصت یا ہفتاد یعنے امام محمد
اور اکثر امام دیں احمد
بس کتب سے ہی اسکے لیتا تھا
اتباع حدیث اور آثار
نہیں یوں دوسرے ہیں مجتہد اب
پہنچے جو مجہ کو از حدیث رسولؐ
وہ صحابہ کے ہی جو ہیں اقوال
اور جو تابعین کے ہوں عیاں
نہو جبتک یقیں ضرورت تام
ملتی اسکو کوئی حدیث شریف
اسکو بس وہ امام اہل ھدا
دیکھیے غور کر ذرا اس جا

طعن اسپر رہ حسد سے کئے
بسکہ شافعی امام ھدا
اسکے اصحاب کا بھی با اکرام
بوحنیفہ کے فقہ میں ہیں عیال
جو تھا شاگرد اسکا فرد زمن
اسطرح بولتا ہے بالتکریم
دیکھینگے گر یہود و نصرانی
ہوویںگے جلد تر مسلماں وہ
ہے ضخیم و طویل سے تصنیف
ہینگے بعضوں کے بلکہ اس سے زیادہ
کئے مسائل دقیق اے امجد
ان سے تھا مستفید صبح و مسا
جوں کرے بوحنیفہ پاک شعار
بولتا ہے ابوحنیفہؓ جان
ہے سر و چشم سے وہ مجکو قبول
وہ کروں اختیار در ہر حال
ہیں انہوں اور ہم برابر ہاں
نہیں کرتا تھا اجتہاد امام
کہ وہ اسناد کے ہو رہے سے ضعیف
تھا مقدم قیاس پر رکھتا
اسکو تبعیت حدیث بھی کیا

ستودہ
یوں نہیں ہے شافعی سے حدیث اور نہ
کہ وہ کبھی قیاس سے بھی نیک
ہے مقدم رکھتا قیاس ہی کو
بحث تو یہ اصول فقہ میں دیکھ
ہے تفضیل عیاض سے منقول
کہ نہ پہنچے جب حدیث رسولؐ
بوحنیفہ کو پہنچی اے یار
ہوتا تھا دل سے اسکا ابتدا
سے اصحاب کے جو اتباع تھیں
پہنچے تابعین سے یقین
یا از قدمائے اسکو سوا ہیں
تابع ہوتا تھا اسکو وہ نہیں
ورنہ کرتا تھا اجتہاد و قیاس
اور نزدیک ان امام ہدا
مسئلہ کہیں سے آتا تھا
بحث کرتا تھا اسمیں لیکن جان
طول مدت تک وہ بار بار

فقیہاں تمام با اجلال
بوحنیفہ کے فقہ میں ہیں عیال
وای کیا قاصروں کی ہے جرأت
کریں ایسے تصوریکی نسبت
الغرض جو مناسبت ایسی
ہے بہ عیسیٰ ابوحنیفہ کی
دیکھ ایسی مناسبت تو ثبات
خواجہ پارسا نے لکھا یہ بات
کہ بعد نزول عیسیٰؑ بھی
ہووے عامل بمذہب حنفی
یہہ مراد اسکی ہے تو ہو آگاہ
کہ بجا اجتہاد روح اللہ
ہو مطابق بہ اجتہاد امام
بوحنیفہؒ امام با اکرام
نہ کہ پیغمبر خدا عیسیٰؑ
ہو مقلد امام اعظم کا

تابع

بعد تحقیق وہ بوجہ صواب
اسکے یاراں تلامذہ اسکے
اور مذہب میں تھے وہ مجتہدین
اور تھے اہل زہد و ورع تمام
وہ محقق امام ربانی
الف ثانی کا تھا مجدد جو
ایک مکتوب میں کیا ہے رقم
کہ کریگا نزول جب عیسیٰؑ
اور کریگا وہ اجتہاد بجہان
اور نکات و دقائق باریک
آہ ظاہر کے عالماں بسیار
اور مخالف کتاب و سنت کے
پس امام ابوحنیفہؓ بجا
اجتہادات حضرت عیسیٰؑ
اجتہادات کو امام کے بھی
قاصریں جو نہیں سمجھتے ہیں
ورع و تقوے کی یمن برکت سے
بوحنیفہ وہ درجہ علیا
فہم دُسروں کو اسکا ہے دشوار
یہہ سبب ان کی ہے جہالت کا
شمہ اک شافعی مگر پایا

دیتا تھا بس وہ مسئلے کا جواب
فقہای محدثین سب تھے
پیشوایان دیں ائمۂ دیں
اُنپہ رحمت کرے خدائے انام
بحر اسرار کشف و عرفانی
قطب آفاق تھا مجدد او
ہی جو بچپن بدفتر دوم
ہووے تابع اسی شریعت کا
بالیقیں از حدیث اور قرآن
اسکے ماخذ کے نا سمجھ کر ٹھیک
کریں اس کے قیاس کا انکار
اجتہادات اسکے جانینگے
ہے مشابہ بہ حضرت عیسیٰؑ
اہل ظاہر نہ مانیں جوں صلا
اک جماعت نہ یونہی مانے گی
اسکا انکار کر ہی دیتے ہیں
یمن سے اتباع سنت کے
ہے یقیں اجتہاد میں پایا
جانتے ہیں مخالف اخبار
عدم ادراک اور فراست کا
احادیث ۱۲
فقہ سے اسکے سبب یہ فرمایا

تابع امت کے عالموں کا بھلا
بے تعصب و بے تکلف اب
نظر کشفی میں اے فہیم سلیم
اور دیتے ہیں شہ بیان و سر کے
اور بظاہر سواد اعظم بھی
اور ہیں تنبیہ سنت اکرم
کہ یقیں وہ حدیث شاہ رسل کو
جانے لائق متابعت کے یقیں
باوجود ایسی تبع سنت کے
آہ ہوتے ہیں بس سواد ادب
بوحنیفہ سے فقہ کا بانی
فقہ سے اسکے تین حصے یقیں
چار دانگ حصہ جو رہا باقی
فقہ میں ہے وہ صاحب خانہ
پھر مجدد یہاں کہا خوشتر ہے
شافعی سے مجھے محبت ہے
صدق سے جانتا ہوں اسکو بزرگ
بعضے اعمال نافلہ میں سعید
کیا کروں مجتہد جو ہیں دوسرے
سب وہ ہیں پیش امام غیر قصور
حال سب کا خدا ہی جانے خوب

ہووے کیوں جو نبی کا ہے حق کا
بولتا ہوں کہ نور ایں مذہب
نظر آتا ہے مثل بحر عظیم
مثل حوضوں کے اور جداول ہیں
بوحنیفہ کے ہیں توابع ہی
بوحنیفہ ہے سب سے پیش قدم
اور صحابی کے قول اکمل کے
نہیں دیں دوسرے ائمہ دین
صاحب رائے کہتے بعض اسے
دے توفیق نیک ان کو رب
فقہ میں کون اسکا ہے ثانی
سب مسلم رکھے ائمہ دیں
ہیں سب مجتہد ہوئے سابق
سب ہیں اسکے عیال ای دانا
باوجود لزوم ایں مذہب
ذات سے اسکے بس عقیدت ہے
شرع و ملت کا ایک چراغ سترگ
اسکے مذہب کی کرتا ہوں تقلید
باوجود انکے علم و تقویٰ کے
مثل طفلوں کے ہوتے ہیں منظور
ہوا آخر خلاصۂ مکتوب

سن

قطب دوراں امام شعرانی
از دوان فضیلت ثانی
صاحب اجتہاد و سر عیاں
اہل کشف و تواجد عرفاں
حامی شرع و سنت سرور
ہے وہ زندہ الاعلم
محدثیں ائمہ حدیث شیخ مذہب
تھا یہ علامہ صوفی المشرب
ذوالکرامات صوفی المشرب
وہ مناقب امام اعظم کے
اجتہادات آں منظم کے
اپنے میزان میں جو لکھا بصواب
اور دیا جو مخالفیں کے جواب
ہے مطول اگرچہ وہ مضموں
سب یہاں مختصر میں لکھتا ہوں

کہ

پوچھا مالک سے شافعی نے تو
کیا تو دیکھا ابوحنیفہؒ کو
بولا مالک کہ ہاں میں دیکھا ہوں
علم اور فضل اسکا کیا بولوں
گر وہ کرتا مناظرہ مجھ سے
باب میں اس ستون چوبیں کے
کہ وہ سونے کا یا ہے روپے کا
نصف یا زر کا نصف روپے کا
قوت علم سے وہ اپنے بجا
اسپہ قائم دلیل کر دیتا
اور کہا شافعی کہ لوگ تمام
فقہ میں ہیں یقیں عیال امام
تھا یہ بغداد شافعی سائر
بوحنیفہ کا جب ہوا زائر
صبح کی اسنے وہاں نماز ادا
قبر تہی جہاں امام اعظم کی
دیس

که کہا اسطرح وہ حق آگاہ — سب ائمہ یہ بات پر ہیں گواہ
بوحنیفہؒ کا علم اور عرفان — خاص علم حدیث اور قرآن
مثل دریائے بےکنار کے تہا — کوئی ایسا نہیں امام ہُوا
اور اس کے عقاید و اقوال — اور افعال اسکے با اجلال
ہیں مسند کتاب و سنت سے — ہے یقیں وہ خیال اُمت سے
(استواری پائے گئے) اسکے جانب سے جو لکھو نہیں جواب — (بزرگان) حسن ظن سے نہیں فقط دریاب
بلکہ ڈہونڈھا ہوں میں بہت بتقلیل — سب ائمہ کے مذہبونکی دلیل
ہیں لکھا ہوں جو اک کتاب بنام — جس کتیں ہے منہج مبیں ہے نام
اور اسمیں دلائل مذہب — چار ائمہ کے ہیں لکھا ہوں سب
مذہب بوحنیفہؒ باشان — ہے یقیں اول المذاہب جان
اور اٹھیگا اخیر میں سب کے — بعض اہل کشوف یوں ہی کہے
واسطے اپنے دیں کے رب انام — برگزیدہ اُسنے کیا ہے امام
اور توابع اسی کے در ہر عصر — ہوتے جاوینگے حشر تک بحصر
اور اگر انکو ضرب قید کریں — تا کہ اسکے طریق سے نکلیں
وہ نہ مذہب کو اسکی چھوڑینگے — رشتۂ اخلاص کا نہ توڑینگے
رہے راضی نت اس امام سے رب — اور سدا اسکے تابعوں سے سب
اور مودب ہے جو اسکے سات — اور ائمہ سے کیسا سب خوش ذات
یوں کہا سیدی علی خواص — صاحب کشف و ذوق با اخلاص
مالک و شافعی کی نیک اوصاف — جو مقلد ہیں کہیں گر انصاف
تو دو قولوں کو بوحنیفہ کے — نہیں ہرگز ضعیف جانینگے
کہ ائمہ انہوں کی صبح و مسا — تر زبان اسکی مدح میں تھے سدا

پس ادب سے امام اعظم کے — چھوڑ ڈالا قنوت کو اس نے
باوجودیکہ اس کا استحباب — ثابت اس کے یہاں ہی تھا آداب
لوگ پوچھے تو شافعی بولا — کہ حضور امام ہے اس جا
کیوں کروں در حضور اسکا خلاف — پس ادب سے قنوت چھوڑا صاف
کیونکہ اندر نماز صبح قنوت — نہیں نزد امام پایا ثبوت

حکایت

اور حکایت کیا ہی ای بھائی — اسی میزان میں شیخ شعراوی
کچھ مناقب امام اعظم کے — اور فضایل وہ فرد اکرم کے
میں رقم ایکروز کرتا تھا — تب مرے پاس ایک شخص آیا
دیکھتے ہی اسے ہوا بس شاق — تب نکالا ہے وہ کئی اوراق
دیا مجکو کیا ہیں اسمیں نظر — اسمیں تھا رد ابو حنیفہ پہ
میں تب اس شخص کو کہا ایسا — ای فلاں آہ شخص تیرے سا
کیا سمجھتا ہے اسکا نغز کلام — تا کرے رد امام کا ارقام
وہ کہا رد یہ میں لیا ہوں ہاں — از تصانیف فخر رازی جاں
میں کہا فخر فخر رازی کا — ہے امام زماں کے آگے کیا
طالب العلم سا ہے ہیچمداں — یا رعیت بہ پیش یک سلطاں
یا ہے مانند ایک تاریکے — جوں ہیں آفتاب کے آگے
جوں رعیت کتیں نہیں جائز — طعن اک بادشاہ پر ہرگز
کیونکہ ہیں جو کہ لائق تقلید — انکو ہی منع اور حرام ای سعید
کہ کریں طعن بر ائمۂ دیں — اور نہوں تابع مجتہدیں

ہاں اگر قول بو حنیفہ کا — پایا نہ گیا ایسا
کوئی با نص یا کہ ساتھ دلیل — سر نہیں پائی جاوے ہے جو قبیل
تو وہ بس احتیاط ہے کہ — مقلد کو
ہے مفید عمل کہ اس کا سن تو — قول ہی اس امام کا
یعنی آگر قول امام اعظم — پایا نہ گیا
کوئی ظاہر ہے سیہ دلیل — نہ نص صریح اے نبیل
تو یہ ہی اسکے وجہ — نص گم
کہ ہے واقع بیچ — کتب نہ ملے
نہیں پایا کہ سیکو نہیں سمجھا
یا کہ پایا ہے اسکا کیا — معنا و مطلب
کہ ہے نہ نص صریح ای — سامع
نہیں اس مسئلہ کو فی الواقع

ہوگی تھیو کریہ ابن ابی
ابن ابی زید قیروانی کی

حکایت

طالب العلم استاد فقیہ سے
بعض نزدیک علم مسائل فرع
بعض صحاب ابو حنیفہ کی
ایک شخص انکا انکار کرتا تھا
اسکو ایکدن میں کہا تبنیہ
وتشنیع ہوا انہیں وہ سفیہ
اس سے مجھکو بڑی بیکلو لفرت
لیا تا چار اس سے میں فرقت
وہ گیا اور ایک سیڑھی چڑہا
گرکے ایک پانو اسکا ٹوٹ گیا
دن بدن حال اسکا ہوا برا کیے
جلد تر خوار زار ہو کے مرا

جب

برا امام اجتہادہی کرکے
قول اپنے امام کا سن تو
یار تو پا ویگا جب خلاف اسکا
مسئلہ تب بھی اختلافی ہو
وہ مسند ہو اگر حدیث صریح
تو ہی وہ اختلاف حدیث کا ہی
اور اگر وہ مسند ہو و صریح
قول ہر مجتہد کا ہی ای خلیل
کہ نکالا وہ مجتہد سے ہے امام
ہوتا ہے اجتہاد مجتہدان
گر وہ صورت قیاسی ہوگی

ہی نکالا کتاب و سنت سے
واجب العمل ہے مقلد کو
کہ کوئی مجتہد کہا ہو گا
ہے سند ہر دو جانب ای خوشخو
ہے جو ہر طرف دلیل صحیح
مختلف آئی جو حدیث نبی
تو ہی بیشک وہ اجتہاد صحیح
ہر مقلد کو اسکے ہیں دلیل
مسئلہ وہ ز اجتہاد تمام
در حدیث وارد و یا قرآن
تو ہی اسکا مقیس علیہ ضرور ہی

حکایت

ایک عالم نے جا سمع از ہر
ایکدن یوں کہا کہ بعض اطفال
کیسے تصنیف کر سکینگے اب
آیا مسجد سے شخص اک باہر
قیروانی کی وہ رکہا تھا کتاب
وہ کتاب اسکو وہ پڑہا نہ سکا
کہا یہم ہو اسکتیں ای سفیہ
اپنے سر سے اتار یہہ دستار

کیا انکار قیروانی یہہ
اسکی تصنیف کے کتب مثال
بے ادب ہو کہ وہ کہا یہہ جب
لشکری کے مثال ای یا ہمہ
اسکو بولا مجھے پڑہا یہ شتاب
پس اسے کھینچ کر وہیں مارا
لوگ اب جانتے ہیں تجکو فقیہ
نہیں شایاں ہے یہہ تجھے زنہار

جب عیادت لیے وہ بلوایا — ہیں عبادت نہ اسکی جا کے کیا
پھر آداب تابعان امام — اس سے پھر ملکے بلیغ کیا کلام
بس ہی بجائی تو سب اماموں تئیں — انکے اتباع مقتدایوں سنا
یا ادب رہ کے رکھو زبانکو نگاہ — کہ تھے مقبول بارگاہ اللہ

شگوفہ

اور ائمہ کے درمیاں ہی یار — جو ہوا ہے مناظرہ کئی بار
تھا وہ اظہار حق کے ہی خاطر — نہ سبب تھا حسد کا ہی خاطر
کرنے کامل بھی ناقصوں کتیں — دینے ترغیب طالبوں کے تئیں
اور بعین شریعت کبریٰ — سب ائمہ کے مذہب الا
پہنچتے ہیں جو اہی گرامی ذات — کشف اثر تھی یہ جھگڑا بات
انکا بحث و مناظرہ تھا تب — متفق بعد کشف ہو گئے سب

خیابان پنجم

در مناقب عظیمہ و فضائل کریمہ آن امام الائمہ و بعض اوصاف جلیلہ صاحبین معظمین و تبیین اسمائے بعض اولیائے کرام و اصفیائے عظام کہ در شریعت و طریقت تابعان آن امام ہمام بودند رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

درمختار میں یہ ہے مذکور — اور بھی اسکی شرح میں مشہور
کہ امام محمد رح والا — تھا جو شاگرد بوحنیفہ کا
تھا بہت علم و فضل حفظ میں طاق — اس سے پھیلا ہی علم در آفاق
اور تصانیف کا ہی اسکے شمار — ایک کم یک ہزار تک ہی یاد
اسکا شاگرد شافعی ہی جان — اور اسکا رتبہ عالیشان

سے بھی
یعنی یاد رہے شافعی
سب نکاح دیا
تھا انکے سب تین بیقل
اپنے مال و کتب
سے نہا کر دیا انکو
شافعی نفع اٹھا
ان کتابوں سے بلکہ
کہتے ہیں شافعی فقیہ ہوئے
یعنی نکلے آگے در بغداد
سے شافعی امام ارشاد
تھا یقیں کہ مجتہد مطلق
پہنچے تھے بھی سب حق
قوت علم اس کا اور بڑھا
علم کو اسکے بس کمال ہوا
اور ہوا اعداد سب دینے کا
نہ رہے تھی گر ارادہ ہی رکھتا
تو تھے علم دین کا اتنا
ابی محمد نہیں دیا ہوتا

سُبحٰنَ الَّذِی لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا۔ سُبحَانَ الَّذِی لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ

اور دو حج آخری تو کیا
اذان کعبے کے قادر ہوئے
کعبۃ اللہ میں تا رہے یک شب
وہ خوشی سے وا اجازت
پس وہ کعبہ میں جب ہوا داخل
درمیان دو ستونکے ای عاقل
پانے سیدھے پہ بائیں کھڑا
پاے چپ اپنا راست پر رکھا
نفل دو رکعتیں شروع کیا
نصف قرآن پڑھ رکوع کیا
بعد سجدے پھر کھڑا ہوکر
باقی نصف پڑھا ای ذو الہنر

پھر میں پوچھا کہ ای امام زمان
تب محمد کہا ہمارے سے
در مختار کا محشی بیان
یعنے اک درجہ اسکی ستقیت کا
یا یہہ حاجت روائی کرنی مراد
یعنے کرتا تھا عدل وہ بدوام
پھر میں پوچھا ہے کہ ای ذیشان
بولا اسکا مقام پاک یقین
یعنے وہ صاحبین سے برتر
کیون نہ درجہ اسے بلند ملے
کہ چہل سال صبح کی وہ نماز
کہ وہ سویا نہین تمامی شب
اور پچپن کیا ہی حج ای یار
ہی روایت اخیر دفعہ امام
کہ ترے بندگون کو روز شمار
حق کہا تو پڑھیگا صبح و مسا

ابو یوسف کا ہی مقام کہان
ہی بلند اسکی جا دو درجے
دیکھ اسطرح سے کیا ہی بیان
اور ہی دوسرا اشنحیت کا
مومنون کی جو وہ کیا ہے زیاد
جب تھا قاضی نافذ الاحکام
بو حنیفہ کا ہی مقام کہان
ہیگا برتر قصر علیین
یک مقام اسکا ہی بہشت اندر
نعمتین کیون نہ ارجمند ملے
از وضوی عشا پڑہا ہے نماز
یک مدت تلک بہ طاعت رب
دیکھا خالق کو خواب مین سو بار
پوچھا در خواب از خدائے انام
کس عمل کے سبب ملے چھٹکار
یہہ دعا پس مین اسکو بخشونگا

سُبحٰنَ الْاَبَدِیِّ الْاَبَدِ۔ سُبحٰنَ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ
سُبحٰنَ الْفَرْدِ الصَّمَدِ۔ سُبحٰنَ رَافِعِ السَّمَاءِ
بِغَیْرِ عَمَدٍ۔ سُبحٰنَ مَنْ بَسَطَ الْاَرْضَ عَلٰی جَمَدٍ
سُبحٰنَ مَنْ خَلَقَ الْخَلْقَ فَاَحْصَاھُمْ عَدَدًا۔
سُبحٰنَ مَنْ قَسَمَ الرِّزْقَ وَلَمْ یَنْسَ اَحَدًا۔

نصف ثانی پڑھا وہ با حرمت
اور کر کے ادا رکوع و سجود
خوف سے حق کے اشکبار ہوا
اور بدرگاہ خالق متعال
کہ ترا عبد ناتواں یا رب
جوں سزاوار ہے تری طاعت
پر وہ پہچانتا ہے تیری صفت
پس تو نقصان کو اسکی طاعت کے
ہاتف غیب تب کیا آواز
کہ ہمارے صفات تو جانا
اور عبادت ہماری ای نعماں
ہم دعا کو تری قبول کئے
پیروی بھی کریں تری جو بشر
تا قیامت ہم ان کو بخشینگے
اور کرتا ہے نقل جرجانی
کہ کوئی گر بامت موسیٰؑ
ہوتا مانند بو حنیفہ کے
اور مناقب میں اس معظم کے
ابن جوزی کا سبط باتکریم
دوسرے علما ہی شرح بسط کیئے
الغرض بعد حضرت قرآں

ختم قرآں کیا بدو رکعت
جبکہ پھیرا اسلام وہ مسعود
جوش قلبی سے زار زار ہوا
کیا آہستہ اسطرح سے سوال
سر و ظاہر بجسم و جاں یا رب
نہ ادا کر سکے ہے با طاقت
جو مدلل ہیں برالوہیت
بخش حرمت سے اس پہچانت کے
سمت کعبے سے ای نکو انداز
اور بخوبی یقین تو پہچانا
کیا اچھی ادا تو سر و عیاں
تجکو لطف و کرم سے بخشدئے
اور رہینگے جو تیرے مذہب پر
اور جزا بہتر ان کو دیوینگے
سہل تستری سے لے گیا نی
اور یوں ہی بامت عیسیٰؑ
تو نصارا یہود نا ہوتے
بو حنیفہ امام اعظم کے
کیا تصنیف ہے دو جلد ضخیم
کئی مطول کتب لکھے خوش ہات
ہونا پیدا امام دیں نعماں

۳۴
معجزات محمدی سے نقیب
ہے بڑا معجزہ وہ اسکے نبی کے ہیں
سبب پاس اس کا در اتفاق
ہے سبب پاس یہ بہت خلاق
مشتہر سر دیا یہ وہ امام
سر کوئی نہیں سہا وہ امام
ہاں کوئی ہے شبہ سے اعلام
پیشوا ہے تابعوں کے خدا
اسکے اصحاب تابعین نصرا
آج تک وہ شریعت سرداری
نصرتا ہے سر سے سرداری
اور فضیلت دیا انہیں باری
اور موافق اسکے مذہب ہے
حکم عیسیٰ کرے ہو جب اترے
یعنی عیسیٰ اسکا اجتہاد دہا امام
ہو ویگا حسب اجتہاد امام
ورنہ حق اسکا رسول ای سامع
ہو وے کیوں اک امر کے تابع
پو بھی

اور امام شہیر عبد اللہ
یعنی ابن مبارک اے آگاہ
اور سوا ان کے ہیں بہت اخیار
کہ ہیں جنکا شمار بس دشوار
اور ابوالقاسم قشیری جان
صوفیہ میں تھا جلیل الشان
بولتا ہے وہ قدوۂ آفاق
میرا استاد بو علی دقاق
کیا ارشاد ہے یہ میرے تئیں
کہ طریقت کی علم سیکھا میں
از ابوالقاسم نصیر اباد
ہے بلاشبہ وہ مرا استاد
اور وہ سیکھے نزد حضرت شبلی
اور شبلی ز سری سقطی
اور سری ز شیخ دیں معروف
جسپہ تھے رمز باطنی مکشوف

یونہی بولے ہیں اہل کشف و کمال — صاحب جذب و حال با اجلال
اور وہ ہے حفظ شرع متیں — مسئلے فقہ کے کیا تدوین
ہے نکالا فروع کو ز اصول — اجر اس کا اسے ملیگا نہ بھول
فقہ میں ہے وہ صاحب خانہ — سب طفیلی ہیں اسکے ای دانا
فقہ میں اصل ہے وہی سب کا — اور ہیں سب فروع اسکے بجا
علما اور تا بروز شمار — فقہ کے جو کتب لکھیں اے یار
حکم سے اس حدیث کے سنلے — بو حنیفہ کو اجر اس کا ملے

مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا
اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

یعنے جس نے اچھی چال ڈالی اسکا اجر اسکو ملیگا۔ اور دوسرا جو عمل کریگا اسکا بھی
اجر قیامت تک اسکو حاصل ہوگا

بو حنیفہ کا درجہ ہے تحقیق — ہیگا مانند حضرت صدیق
ہے یہ رتبہ بغیر شبہ بڑا — سارے علما میں حق اسے بخشا
اکثر اقطاب و اولیای کرام — مذہب اس کا کئے قبول تمام
جوں براہیم ابن ادہم تھا — تارک سلطنت برائے خدا
شیخ والا شقیق تھا بلخی — اور معروف عارف کرخی
محو وجداں عارف نامی — شیخ دیں بایزید بسطامی
اور داؤد جو کہ تھا طائی — تھی جسے سالکوں میں سرسائی
شیخ رہبر فضیل ابن عیاض — جس سے تازہ تھا معرفت کا ریاض
ابو حامد کہیں جسے لفاف — اور ابوبکر تھا ابن الوراق
اور شیخ وکیع بہر فلاح — جس کے والد کا نام ہے جراح

اور داؤد طائی اے ہوشیار
یہہ طریقت کے رمز اور اسرار

سیکھا الحق امام اعظم سے
قدوۂ اولیائے اکرم سے

ایسے اقطاب و اولیائے کرام
ہینگے شاگرد اور مرید امام

تھے ائمۂ شب طریقت کے
اور اساطین تھے شریعت کے

بعد ان کے جو آئے ہیں اے یار
ہیں طریقت میں ان کے تابعدار

یہ بزرگان تمام سرد عیاں
معتقد تھے امام کے ایجاں

تھے فضیلت کے اسکے قائل سب
مدح گو اسکے تھے بروز و شب

مالک و شافعی و احمد جان
مدح میں اسکے تھے جو رطب اللسان

تھے مقر اسکی جو فضیلت کے
انکے اقوال آئینگے آگے

ایسے اعلام و اولیائے کبار
جبکہ تابع ہوں اسکے سرو جہار

ہے عجب تر عجب از از اجاہل
کہ ہیں اسکے فضل کا قائل

ناکرے اپنے جہل کا اقرار
کرے قول امام کا انکار

کیوں نہ ہووے وہ بدعتی مردود
اہل حق کا کیا خلاف نمود

درمختار کی عبارت کا ، ،
ترجمہ ایسا یہاں تمام ہوا

شگوفہ

استادان امام کے اے یار
گرچہ ہیں تابعین سے بسیار

لیکہ حماد کے طرف نسبت
اوستادی کی پائی ہے شہرت

ہے بلاشبہ شیخ دیں حماد
بوحنیفہ میں فقہ کا استاد

وہ تھا شاگرد شیخ نخعی کا
کہ براہیم نام جس کا تھا

اور نخعی کے تھے یہ استاداں
علقمہ اسود و شریح عیاں

کے دلائل اربعہ سے نہ ٹہرا فافہم ۱۲

گلدستہ در توصیف و تمدح آن امام از دیگر ائمہ کرام

ابن عاصم سے سن یہ ہے منقول ۔ کہ اگر تولیں سب جہانکے عقول
بو حنیفہ کی عقل ہوگی زیاد ۔ یعنے اسکے ہی عصر میں رکھہ یاد
حسن ابن زیاد یوں بولا ۔ بو حنیفہ امام اہل ھدا
نقل کرتا تھا چار ہزار اخبار ۔ شیخ حماد سے ہی تھے دو ہزار
اور تھے دوسرے جو استاداں ۔ ان سے سب دو ہزار تھے پہچان
اور بہت مسئلوں کا استخراج ۔ کرتا تھا وہ علوم دین کا سراج
بیشتر شغل تھا اسی کا مدام ۔ کیونکہ ہیگا ضرور تر یہ کام
اور روایت حدیث کی اکثر ۔ کرتا تھا کم وہ خلق کا رہبر

اخبار حدیثی ۱۲ ۔ از ابن زیاد عن ابی حنیفہ ۱۲

ط یعنے امام کو محض حدیث کے کتابوں کی تدوین و تالیف کا شغل کم تھا کیونکہ امام اعلے درجہ کے محدث ہوکے بڑے درجہ کے مجتہد مطلق بھی تھے مجتہد کا کام قرآن و حدیث کے مطالب و معانی اور اس کے تقیید و اطلاق عموم و خصوص انواع و دلالات پر لیجا کے اس سے مسائل استخراج کرنے کا ہے نہ کہ فقط لفظ حدیث کی روایت و اسماء الرجال کی تحقیق وغیرہ کا اشتغال وگرنہ حدیث کا سامان امام اعظم کے پاس کچھ کم نہ تھا مشہور ہے کہ امام گیارہ لاکھہ حدیث کے حافظ تھے اور انکے پاس حدیث کے کئی صندوق بھرے ہوے تھے اور ان کو احادیث پہنچانے سو کل استاداں چار ہزار تک ہیں اور امام زمرۂ تابعین سے ہیں سن ۸۰ ہجری میں پیدا ہوے تیس سال کی عمر انکی صحابہ کے زمانے میں گذری کوفی میں چھ سو صحابہ تک کے رہے ہیں پس امام کو کتنے احادیث پہنچے ہونگے اور حدیث

۶ ص
ذ تاتار کی تحقیق کسی درجہ کی تھی ... غور کیا چار سو ... ۱۲ منہ
کیونکہ اوروں سے ہوتی تھی یہ ...
یوں ہی لایا ہے دیکھو در مقال
اور بولا امام کرمانی
ق کرے فخر اسکی تو زمانی
مسئلے پنچ لاکھ کئی ہیں نکلے
بو حنیفہ کیا ہے استخراج
اور بولا خطیب خوارزمی
جو تھا گنج اسرار علمی
کہ نکالا ہے مسئلے نعمان
تراسی ہزار ای بانشان
تیس پر آٹھ ہزار بھی آثار
ہیں عبادات میں ز روئے شمار
اور باقی معاملات اندر
ہے نکالا وہ خلق کا رہبر
گر

گر نہوتی یہ بات اے ہوشیار
ہوتے گمراہ لوگ در امصار

عاصم قاری شیخ پاک نہاد
اس بقرأت امام کا استاد

بوحنیفہ کا جبکہ فضل و کمال
کیا مشہور خالق متعال

استفادہ کے واسطے عاصم
پاس آتا تھا اس کے ہو عازم

اور کہتا تھا اسکو یوں اے امام
کہ تو لڑکا ہی ہیچ اپنے مدام

آتا تھا گھر ہمارے بے وسواس
ہم بڑہاپے میں آتے ہیں تجھ پاس

پوچھے عاصم سے اسطرح جب صاف
بوحنیفہ کا کیوں کرے تو خلاف

کہا سمجھا تھا اسکی تئیں کربار
فہم اور علم دین کا بسیار

فہم سے اپنے ہم نہ پائے جو
فہم کامل سے اپنے پایا او

جبتک اقوال باصفا اس کے
خوب مفہوم ہم کو نا ہوئے

ہم کو تب تک یقین نہیں ہے روا
قول پر اس کے دیویں تا فتوا

امام غزالی رح

اور بولا ہے حجۃ الاسلام
بوحنیفہ جو تھا امام ہمام

تھا بلا شبہ عارف باللہ
زاہد و عابد گرامی جاہ

کہ خلوص اپنے علم سے للہ
تھا ارادہ کیا وہ حق آگاہ

حکایت

شیخ علامہ کفوی نامی
لایا ہے از خطیب خوارزمی

اپنی لڑکائی سے امام ہمام
اب حاضر جواب تھا بہ انام

ہر جواب اسکا رہتا بس معقول
اور رہتا موافق منقول

نقل ہے شہر روم کا قیصر
تحفہ مال و زر بہت دیکر

اپنے قاصد کو بھیجا تھا یکبار
نزد منصور بادشاہ ای یار

کہ میں دیوں جواب سکا اب | منع نعماں کیتیں کیا وہ تب
بار دیگر گیا ہے جب وہ سوال | بوحنیفہ ہو مضطرب فی الحال
چاہا ہے بادشاہ سے اذن جواب | وہ اجازت اسے دیا بشتاب
پوچھا قاصد کو وہ امام زماں | کیا تو سائل ہے وہ کہا تب ہاں
بولا اسکو اتر تو از منبر | دیوےگا میں جواب چڑھ اسپر
کیونکہ شاگرد ہے یقین سائل | اور مجیب اوستاد ہے کامل
اترا منبر سے جلد وہ قاصد | بعد اسپر چڑھا ہے وہ ماجد
بولا کیا پوچھتا ہے پوچھ تو اب | بے تامل وہیں وہ پوچھا تب
کونسی شیٔ خدا سے تھی اول | اسکو پوچھا ہے یوں امام اجل
جانتا ہے تو کیا حساب گنتی | وہ کہا ہاں کہ جانتا ہوں میں
تب کہا اسکو ایک سے پہلے | کونسا ہے عدد تو کہہ مجھسے
وہ کہا سب سے ہے وہی اول | اسکو بولا یہ فرد وہ اکمل
جبکہ وہ واحد مجازی ہے | اسکے آگے ہوئی نہ کوئی شیٔ
پس جو کوئی واحد حقیقی ہو | اس سے کس طرح پہلے کوئی ہو
پھر کہ قاصد کیا سوال دگر | کہ خدا کا تو بول منہ ہے کدھر
تب کہا اس کے تئیں امام زمن | کہ کریں جبکہ شمع اک روشن
اس کے شعلے کا بول منہ ہے کدھر | وہ کہا سب طرف ہے اے بہتر
کہا نور مجازی ہے وہ یقین | کوئی جہت جب مقرر اسکو نہیں
پھر جو نور حقیقی ہو اسکو | کس طرح اک جہت مقرر ہو

آیۃ اللہ نور السموات والارض

پھر وہ پوچھا کہ حق تعالیٰ اب | کیا ہے کرتا کہا ہے نعمان تب

کہ اترے سا شیٔ کو خدا
مر منبر سے ہی اتار دیا
موت سا بندۂ موحد کو
امی و رسول ماجد کو
دیکھ منبر پہ سے چڑھایا اب
یہی اب کر رہا ہے بیرار ب
سنے قاصد وہیں جھکایا سر
ہوا حیران و لاجواب مگر
ان سوالات مشکلہ کا جواب
جو دیا وہ امام قدس مآب
تب ہی تو حالانکہ اسیم لڑکا ہی
سے گیا سبقت اور سرسائی
علما دیکھ کر ہوے حیران
بولے یہ ہووےگا امام زمان

حکایت

نقل

نقل ہے خارجی کئے بدکار
بولے پھر اسطرح امام کنتئں
گر نہ انکا تو ہمکو دیوے جواب
کہا تمکو جواب دیوں گا
بولے گردن کے جرم سنی تیغ
بولا کیا پوچھتے ہو تم پوچھو
یک جنازہ ہے اک شرابی کا
اور یک زن تھی حاملہ ز حرام
یعنے توبہ نہیں نصیب ہوا
اور خوارج کے پاس کی ماہر
تھا یہ انکا ارادہ باطن
اہل سنت کا جوں کہ ہے مذہب
انکو پوچھا ابو حنیفہ زود
تب وے کہنے لگے یہود نہیں
لگے کہنے نہیں نصارا دے
لگے کہنے مجوس بھی وے نہیں
بولے وہ بت پرست نیں تھے کبھی
کہے ناچار وہ مسلماں تھے
تم ہی اپنا دئے ہیں آپ جواب
پس وہ کس طرح ہو وینگے کافر
بعد پوچھے کہ وہ دونو مرتے

آئے ہاتھوں میں اپنے لے تروار
بات دو ہم تسے پوچھتے ہیں
قتل ہی تجکو ہم کرینگے شتاب
کھینچو تیغوں کو اب نیام بھلا
گر بتا دیں نیام اجر ملے
کہے ہم لائے ہیں جنازے دو
عین نشہ میں اپنے ہے وہ موا
جنتے ہی مرگئی ہے وہ ناکام
یہہ دونوں کو حرام سے اصلا
ہووے مومن گناہ سے کافر
گر وہ دونوں کہتیں کہے مومن
قتل کر دیویں اس امام کو تب
کیا ہیں یہ مردگاں ز قوم یہود
پوچھا پھر کیا نصارے ہیں یہ یقیں
پوچھا پھر کیا مجوس ہیں کہے
پوچھا کیا بت پرست ہیں وہ یقیں
پوچھا پھر کون ہیں کہو تم ہی
لگا کہنے امام تب ان سے
کہ مسلمان کہے انہیں بصواب
ہو حیران یہہ سنکے وہ آخر
جنتی یا ہیں دوزخی کہدے

تب کہا وہ امام عالی صفات
میں کہوں حقمیں انکے ایسی بات
جیسے پیغمبر نے حقمیں انکے جو گناہ
ان ہی پیغمبر خلیل اللہ
جو کہا حضرت خلیل نے فمن تبعنی فانہ
منی ومن عصانی فانک غفور رحیم
اور کہا ہے جو حضرت عیسیٰ نے
حقمیں انکے پیغمبر نے حقمیں انکے
ہیں یہی سنا ہوں پیغمبر امام نبی
ہیں یہ آیت ان تعذبھم فانھم
عبادک وان تغفر لھم
فانک انت العزیز الحکیم
بو حنیفہ سے یہ سنکے وہ جب
ترک اپنا کئے وہیں مذہب

حکایت

حکایت

کیا مسجد میں اس سے کوئی سوال — کہ کہے گر نبید کو تو حلال
کبھی مسجد میں اسکو پیوں میں — تب کہا یوں امام اس کے تئیں
تجھ پہ تیری حلال ہے عورت — اس سے مسجد میں گر کرے صحبت
تب تو مسجد میں پی نبید یقیں — سن یہ شرمندہ ہوگیا وہ وہیں
اور کشاف میں لکھا سن تو — کہ قتادہ جب آیا کوفہ کو
اسکو گھیرے تھے تب بہت مردم — کہا پوچھو جو چاہتے ہو تم
پوچھا کوئی حضرت سلیماں کی — چیونٹی نر تھی یا کہ مادہ تھی
کچھ تامل کیا قتادہ یہاں — وہاں حاضر تھا ناگہاں نعماں
اور تھا کم عمر یوں کہا ہی تھی — کہ سلیماں کی چیونٹی مادہ تھی
پوچھے اسکو تو یہہ کہاں سے لیا — کہا قرآں میں حق یہہ فرمایا
لیئے بولا ہے اسکنیں قالت — اور نہ قال کہا ہے در آیت

حکایت

حقمیں عثماں کے کوئی مردود — کہتے میں بولتا تھا لفظ یہود
کہا اک روز اسکو تئیں نعماں — کہ میں پوچھتا ہوں اسطرح ایمیاں
اک یہودی کیسا نہ بیشک تو — بیاہ کر دیوے اپنی بیٹی تو
وہ کہا اے امام پاک سیر — کیوں یہودی کو دیو نگیں دختر
اسکو تب یوں امام فرمایا — واہ سبحان اللہ سوچ ذرا
جب یہودی کو تو نہ دے دختر — فکر کر تو خدا کا پیغمبر
اپنے دو دختر نکو اختر — دو نبوت کے درج کے گوہر

کیوں یہودی کیتیں دیا ہوگا
کیوں تو رکھتا ہے ایسی بات روا
جب سنا وہ امام سے یہ بات
کیا تو یہ رہا ادب کے سات

حکایت

ابن خلکان نے یوں کیا ہے رقم
اپنی تاریخ بیچ اے اکرم
شیخ تھا اک ربیع نام اسکا
شاہ منصور کا مصاحب تھا
اور دشمن امام کا تھا بڑا
ایکدن بادشاہ سے بولا
ابن عباس جو ہے تیرا جد
بو حنیفہ عدو ہے اسکا اشد
اور یہی ہے سمجھ تو اس کا سبب
ابن عباس کا ہے یہ مذہب

کوئی

کوی قسم کھا کے بعد یکدو روز — انشاء اللہ بولا ای فیروز
اسکا استثنا ہیگا یہ جائز — لازم اسپر نہیں قسم ہرگز
کہتا ہے بوحنیفہ ای دانا — گر ہے نزدیک اس کا استثنا
ہے روا اور نہو نہیں ہی روا — پس مخالف ہی یہ ترک جد کا
تب کہا بوحنیفہ ای منصور — بولتا ہے ربیع ہے یوں مشہور
ہاتھ پر تیرے تیری فوج یقیں — کی جو بیعت کبھی درست نہیں
گر کریں عہد پیمان قسم کھا کر — اور کہیں انشاء اللہ گھر جاکر
پس قسم ان کی ٹوٹ جاتی ہی — حفظ بیعت نہ لازم آتی ہے
بادشاہ بات یہ سنا ہے جب — مار قہقہہ بہت ہنسا ہی تب
اور کہا ای ربیع ہوشیار — معتبر تو نہ اسکا ہو زنہار

حکایت

پوچھا اک عالم ای امام اجل — مسئلہ کوی تو بول کر اول
بعد اسکے کبھی ہی بچتا یا — تب اسے یوں امام فرمایا
اک زن حاملہ موی اک بار — تب کئے لوگ مجھ سے استفسار
بچہ پھرتا ہے پیٹ میں اسکے — کیا تو کہتا ہی میں کہا ان سے
کر شکم اس کا چاک ای مردم — لاؤ بچے کو باہر اسکے تم
پھر ندامت نہ ہے ہوی بسیار — کہ وہ بیت کو میں دیا آزار
حال بچے کا جانئے وہ مولا — کہ وہ زندہ رہا ہے یا ہی موا
کہا سائل وہ ای امام زماں — فکر زنہار تو نہ کر کوی آں
ہوں بلاشبہ میں وہی بچا — کہ ترے یمن سے مجھے مولا

الٰہی
سرّ علم سے ہو یا بہ
لادیا اس نے ... ای فاجر
اور دیا علم مجھکو ...

غنچہ

اور کہا بوحنیفہ نے مجھکو خدا
اس نے دعا کے علم دیا
یمن سے اس کے
اللّٰهم ارنا لسنتیک
علی طاعتیک

نقل ہے سید بخاری سے
بعد اسکو پہنچے
جو فرزند نقل سے علم کے مولا
سے پیدا ہوا ...
اپنے کہوں ...
فضل سے

خیابان ششم
در بیان فراست کاملی
آن آفتاب اوج کرامت

حکایت

بوحنیفہؒ نے کہا کہ قول مرا
بیشتر گر قیاس پر ہوتا
کہتا عورت ہو پاک حیض سے جب
وہ کرے تو قضا نماز کو سب
اور روزے کو وہ کرے نہ قضا
میں نہیں بولتا ہوں یوں صلا
بلکہ کہتا ہوں اسطرح بر دوام
کہ کرے حائضہ قضای صیام
یہ مرا بولنا بسر و عیاں
اتباع حدیث سے ہے عیاں
اور ہے دوسری یہ عرض جناب
کہ نجس تر منی ہے یا پیشاب
بولا اسکو امام دین باقر
کہ نجس تر پیشاب ہے ظاہر
بوحنیفہؒ نے کہا کہ قول مرا
گر مخالف نصوص کے ہوتا

حکایت

روضۂ فائق اندرای بہائی
بولتا ہے کہ ایک زن آئی
سیب اک لا رکھی امام کے پاس
قدوۂ زمرۂ انام کے پاس
ایک جانب میں سرخ تھا وہ سیب
دوسرے جانب میں زرد تھا وہ سیب
شق کیا اسکو بوحنیفہ تب
گئی عورت وہ عاقلہ خوش تب
حاضراں دیکھ یہ ہوئے حیراں
اور پوچھے امام سے اس آں
بولا یہ دیکھتی ہے زن تا وہ
کہ کبھو سرخ اور زرد کبھو
ہوئی سایل مسئلے سے وہ آکر
کون حیض کون ہے طہر
سیب کو جبر ہیں یہ بتلایا
جب تلک رنگ لہو ہے تو اجلا
تب تلک پاک تو ہنوز نہیں
پس وہ میرے جواب کو سمجھی

حکایت

جامع مضمرات میں مذکور
ہے یقیں یہ روایت پر نور
کہ امام محمدؐ باقر
ابن علی بن حسین بن حیدر
حامل علم احمد مختار
رضی اللہ عنہ سرو چہار
بوحنیفہ سے ایکدن پوچھا
کہ میں سنتا ہوں اسطرح سرچا
کہ مسایل قیاس سے اکثر
وضع کرتا ہے تو بتمام و تر
اور احادیث شاہ عالم کے
بالیقیں تیرے جدّ اکرم کے
ترک کرتا ہے تو قیاس کیساتھ
بول سچ یا کہ جھوٹ ہے یہ بات
بوحنیفہ کہا ای ابن رسولؐ
ای گل گلشن علیؑ و بتولؓ
تیرے جد سے کہ عرض ہیں تینہ
پوچھتا کیا ہے کیا وہ عرض وہیں
روزہ افضل ہے یا نماز بھلا
بولا افضل نماز ہی ہے بجا

چاہتا

چاہتا ہی قیاس اسکی تئیں	غسل واجب پشاب سے ہو یقیں
پہ یہی ہے صریح میرا قول	غسل واجب منی پہ ہے نہ بول
یہ مرا قول جو بشہرت ہے	بھی زروے حدیث و آیت ہے
تیسری عرض کی ای امام زمن	مرد ہیگا ضعیف تر یا زن
اسکو فرمایا حضرت باقر	کہ ہے عورت ضعیف و عاجز تر
بوحنیفہ کہا ای رمز شناس	قول ہوتا اگر مرا بقیاس
کہتا دختر کو دیوے دو حصے	بیشک اسکی پدر کے ترکے سے
پر میں کہتا ہوں حصے دو بہ پسر	پیچھے اور حصہ دیوے اک دختر
چونکہ فرمایا خالق یزداں	حکم ایسا بہ آیت قرآن

لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ

پس مرا مذہب ای ستر عترت	ہے زروے کتاب و سنت
اور باقوال کمل اصحاب	اور باجماع اہل حق دریاب
جب نہ پاتا ہوں ان میں کچھ زنہار	کرتا ہوں اجتہاد تب ناچار
پس امام محمد باقر	باقر العلم ابن پیغمبر
بوحنیفہ سی جب سنا یہ بیاں	ہوا مسرور اور بہت شاداں
لطف و اشفاق اسپہ کر بیحد	کیا اسکے مخالفین کو رد

پس یہاں معلوم ہوا کہ امام اعظم جو مسئلہ بیان فرماتے ہیں سو یا تو قرآن سے ہے یا حدیث سے یا اقوال و افعال صحابہ سے۔ وہیں کے لوگ کہا مسائل رحمۃ اللہ تین چیزوں سے ثابت ہوتے ہیں۔ نادر کسی صورت میں جب ان تین چیزوں سے صراحۃً دلیل نہ ملے وہاں امام ان ہی تین چیزوں سے اجتہاد و قیاس کو عمل میں لاتے ہیں چنانچہ حنفیہ کے کتب حدیث میں مسئلہ کے اسناد موجود ہیں پھر جو بعض لوگ مذہب حنفی پر کثرت قیاس

پانچویں قیاس کی نہیں
پانچ مسئلہ یہ سب جو کہ مذہب
حنفی کے اسناد جو قرآن و
حدیث و آثار سے ہیں گے نہیں
پائے جاویں اس واسطے

حکایت

لڑکے وکلا جمع ہوئے کہیں یکروز
کرتے تھے کوئی بازی آ کر فیروز
کرتے ہیں ناگہاں گلی ان کی
مجلس بوحنیفہ بیچ گری
نہیں گستاخ کوئی ہوا کہ وہ
کر اٹھا وے گلی وہ آ بیشک
ایک لڑکا ہو بے ادب ہم
آکے اٹھا لی گلی اٹھایا
بوحنیفہ نے کہا کہ یہ لڑکا
ہوا ہوگا حرام سے پیدا
حاضرین

حاضرین جب کئی ہیں استفسار
پلٹے ویسا ہی اسکو بے تکرار

تب کئے عرض وہ امام سے آ
کیوں وہ لڑکے کا حال تو سمجھا

بولا ہوتا اگر وہ نسل حلال
رکھتا البتہ وہ حیا کا کمال

حکایت

ابن عاصم کہا کہ میں یکروز
گیا نزد امام ای فیروز

پاس بیٹھا تھا اسکے اک حجام
اسکو فرمایا یوں امام ہمام

کہ تو کر انتخاب اجلے بال
عرض حجام یوں کیا درحال

بال اجلے گر انتخاب کروں
بال ہوتے ہیں بس وہی افزوں

تب کہا وہ امام عالی جاہ
کہ تو کر انتخاب موے سیاہ

انتخاب سیاہ سے شاید
بال کالے ہی ہوویںگے زاید

ہیں حکایت شریح سے یہ کیا
اس حکایت کو سن بہت وہ شعبا

بولا گر بوحنیفہ قدوۂ ناس
چھوڑتا باصواب اپنا قیاس

چھوڑتا تھا بگفتۂ حجام
اسپہ رحمت کرے خدا کے امام

حکایت

اور تہذیب میں لکھا بتفصیل
ابن حماد یعنے اسماعیل

جو تھا پوتا ابوحنیفہ کا
نقل اس طرح سے وہ ہے لایا

کہ بہمسایۂ امام ہمام
ایک تھا رافضی بد انجام

آسیابان تھا وہ زشت سیر
اور تھے اسکے پاس دو خچر

نام دونو کا رکھا تھا وہ خر
اک کا بوبکر دوسرے کا عمر

ایک خچر اسیکا ایک لات
مارا اس رافضی کو ایسی لات

...سی لات میں تمام کیا
حشر تک جگ میں اپنا نام کیا

بوحنیفہ جز رسانیہ جب
ہنس کے یوں بولے تماشائی جب
وہ جو خچر کا نام رکھا عمر
دی ہی مارا ہو اس شقی کو مگر
جبکہ دریافت وہ کئی ہیں جا
بوحنیفہ کا قول تھا سچا

خیابان ہفتم

در مجاہدات و عبادات و ریاضات آں عالیمقامات رضی اللہ عنہ

بولتا ہے امام غزالی
قدس اللہ سرہ العالی
بوحنیفہ امام اہل وفا
نصف شب ... تھا شب بیدار
حق کی ہی طاعت و عبادت میں
...

اکیدن ایک راہ سے گذرا
شخص اک دوسرے سے یوں بولا

کہ جو آتا ہے یہہ امام ہمام
زاہد و عابد و رفیع مقام

جاگتا ہے سدا تمامی شب
بخشوع دلی بطاعت رب

طاعت حق میں تب سے ہی وہ امام
لگا جگنے تمامی شب ہی ہمام

اور یوں بولتا تھا وہ اکرم
شرم ہے حقسے مجکو یہہ ہر دم

کہ ثنا و صفا جو ہو میرے بیں
لوگ توصیف اس سے میری کریں

گل

یافعی یوں لکھا ہے در طبقات
ابو یوسف یقیں کہا یہہ بات

بوحنیفہ کے ساتھ میں ہی تھا
ایکدن ایک راہ سے گذرا

دیکھ کر اس امام کو اسدم
شخص اک شخص کو کہا یہہ ہم

کہ ہے جگتا تمام شب یہ امام
نہیں سوتا کبھی یہ نیک انجام

بوحنیفہ کہا قسم بخدا
آہ کرتے ہیں لوگ میری ثنا

ایسے وصفوں سے جو کہ مجہہ میں نہیں
کیوں نہ کوشش کروں میں اسکا یقیں

لگا تب سے تمام شب جگنے
در عبادات ایزدی اُسنے

گل

شیخ عطار بحر صدق و صفا
اسطرح اپنے تذکرہ میں لکھا

کہ ہر اک شب میں تین سو رکعت
پڑہتا تھا بوحنیفہ با صفوت

جاتا تھا ایکدن وہ نیک صفات
ایک رہ میں کھڑی تھی دو عورات

ایک دوسری سے یوں کہی ہو وہ زن
کہ ہر اک رات یہ امام زمن

پانسو رکعتیں پڑہتا تمام
پانسو بہی شب میں پڑہتا ہر مدام
لگا پانصد بہی شب یک ہیب
بعد ازاں ایکدن وہ پاک بین
گذرا لڑکوں کی ایک جماعت پہ
ایک لڑکا کہا ہے اپنے وہاں
کہ جو آتا ہے یہہ امام زمان
رکعتیں پڑہتا ہے وہ ہر شب
اور جگتا ہے ساری شب
بوحنیفہ کہا سنا ہے جب
سر میں نیت کیا ہو صدق سے آب
الف رکعت ہر ایک شب میں تمام
ایک ساعت نہ رات میں سوون
پس لگا کرنے یونہی وہ خوشنام
لوگ پوچھتے ہیں جبکہ اسکا سبب
بولا ڈرتا ہوں نہیں کہیں اک تل
حکم آیت میں یہ ہوں داخل

صبح کی پھر نماز کر کے ادا / جلد مسجد میں بیٹھتا تھا آ
ہوتا تعلیم میں ہی پس شاغل / اس وتیرے پہ تھا سدا عامل
ہیں کیا عہد اپنے تا بہ ممات / رہوں صحبت میں اسکی ہی دن رات

گل

اور ابن ابی معاذ کہا / مسعر ابن کدام اہل وصف
مسجد بوحنیفہ میں ہی نہیم / ہوا مسجد میں جا بحق تسلیم
مسعر ابن کدام نیک صفات / بولا مسجد میں آیا میں بکرات
پایا میں اک مرد کو بہ نماز / اور لگا سننے اسکی یہ آواز
سبع قرآں تلک پڑھا بخضوع / میں نے سمجھا اب کریگا رکوع
پھر کے قرأت کیا ہی وہ آغاز / ثلث قرآں تلک پڑھا بہ نیاز
پھر میں سمجھا کہ آئیگا برکوع / پھر کے قرأت کیا وہ جلد شروع
نصف قرآں تلک پڑھا بہ یمین / بعد اسکے پڑھا ہے تا ثلثین
تب بھی کر کے نہ وہ رکوع کا عزم / ایک رکعت میں ہی کیا ہے ختم
میں کیا جبکہ اسکو استفسار / بوحنیفہ تھا وہ نکوکردار

گل

ابن مصعب سے آئی ہے یہ خبر / کہ یہ چار و بزرگ نیک سیر
ایک رکعت میں ختم قرآنی / کرتے تھے اندر ای گیانی
پہلا عثمان ابن عفاں ہی / اور دوسرا تمیم ذیشاں ہی
تیسرا ہے سعید ابن جبیر / اور چوتھا ہے بوحنیفہ بخیر

گل

اور کہتا ہے یحیی ابن نصر
صیغہ وبا وقار ہیبہ
ختم قرآن شصت بار امام
کرتا تھا واثنا بہ صیام
اور حفص ابن عبد رحمن ہے
نقل آیا ہی یوں سن لو جابر
کہ امام ابوحنیفہ امیر
تابہ سی سال ہی انکو آئیں
ایک رکعت میں باکمال ادب
ختم قرآن کرتا تھا ہر شب

گل

شیخ علاء زبدۂ احرار
نے کتب میں لکھا ہے یوں بیاں
کہ

در بیان تقوای امامی کچھ ہوں لکھا
اور بھی کچھ اسکی ازدونا
نقل کرتا ہے صاحب ارشاد
یہ شیخ عبدالعزیز قدس نہاد
کہ ہر شخص کی تجارت میں
بوحنیفہ کے تھا شراکت میں
وہ تجارت کے واسطے یکبار
جنس لے مصر کو گیا ہی یار
اسکے نزدیک جنس کے تھان
بھیجا ہے بوحنیفہ عالی شان
اور اسکو لکھا ہے کہ مکتوب
کہ جو تھا فلاں تھان اک معیوب
مصر میں جب تو اسکو بیچیگا
لینے والے کو عیب اسکا بتا
تھان سب نے اک کو بیچ دیا
عیب بتلانے اسکا بھول گیا
آیا

کہ کہا بوحنیفہ پر تکریم
یک تونگر کی ایکدن تعظیم
ہیں غنا کے سبب سے اسکی کیا
نادم و شرمسار بعد ہوا
اسکے کفارہ میں وہیں ناچار
ختم قرآں کیا ہے ایک ہزار
نقل ہے ایک مسئلہ اسیر
جبکہ ہوتا تھا سخت مشکل تر
ختم قرآن کرتا تھا چالیس
اسپہ حق حل وہ کرتا تب انیس

گل

اور لایا ہے وہ شخص خایق
کہ امام ابوحنیفہ بحق
جب تھا قیدی بمرض شوای یا
ختم قرآن کیا ہے سات ہزار
اور قاسم کہا امام ہمام
پڑہتا آیت یہ جب نیک انجام
کرتا اسکی بجوش دل تکرار
صبح صادق تلک بگریہ و زار

بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ

بولا ہے ابن زائدہ یک رات
میں گذار اعشا امام کے سات
لوگ مسجد سے سب گئے باہر
میں ہی مسجد میں رہ گیا آخر
بوحنیفہؓ کو میرے رہنے سے
تہی نہیں کچھ خبر سو پس انسنے
کیا آغاز قرائت قرآں
پہنچا آیت یہ جب وہ باشاں
بار بار اسکی کرتا تھا تکرار
صبح صادق تلک بگریہ و زار

وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ

خیابان ہشتم در زہد و ورع و عدم طمع آں ہمام

ہمام رحمۃ اللہ علیہ

آیا کوئی کو جب بشر اے یار | بو حنیفہ کیا ہے استغفار
معذرت کر کے تب وہ یوں بولا | کہ دکھانے وہ عیب میں بھولا
اصل اور نفع اپنا وہ اکرم | کہ تھا معدود ستی ہزار درم
سب تصدق کیا فقیروں پہ | بولا اسطرح تب وہ رہبر
شبہ اس مال بیچ آیا جب | مجکو حاجت نہیں ہے اسکی اب

گل

شیخ عطار تذکرہ میں لکھا | شخص مدیون اک امام کا تھا
ایک شاگرد بو حنیفہ کا | کہنے میں اس کے گھر کے پاس ہوا
آیا گھر اس کے وہ امام ہمام | لوگ میت کے کام بیچ تمام
اور تب دھوپ سخت تھی بسیار | تھا وہ مدیون کا سایہ دیوار
لوگ بیٹھے تھے سایہ بیچ وہ تمام | دھوپ بیچ ہی مگر کھڑا تھا امام
لوگ کر جد و کد دیئے تکلیف | کہ یہ سایہ میں لائیے تشریف
انکو بولا امام تب ناچار | میرا مدیون ہی صاحب دیوار
نفع لینا مجھے نہیں ہے حلال | اسکے دیوار سے ہر اک حال
کیونکہ نبی کی حدیث حضرت سے | سنو جو قرض جز نفع کرے
وہ ربا ہے نہیں روا ہرگز | پس یہ سایہ نہیں مجھے جائز

گل

اور اسی تذکرہ میں ہے لکھا | کہ بعہد امام اک بکرا
کہیں چوری گیا تھا بالتحقیق | اس سبب سے وہ صاحب [illegible]

[illegible]

کرتا تھا پر ذخیرہ ای آگہ | بہر ازواج قوت یکسالہ
عورات ۱۲

گل

اور امام محمد ابن حسن | اس کا شاگرد خاص نیکو فن
اپنی لڑکائی میں وہ قدوۂ دیں | تھا بہت خوبرو جمیل و حسین
بو حنیفہ سراج اہل ہدا | بار اول ہی اسکو دیکھا تھا
پھر نہ دیکھا ہے اسکو بار دگر | احتیاط اس میں کرتا تھا اکثر
پیچھے پردے کے اسکو بٹھلا کر | درس دیتا تھا وہ صفا مظہر
ریش آئی تنگ اسنے ناچار | تھا یہی احتیاط لیل و نہار

گل

اور بعضے کتب میں ہے مسطور | تھا خلیفہ جو وقت کا منصور
بو حنیفہ امام نیک اوصاف | اسکا اک امر میں کیا تھا خلاف
اسلئے وہ خلیفہ ہو کے خفا | فتوی دینے سے اسکو روکا تھا
بو حنیفہ انہیں دنوں یکرات | کھانا کھایا ہے اپنی دختر سات
دانت میں کی خلال وہ دختر | ہوا ظاہر ہے تب لہو کا اثر
پوچھی لڑکی کہ ای پدر یہ لہو | بولئے کیا کرے ہے نقض وضو
بولا دختر سے وہ جلیل الذات | اپنے بھائی سے پوچھ تو یہ بات
کیونکہ سلطان وقت میرے تئیں | فتوی دینا کیا ہے منع یقیں
دیکھئے وہ امام نیک شعار | کیا تھا محتاط صادق الاقرار

گل

اور حسن ابن قحطبہ یکبار
نقل ہے ایک کیسۂ دینار
حاکم منصور سے ای نیک انجام
لایا تھا یہ درجناب امام
وقت کی مصلحت پہ کر کے نگاہ
اسکو بولا امام عالی جاہ
کونے میں اس مکان کے رکھدے
اسکو رکھدے وہیں گیا وہ تب
اپنے فرزند کو بوقت وفات
پدر او صیت کیا وہ نیک صفات
کہ مرے بعد وقف یہ تھیلی
سونپ دے جلد از حسن کو ہی
اور کہہ یہ تری امانت ہے
تجھکو پہنچی وہ باسلامت ہے
چونکہ یہ حکم پدر سے پایا
وہ وصیت پسر بجا لایا

گل

گل

اور منقول ہے سن اے ہشیار — ابو جعفر دوانقی یک بار
بولا اپنے وزیر سے ایسا — چاہیے ایک طاقہ دیبا
عرض و طول اسکا ہو جیسا چاہیں — ڈھونڈھ ہوا یابہت نہ پایا کہیں
اسکو بولا امام بے وسواس — ایک دیبا ہے دیکھ میرے پاس
سنکے مشتاق تر ہوا وہ وزیر — پس دکھایا منگا اسے وہ خبیر
تھا جو سلطان وقت کا مطلوب — اس سے دیبا یہ تھا بہت ہی خوب
شاد ہوکر وزیر تب بسیار — کیا قیمت سے اسکے استفسار
اسکو فرمایا یوں امام زمن — تھے مرے پاس ایسے ہی دو تھان
دو کو بیچا ہوں ایک ہے باقی — پاس میرے رہا ہے دیکھو ہی
ایسی قیمت سے میں خریدا ہوں — قیمت اسکی ہے آج تو افزوں
میں خریدا اسے جو قیمت سے — اسی قیمت سے بیچتا ہوں تجھے
نہیں لیتا ہوں اس سے کچھ افزود — کیونکہ اس بیچنے سے اب مقصود
بسکہ اپنی مراد پاتا ہے — نہ مجھے نفع کچھ اٹھانا ہے

وہیں کرتا طعام حسب مقدار
دیتا محتاج کو بھی اس مقدار

گل

قیس ابن ربیع کہا ہے ایں
کہ امام ابو حنیفہ یقیں
نفع اپنی بھی تجارت کا
رکھتا تھا جمع کر جدا یکجا
اور لباس اس سے بھی خریدا وہ
دیتا علما شیوخ و فقرا کو
بولتا ان کو سبھی شکر خدا
کہ وہی تم کو سبھی کیا ہی عطا
مال سے میرے سمجھو ذرا اسکی قسم
نہیں تمکو دیا ہوں ہی سے دم
اور یہ عادت تھی اسکی شام و سحر
بیٹھتا پاس اسکے کوئی آکر
کرتا

خیابان نہم در جود و کرم و سخاوت اعظم آں امام رح

کیا لکھوں اسکے میں سخا کا بیان — یہاں عاجز ہے خامۂ دو زباں
بو حنیفہ امام ذو الاجلال — نفقہ دیتا تھا جب اہل و عیال
اسی مقدار سے یقیں خیرات — کرتا فقرا پہ بھی وہ نیک صفات
اور پہناتا تھا جب لباس نیا — دیتا علما کو تھا لباس ویسا
اور جب بیٹھتا تھا سفرے پہ — پھر اکل طعام وہ رہبر

کرتا دریافت حال وہ اس کا / اور کرتا تھا حاجت اسکی روا
شخص اک اسکے پاس آ بیٹھا / تن پہ اسکے لباس کہنہ تھا
لوگ مجلس سے جبکہ سارے اٹھے / مہربانی سے یوں کہا ہے اسے
اس مصلے کو اب اٹھا تو بھی / اسکے نیچے ہیں لے ہزار درم
اسسے اصلاح حال کر اپنا / اور کر شکر حق صباح و مسا

نقل دلکشا

اور اسی تذکرہ میں ہے لکھا / دیکھو یہ نقل معتبر آئی
بو حنیفہ امام اہل کمال / قصد عزلت کیا بہ اول حال
صوف کا ہی لباس پہن لیا / اور منھ اپنا خلق سے پھیرا
اور لایا طرف خدا کے رجوع / باکمال خضوع اور خشوع
تب وہ اک رات اپنے خواب اندر / دیکھا اقدس جمال پیغمبرؐ
اسکو فرمایا یوں رسولؐ خدا / کہ تجھے اسلئے ہے کیا پیدا
کہ جلاوے مرے سنن کو تو / اور کرے خوب منتشر اسکو
پس نہ کر قصد اب تو عزلت کا / عزم کیجے رواج سنت کا

نقل

یوسف ابن زرین فرح سے ہے / بو حنیفہ سے نقل کرتا ہے
کہ دیا یوں خبر امامؒ ہمام / دیکھا میں ایک رات یوں بمنام
استخوان شریف حضرتؐ کے / جمع کرتا ہوں اسکی تربت سے
بعض کو بعض سے ہوا ہے نیک آگے / کرتا ہوں اختیار میں بہ یقین
اسکی ہیبت سے ہو گیا بیدار / مضطرب اور حزین ہوا بسیار

اک صحابی سے یہ ہیں کرتے تقریر / پوچھا اس نے خواب کی تعبیر
وہ کہا تو بعلم پیغمبر / اور بحفظ حدیث آں سرور
ایسے رتبے کو یہاں پہنچیگا / کہ تو معروف سبمیں ہو دیگا
سکے ایک علم صحیح و سقیم / فرق بخشے دیوے گا یہ شان عظیم

استخوان مبارک سو امام جو جمع کئے صحابی اسکی تعبیر یوں سکئے تم افادہ کو جمع کر بیٹھے اور بیچ صحیح کو سقیم سے جدا کر بتلا دینگے سبحان اللہ امام سے ایسا ہی کلام وقوع میں آیا ۱۲

فائدہ جلیلہ

الغرض حکم ترک عزلت کا — جب شہ انبیا سے اسکو ہوا
حسب فرمان واجب الاذعان — ترک عزلت کیا ہے تب لقمان
قیمتی پر نہ پھیر تا تھا لباس — صوف ہی پہنتا تھا ہے سو اس
اسپہ صوفی کا تھا ظاہر اطلاق — ہوا اس سے بھی شہرۂ آفاق
اور حقیقی صفات صوفی کے — سب کے سب اسکی ذات میں تھے بھر
اسلئے ہی کہا ہے شیخ شرف — قدس اللہ سرہ الاشرف

اور در اسلام صوفی و صافی — در شریعت وفی و ہم وافی

شرح اس بیت کی اے باتدقیق — کچھ میں لکھتا ہوں دیکھ با تحقیق
جو شریعت کے ہیں شیوخ کبار — کہتے ہیں طایفے ہیں دو ای یار
اہل تلوین انمیں ہیں اول — اہل تمکین دوسرے اکمل
صوفی کہتے ہیں اہل تلوین کو — صافی کہتے ہیں اہل تمکین کو
وہی سالک ہے صاحب تلوین — دل نہ یکسا طور پر ہو اسکا یقین
ہو کبھو قبض اسکو بسط کبھو — گاہ ہو صحو گاہ سکر اس کو
اسکو اسمیں نہ اختیار رہے — اک تیرہ نہ بر قرار رہے
اور وہ سالک ہے صاحب تمکین — صاحب کشف ذوقی قوت یقین
ہووے کشف حقیقت اسکو دوام — موطن قرب میں ہو با آرام
قلب ہو اس کا مطمئن ہر حال — اسکو نا ہو تغیر احوال
ہو بصیرت سے اس کے رفع حجاب — کرے قطع وسایط و اسباب
اور اسے ممکنات سے کوئی چیز — نا ہو مانع شہود سے ای عزیز

اور کوئی اشتغال اے مقبول
سکتیں مشغول
نا رہے حق سے اسکو کوئی کام
بیچ جسکے نہ ہو وہ رب انام
اور حضور و شہود رب جلیل
خلق کا اختلاط نا ہو بدل
جو رکھے حق سے ارتباط دوسری
جو طرف دوسری
اس صفت سے وہ نقل ہے
[illegible] شریعت
انقیاد وجود [illegible]
ہو وے صافی اے [illegible]
طایفہ ہے ابن الوقت ہے دوسرا
ابن الوقت طایفہ
اور ابو الوقت شیخ شرف الدین
عارف باللہ ہیں جو یقین
صوفی و صافی جو ہے ایسی مراد
جان اس سے بھی ہے [illegible]
بو حنیفہ امام قدس نہاد
[illegible]

گذرا تھا از مراتب تلوین — پہنچا تھا بہ مدارج تمکین

وہ مقامات میں ہے سب افضل — ہے مراتب میں سب سے وہ اکمل

اور صوفی کی معنی یہ ہی کہو — بعضے کرتے ہیں ذکر صافی کو

کہتے ہیں اسلئے ہی کوی رتبہ — نہیں رتبے سے صوفی کے اعلا

پس تو اب جان لے بریں تقدیر — لفظ صافی ہے صوفی کا تفسیر

ہو سکے یہ بھی اک نکتہ آئین — ہے وہ تمکین میں صاحب تلوین

جو نکہ وہ قطب اہل حق و یقین — نقشبند یقیں بہاؤ الدین

پیشوائے طریقۂ اشہر — قدس اللہ سرہ الانوار

بولتا ہے کہ صاحب تمکین — پاوے احوال میں کبھی تلوین

پر بھی فرق ہے وہ شام و سحر — اپنے احوال باطنی او پہ

ہووے غالب بغیر شبہ و گماں — اپنے احوال کر سکے پنہاں

یا یہ مقصود ہے کہ ور تلویں — اسکو حاصل ہے رتبۂ تمکیں

رہنمائے رہ خدا طلبی — قطب آفاق محی دین عربی

بولا اکثر شیوخ فرخ پے — کہے تلوین مقام ناقص ہے

جانیے تم و لے ہمارے پاس — وہ مقام شریف ہیو ہو اس

سب مقامات میں بغیر خلل — ہے بہ تحقیق افضل و اکمل

ہمیں بند کیا بس وہی حال — کہ اس آیت میں جو کہا متعال

کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ

خیابان دہم در بیان حلم و تواضع و دیگر فضائل آل امام

شیخ داؤد طائی نیک شعار — مدت تین سال تک ای یار

تھا ملازم ابوحنیفہ کا
علم دیں اس جناب سے سیکھا
علم ہوگا سب جب تمام ہوا
خلق کا مقتدا امام ہوا
بو حنیفہ سے یوں ہوا سوال
کہ میں کس شغل میں رہوں مشغول
وہ کہا تو عمل میں باندھ کمر
اور کر قہر نفس شام و سحر
عالم بے عمل بہر دو جہاں
ہے سجہ مثل قالب بے جاں
جہاد نفسی ہے جہاد اکبر
قتل کفر جہاد اصغر ہے
پھر اخبر سے جب رسول اللہ
اپنے یاروں کو یوں کیا آگاہ
کہ رجعت جہاد اصغر سے
ہم طرف اب جہاد اکبر کے

حکایت

حکایت

اور مصنف حیواۃ حیوان کا | ابو العباس سے ہے نقل کیا

ایکدن بو حنیفہ صاحب راز | سنا اک زن کو رونیکا آواز

کہ اُسے مارتا تھا اسکا مرد | سُن کے بولا ہی عصر کا وہ فرد

مرد ماجور اس کا ہووےگا | اجر صدقے کا حق سے لیویگا

اسکے یاروں نے پوچھا ای استاد | کیوں ملے اجر کیجیے ارشاد

بولا نعمان کہا ہے خیر الوریٰ | کہ ہے تادیب جاہلیں صدقہ

حکایت

روضۂ فائق اندر ای بھائی | یہہ حکایت ہے دیکھ تو آئی

دیکھتا تھا کسی گنہ کو وہ جب | سرخ ہوتے تھے اسکی آنکھیں تب

منتفخ اسکی ہوتی تھی گردن | مضطرب ہوتا تھا بسر و علن

دفع کرتا تھا اسکو با سرعت | گرچہ ہوتی ہے رنج اور زحمت

لایا تشریف ایکدن باہر | دیکھا ہے ایک شخص کو ظاہر

کہ مزامیر وہ بجاتا تھا | اور علانیہ راگ گاتا تھا

منع کرنے لگا اسے وہ امام | اسکو ناجان کر وہ بد انجام

رنج و ایذا دیا امام کتیں | قدوۂ مجمع انام کے تیں

باوجود اسکے وہ نہیں چھوڑا | سب مزامیر اسکے ہی توڑا

آیا جب اپنے گھر وہ نیک شعار | دو مہینے تلک رہا بیمار

اسی فاسق کے رنج و زحمت سے | اسی نادان کی مصیبت سے

حکایت

ور جوار اکرام
شوہر سے نہیں شخص اگر زنا کا
رہتا تھا ایک شخص بستا تھا
صبح تا شام شراب پیتا تھا
شب ... شراب پیتا تھا
روز و شب ہی سیکو وہ
زن شرم ہیں یاس پکار
حال سر کی تھا اس
کرتا ہیں شر

آضاعوا الصلوۃ واتبعوا الشہوات فسوف یلقون غیا

وہ امام ہمام نیک صفات
اسکا آواز سنتا تھا ہر رات
رہتا مشغول خود عبادت میں
ذکر و فکر و دعا تلاوت میں
ہاتھ میں محتسب کے وہ پڑا
اسکو لیجا وہ طلب قید کیا
اسکا وہ آواز نشنید
شب ... جبکہ موقوف

ابو حنیفہ

پس کہا اسکو پھر بحسن نزار
تا نسے تیرے سیاہ گھر ہی دربار
آنکے دیکھا ہے وہ یہودی تبھی
کہ وہ پانی نجس ہے گھر کا ہی
پس بہت اس سے شرمسار ہوا
معذرت کر بہت یہ کہنے لگا
اس سے آگے مجھے اے نیک سیر
کیوں نہیں تو مجھے دیا ہے خبر
بولا اشرف الانس یہ مرا حق
جبکہ ثابت نبی سے ہے مطلق
وہ اٹھائے نہ بخش جفا ایذا
کچھ نہ دیکھا امام زمیں اسکے سوا
سن یہودی وہ بیقرار ہوا
درد و حسرت سے زار زار ہوا
بولا کیا پاک ہی ہے راہ دین
کیا مقدس ہیں اسکے پیروین

بو حنیفہ نے کیا ہے استفسار
بولے احوال ہیں کا اہل جوار
اپنے استر پو وہ چڑھا ہی تھی
پاس حاکم کے وہ گیا ہے تبھی
جبکہ حاکم امام کو دیکھ
سر مسند پہ لا کے بٹھلایا
کر بہت اسکی عزت و حرمت
پوچھا فرما ہے کیا تری حاجت
بولا اک کفش دوز بے مایہ
میرا اس شہر میں ہے ہمسایہ
شحنہ رکھا ہے قید کر کے اُسے
اے امیر اسکو اب رہائی دے
حاکم شہر سنتے ہی یہ بات
قید سے اسکو بس دیا ہے نجات
اور سپڑے تھے جتنے لوگ اس شب
بھی رہائی دیا ہے انکو سب
آیا ہے جب امام اپنے گھر
کفش گر آ ملا ہے ہو خوشتر
شکر احسان بہت بجا لایا
کام سے جلد اپنے توبہ کیا

حکایت

در جوار امام اہل صفا
نقل ہے اک یہودی رہتا تھا
اسکے بیت الخلا سے اک میزاب
گھر طرف تھا امام کے در باب
اس سے آب نجس ہمیشہ عیاں
گھر طرف اس امام کے تھا رواں
اور وہ آب نجس کے نالے پر
دیا اس امام کا تھا گذر
اسلئے وہ امام نیک نصاب
ایک آوند نزد آں میزاب
رکھتا تھا ہمیں جبکہ وہ پانی
جمع ہوتا ہمیشہ لے گیانی
دست اطہر سے اپنے وہ فاخر
اسکو لیجا کے ڈالتا باہر
وہ یہودی یہہ ایکدن دیکھا
حال سکا امام سے پوچھا
کہا اسکو تو گر نہ کرتا سوال
میں نہ کہتا کبھو حقیقت حال

علم

غیر دیں کا بھی رنج جس میں ذرا
باضرورت یقیں نہیں ہے روا

میں بھی کرتا ہوں ابتقال دیں
کلمہ طیبہ پڑھا ہے وہیں

حکایت

اور ذا ابنِ کمیت مرد رشید
جو مؤذن تھا نام اس کا سعید

نقل ہے بوحنیفہؒ عالی شان
رہتا تھا خوفِ حق سے ست گریاں

کہتے ہیں ایک شب امام خیار
پیشوائے ائمۂ اطہار

زین عباد اہلِ بیتِ رسولؐ
گوہرِ معدنِ علیؓ و بتولؓ

نام جس کا علی ہے ابن حسین
رضی اللہ عنہ فی الکونین

در نمازِ عشا وہ ذوالاجلال
پڑھا قرآں سے سورۂ زلزال

بوحنیفہ تھا مقتدی بہ نماز
باخضوع و خشوع اہلِ نیاز

با فراغت نماز سے وہ جب
گئے مسجد سے لوگ باہر سب

وہیں بیٹھا تھا بوحنیفہ عزیز
آہ کرتا تھا درد سے غمگین

میں تصور کیا کہ یہہ مقبول
دیر رہنے سے تا ہو مشغول

باہر آیا وہیں مگر کچھ ڈھیل
اور بجھایا نہیں ہو میں قندیل

صبح کو جبکہ اپنی عادت پہ
گیا مسجد میں جا کے میں نے نظر

بوحنیفہ کھڑا ہی تھا اس جا
اور داڑھی کو اپنی پکڑا تھا

اور تھا اشکبار زار و زار
اور یہہ فقرے کی کرتا تھا تکرار

یا من یجزی بمثقال ذرة خیر خیرا ویا من یجزی بمثقال ذرة شر شرا اجر النعمان عبدک من النار وما یقرب منها من السوء وادخله فی سعة رحمتک

مارا ان بیس روز تھا وہ دن
پیچھے پیچھے تازیانے دس دس گن

گرچہ وہ اسکو بس ہلاک کیا
پر قضا وہ نہیں قبول کیا

حکایت

اور لکھا ہے شیخ دین عطار
تذکرہ میں یہ ذکر دل افگار

کہ امام ہمام کا استاد
جو تھا شعبی امام اہل رشاد

قاضی عصر تھا وہ شیخ کبیر
اور علما میں تھا وہ فرد شہیر

جب تھا حاکم دوانقی منصور
کہے اپنے غلام کو بحضور

کچھ زمین طو بر ملک پر کھینچا
اور بعضوں پہ کچھ وہ نقش کیا

بو حنیفہ کو وہ بہت چاہا
کہ مقرر ہو قاضی کوفے کا

بو حنیفہ کیا بہت انکار
اور قبولا نہیں اسے زنہار

وہ شقی آخر اس عداوت سے
باطنی خبث اور شقاوت سے

اس امام ہمام کو ہر دن
مارتا تازیانے دس دس گن

تا کرے منصب قضا کو قبول
حکم کو اپنے وہ کرے نہ عدول

بو حنیفہ امام اہل ہدا
رنج دس روز تک بہت کھینچا

نہیں ہرگز قبولا اسکی بات
وہ شقی تب اٹھایا اس سے ہات

حکایت

اور بعضے کتب میں ہے منقول
کہ قضا جب نہیں کیا وہ قبول

تب وہ مردود ہو بہت برہم
اپنی مجلس میں کھایا ہے یہ قسم

بو حنیفہ کو آج قید کروں
تازیانے سے سر اوپر ماروں

پس وہ بدکار آہ یوں ہی کیا
سر درد اس جناب کا سوجھا

وہ کہا ضرب تازیانہ مجھے
سہل و آسان ہے گرز آتش سے

اور کرتا ہے نقل اسمٰعیل
ابن حماد بن امام جلیل

یعنے پوتا امام اعظم کا
گل سرسبد باغ اکرم کا

ایکدن اپنے پدر کے ہمراہ
میں چلا تھا کہو فدای آگاہ

ہے کناسہ جو اک جگہ مشہور
جب ہمارا وہاں ہوا ہے عبور

آہ والد مرا وہاں حماد
لگا رونے بہت ہی ہو ناشاد

میں کیا عرض ای گرامی شان
کہا سبب تو یہاں ہو اگریان

وہ کہا آہ ای مرے لڑکے
اس جگہ میں ہی باپ کو میرے

ایک

ایک سرہنگ کو وہ حکم کیا
تا غلاموں کو وہ سند ہووے
قاضی شعبی کو جلد بلوایا
پھر وثیقہ زمیں کا لکھوایا
بعد ازاں وہ وثیقۂ مسطور
بولا منصور کا ہے حکم تجھے
اس سے پوچھا ہے بوحنیفہ تب
بولا اپنے مکاں نہیں ہے وہ امیر
کہ یہاں خود ہی آئے اب منصور
تا شہادت صحیح ہووے بجا
قاضی شہر و عالمان دگرے
پس تو کرتا ہے کسلئے استاد

کہ وثیقہ زمین کا لکھوا
اٹھا سرہنگ حکم یہ سنکے
اور گئے عالموں کو جمع کیا
شاہدی ان کی اسپہ ڈلوایا
بوحنیفہ کے پاس لا بضرور
کہ گواہی تو اپنی اسپہ لکھے
بولا منصور تو کہاں ہے اب
اسکو فرمایا وہ امام شہیر
یا بلاوے مجھے وہ اپنے حضور
تب وہ سرہنگ تلخ ہوکے کہا
بے تردد گواہی اپنی لکھے
تب یہہ آیت کیا ہو وہ ارشاد

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ

سنا منصور یہہ خبر ہے جب
پوچھا اسکو کہ کیجئے اظہار
وہ کہا ہاں کہ شرط ہے رویت
بولا مجھکو تو کب مجھے دیکھا
بولا ہے شبہ میں یقیں سمجھا
اور تجھ کو نہ کرسکا ہوں طلب
عذر تیرا نہیں ہے یہ مقبول
پس کیا مشورت وہ نا ہنجار

وہیں شعبی کو بس کیا ہے طلب
کیا گواہی میں شرط ہے دیدار
پوچھا منصور اسکو با سرعت
کہ شہادت تو اپنی اسپہ لکھا
یہہ نہ ہوویگا تیرے حکم سوا
اسکو منصور یوں کہا کہ تب
ہے قضاوت سے آج تو معزول
کون ہے بو تو لائق اس کار

سبھی چاروں شخص ہیں لائق
سب سے کوئی نہیں فائق
پانچواں ان نے انکو انجام
بوحنیفہ و مسعر ابن کدام
اور سفیان و شریک کو وہ بدنام
پس بلایا انہیں کو وہ بدنام
چاروں فاضلان کبار
گئے یہہ جا بوحنیفہ کہا
راہ میں اپنے انکو سب جتلایا
بس سکھاتا ہوں
ہمیں کس طرح کھلانی ہے
مکر کس طرح میں رہائی ہے
اس بلا سے
بھاگ گئے سفیان تو ہی کر اقدام
مسعر ابن کدام
ہوو دیوانہ
میں بھی کرتا ہوں حیلہ ناچار
بہر ہوویگا قاضی جانو خیر
بھاگا بیں دے وہیں سفیان
اور شریک یہیں جا ہو انہوں نے

کہا قاضی نے سن یہ بات
پس وہ تینوں کو ہی دیا رخصت
اسی سبب سے ہی وہ دست و علن
بو حنیفہ کا ہو گیا دشمن
حیلہ اک ڈھونڈتا تھا وہ بیباک
تا کرے اس امام دیں کو ہلاک
ایک مدت کے بعد اسکو بلا
بولا کیجے قبول امر قضا
وہ کہا یہ بلند خدمت ہے
مجھکو اسکی نہیں لیاقت ہے
وہ کہا تو ہی اسکو لائق ہے
نہیں تجھ سے کوئی فائق ہے
بولا گر میں ہوں قول میں صادق
تو قضا کے یقیں نہیں لائق
اگر ہوں جھوٹا میں کہا ہوگا
نہیں جھوٹے کو لائق امر قضا

کہ یہ زن مکر اور فریب سے ہی
بولا اپنے پسر کو جلد امام
کہ بلا لا تو جا وہ زن کو ابھی
خالی آیا ہے آہ جب حماد
ابو جعفر مجھے بلاتا ہے
قتل میں میرے شک نہیں ہے اب
پس وہ زن کو خلیفہ پاس سوار
پوچھی ان سے وہی وہ جا کے شتاب
ابو جعفر نے یہ سنا ہے جب
جب گیا بو حنیفہ حاضر
بو حنیفہ سے پوچھا بو جعفر
کیا وصیت میں کی تری سوال
بولا پوچھی ہے کس سے وہ آکر
تا جسے وصیت شوہر
میں کہا مستحق خلافت کا
ہے بلاشبہ جعفر صادق
کہ وہ اولاد مصطفیٰ سے ہے
علم و تقویٰ میں بے نظیر ہے وہ
ذات میں تیرے یہ نہیں اوصاف
ابو جعفر یہ سنکے خوب مقال
وہی وہ دونوں سے ہیں اسکو جواب

آکے میرے سے یوں سوال ہی کی
کہ تھا حماد اس پسر کا نام
جا کے ڈھونڈا بہت وہ پر نہ ملی
بو حنیفہ اسے کیا ارشاد
ابھی اس کا پیام آتا ہے
پس وصیت لکھا پسر کو تب
بھیجا ہے مالک و عطا کے پاس
وہی ہر دو نے ہیں اسکو جواب
کیا تینوں امام کو بھی طلب
تھے وہاں مالک و عطا حاضر
کہ ترے پاس ایک زن آکر
کیا دیا تو جواب کہہ فی الحال
ہے خلافت کے کون لائق تر
دیوں سب اسکا اسکو لیجا کر
اور دوالی یقیں امامت کے
ہے سند میرے قول پر واثق
نسب پاک مرتضیٰ سے ہے
نیک اوصاف میں شہیر ہے وہ
میں یہ کہتا ہوں از رہ انصاف
پھر کیا مالک و عطا سے سوال
بو حنیفہ جو کہدیا بصواب

ابو جعفر

ابو جعفر ہو سخت تر برہم | کردیا قید اسکے تیں اس دم
اور ہر روز تازیانے دس | مارنے اسکو بولا وہ ناکس
آہ یک صد ہوے ہیں لیک جب | زہر اسکو دیا ہے وہ دون تب
وہ امام زماں شہید ہوا | قاتلش ثانی یزید ہوا
بعد کیس روز وہ بدکار | آکلہ کے مرض سے ہو بیمار
حالت زشت سی ہوا ہے ہلاک | اس ستمگر سے یہہ جہاں ہوی پاک
رحمت حق امام پہ ہو نزول | اسکا قاتل ہو نار میں مخذول
سال مولد ابو حنیفہؒ کا | سر علما ہے یا سر فقہا
روز شنبہ چہارم شعبان | یا رجب میں کیا ہے رحلت جان
سن ہجری تھا یکصد و پنجاہ | سال اس کا تعلی ای آگاہ ۱۵۰
ہے یہ بغداد روضہ اکرم | قدس اللہ سرہ الاعظم
نقل کرتا ہے صاحب تہذیب | کہ پس از نقل آں امام مصیب
کثرت اژدہام سے پنج بار | پر جنازہ پڑھے نماز ہی یار
اور حماد یعنے اسکا پسر | سب کے آخر پڑھا نماز آکر
اور قاضی حسن بن عمار | غسل اسکو دیا یہ جمع کبار

خاتمہ در منامات مبشرہ و واقعات مطہرہ کہ پس از وفات آں امام ہمام از مشائخ کرام مرویست

شیخ عبدالحمید اہل صواب | بولا یکرات میں یہ دیکھا خواب
آسماں سے گرا ستارہ ایک | بولے یہہ ہے ابو حنیفہ نیک
بعد ستارہ گرا دگر ای ہمام | بولے اسکو یہہ مسعر ابن کدام
تیسرا اگرا ربیع بعد ازاں | بولے یہ نجم ہے نقیب سفیاں

واقعہ

ابن سالم صلف کہا ہے یہ بات | کہ کیا جب ابو حنیفہ وفات
اور مدفون ہوا وہ قدوہ دیں | مقبرے بیچ خبر اس کے سے یقیں
میں بصوت بلند بے ریب | سنا تھا شعر یقین از غیب

ذهب الفقه فلا فقه لكم | فاتقوا الله وكونوا خلفا
مات نعمان فمن هذا الذي | يحيي الليل إذا ما سجفا

واقعہ

کشف محجوب میں ہی منقول
یحیی ابن معاذ سے منقول
کہ میں دیکھا رسول کو در خواب
اور کیا سطح سے علی جناب
پیچھے ارشاد ہی پیمبر اب
کہاں تجکو طلب کروں میں اب
کیا ارشاد کہ ڈھونڈ مجھے
علم کے پاس ابو حنیفہ کے

واقعہ

زبدۂ اولیا عالی شان
گنج عرفان علی بن عثمان
کشف محجوب جسکی ہے تصنیف
اور کیا ہے بہت کتب تالیف
بولتا ہے کہ شام میں یکبار
بیچ روضہ بلال یار
سویا

جعفر ابن حسن کیا یہ کلام
کہ میں دیکھا امام کو بمنام
پوچھا میں کیا کیا تیرے سے خدا
وہ کہا ہے خدا مجھے بخشا

واقعہ

اور نوفل کہا ہے اے خوشنصیب
کہ کیا نقل بوحنیفہ جب
میں نے یک رات خواب میں دیکھا
کہ قیامت کا روز ہے آیا
اور خلائق بعد صف حسنات
تھے کھڑے صف بصف ادب کے ساتھ
رونق افروز تھے رسول خدا
سرور انبیا شفیع ورا
روبرو اسکے تھے شیوخ کبار
اور بعضے سوے یمین و یسار
بوحنیفہ تھا روبرو باادب
میں کیا جا کے اس سے آب طلب
وہ کہا عرض کر تو حضرت سے
تا اجازت سے سرفراز کرے
میں کیا مصطفیٰ سے عرض جناب
شہ کیا حکم کر اسے سیراب
جام وہ ایک مجکو بخشا تب
میں پیا اور میرے یار سب
قدح پانی کا کچھ وہ کم نہ ہوا
بوحنیفہ سے میں سوال کیا
کون ہیں شاہ کے یمین و یسار
بوحنیفہ کیا ہے سب اظہار
یہ براہیم ہے سوے یمین
اور صدیق دست چپ ہے یقین
یونہی ہر اک کو پوچھتا تھا تب
اور دیتا تھا بوحنیفہ جواب
کرتا تھا انگلیوں پہ میں تعداد
پہنچا کرتا شمار تا ہفتاد
ہوا بیدار میں دریں اثنا
عقد ہفتاد انگلی اُو پہ تھا

واقعہ

سو رہا تھا ایک شب سعادت یاب — دیکھا کہتے ہیں آپ کو در خواب
آیا ایسے میں حق کا پیغمبر — بنی شیبہ کے باب سے اندر
اور اک پیر مرد کو بہمدم — گود میں اپنے ہے لیا اسدم
جو نکہ اطفال خرد سال کہیں — جوش الطاف سے اٹھاتے ہیں
دوڑ کر میں تب اسکے پاس گیا — پائے اشرف پہ اسکے بوسہ دیا
اور تعجب میں میں پڑا اس تب — کون یہ پیر مرد ہے یا رب
شاہ کونین از رہ اعجاز — جلد پہچان میرے دل کا راز
مجھکو بولا ہے یہ ترا ہی امام — تیرا اہل دیار با اکرام
یعنی ہے بو حنیفہ قدوۂ دیں — بحر کشف و شہود و شوق یقین
یہاں مصنف کہا ہے یوں سعید — مجھکو اس خواب سے قوی ہے امید
کہ تھا نعمان امام ربانی — اپنے اوصاف طبع سے فانی
اور باحکام شرع تھا قائم — اور باقی تھا اسکے ساتھ ہر دم
کیونکہ لیجا نیوالا یہہ اس کا — ہے شہ انبیا رسول خدا
اور سمجھ گر وہ آپ ہی جاتا — پس وہ باقی الصفت رہتا
جو کہ ہے باقی الصفت ای لبیب — گاہ وہ مخطی گاہ ہووے مصیب
نہیں گنجائش خطا ہے یہاں — خوب ہے رمز لطیف یہ پہچان

گلشن دوم

در مناقب امام اکرم و مجتہد افخم امام دار الہجرت مقتدائے اہل حضرت سراپا متبع سنت سید المرسلین رونق اسلام و مسلمین منبع علوم قدس مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ

در سیرت

خیابان اول در ولادت باسعادت و مقدار عمر شریف و تاریخ رحلت آں عالی مرتبت

پیرو سنت شفیع امم
جاں فدای رسول عرب و عجم
بحر علم حدیث مصطفوی
مہر اوج شریعت نبوی
ساکن دار ہجرت سرور
ذی جوار مزار پیغمبر
مالک فقہ و حدیث کا مالک
قرب مولا کی راہ کا سالک
مالک ابن انس ہے با صفوت
ابو عبداللہ اسکی ہے کنیت
شیخ عبداللہ یافعی اکرم
اپنے طبقات میں کہے ہے رقم

نو د او سپہ تھا سال جب چوتھا — مالک بن انس ہوا پیدا
قول دوسرا ہے درس سن نود — ہوا پیدا وہ قدوۃ امجد
جیا نو دبرس وہ نیکو چال — رہا ماں کے شکم میں تا سہ سال
صدو ہفتاد و پر تھا نواں سال — تب ہوا اس امام دیں کا وصال

گلدستہ عجیبہ

تھا محمد پسر جو عجلان کا — حمل اس کا بھی چار سال رہا
اور ہرم بن سنان بھی آیا — رہا ماں کے شکم میں سال چہار
بولا مالک امام دیں پہ در — ابن عجلان کی جو تھی مادر
پاس گھر کے ہمارے رہتی تھی — حاملہ زن وہ تین بار ہوئی
حمل ہر ایک چار سال رہا — ہے معارف میں دیکھ یونہی لکھا

غنچہ دربیان اساتذۂ کرام و شیوخ حدیث آں امام عالیمقام

اور جو مالک کے تھے شیوخ کرام — اوستاد حدیث اسکے تمام
اک براہیم ہے بن عتبہ — دوسرا اسحٰق ابن عبداللہ
اور ابن حکم تھا شیخ جلیل — نام والا تھا جس کا اسمٰعیل
جعفر صادق امام ہمام — گوہر معدن رسول انام
اور نافع ملیک ورع و تقا — کہ جو ابن عمر کا مولا تھا
دختر سعد بن ابی وقاص — نام جس کا تھا عائشہ ہی خاص
یہ شیوخ کبار سے ہیں یار — وہ کیا ہے روایت اخبار

غنچہ دربیان شاگردان آنجناب کہ ازوی روایت حدیث کردہ اند

اور مالک کے ہیں جو شاگردان — جو روایت کئے ہیں اس سے بیاں
ہے براہیم ابن عبداللہ — تھا حدیث کا قاضی اسے آگاہ
اور حبیب اور سعد بن منصور — اور سفیان ثوری مشہور
اور سفیان بن عیینہ دوم — اور ابن مبارک اکرم
عبدرحمان بن عمر ای فہیم — اور اوزاعی اور عبید کریم
لیث بن سعد شیخ نیک نہاد — شافعی اہل علم کا استاد
اور علما بہت سوا ان کے — ہیں لگے راوی حدیث کے اس سے
مالک ابن انس بورع و تقا — اور بحفظ حدیث تھا یکتا

اسکے

اسکے قائل ہیں سب ائمۂ دیں ‏ ‏ اولیای کرام اہلِ یقیں

گلدستہ در مدح وثنای آں امام عالی وقار کہ مشائخ و علمای نامدار بجلوۂ ظہور رسیدہ،

اور کبار مشائخ وعلمائے ‏ ‏ تر زباں اسکے تھے بمدح وثنا
حافظ بو عمر بن عبد عزیز ‏ ‏ اس طرح بولتا ہے باتمئیز
مالک ابن انس بلند مقام ‏ ‏ دار ہجرت کا تھا امام ہمام
دین کے نصرت وامامت میں ‏ ‏ حق کے اظہار واشاعت میں
عصر کا اپنے وہ یگانہ تھا ‏ ‏ فرد یکتائے آں زمانہ تھا
کہتے تھے عالم مدینہ اُسے ‏ ‏ علم کا صاحب خزینہ اُسے
علم اُس کا بہ سایر اقطار ‏ ‏ کہتے ہیں مشتہر ہوا بسیار
اور بہت کسب علم کے خاطر ‏ ‏ لوگ اس پاس ہوتے تھے حاضر
ہفدہ سالہ تھا جب وہ نیک نہاد ‏ ‏ درس وتعلیم کی رکھا بنیاد
اسکے محتاج تھے بہت علماء ‏ ‏ اسکے تھا فیض کا علم بر پا
جیا نو ۹۰ برس وہ با اجلال ‏ ‏ اور وہ بیشک قریب ستّر سال
درس وفتوے میں تھا بہت شاغل ‏ ‏ اسپہ رحمت خدا کی ہو نازل

خیابان دوم در احادیث صحیحہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہ در فضائل آنجناب مروی و مبشر اند۔

آئی ہے اک حدیث اے دلگیر ‏ ‏ کہ کہا یوں امام جن وبشر
منقطع علم ہوویگا بہ یقیں ‏ ‏ کوئی عالم نہ باقی ہووے کہیں
جالو از عالم مدینہ زیاد ‏ ‏ مالک ابن انس ہے اس سے مراد

حاشیہ

دوسری اک خبر بشارت یہ ہے
بو ہریرہ سے یہ روایت ہے
کہ قریب ہے کہ لوگ ریں تیزی
اشتروں کے جگر سے اپنے
ہے کتاب یقین زہر عت سے
تاکہ طول تفحص یہ بالخیر
پہنچے پہ پہنچے کو علم کے نیاز
طالبان آویں گے ز دور دراز
پس کہیں عالم مدینہ سے
اعلم اُس شخص وہ نہ پاویں گے
بولا ابن عیینہ نیک نفس
اب وہ عالم تھا مالک ابن انس
اور اب ایسی کو بے تکرار
فرد اب محققین کبار
جانتے تھے

یہہ

یہ صفت ہی اسکے ذاتیں ہی
نہیں مانند اسکے تھا کوئی

اجتہاد و حدیث و فقہ اندر
بلکہ ممتاز تھا وہ نیک سیر

تھا ملازم سدا مدینے کا
اس سے بس اختصاص تھا تہا

عبد رزاق یوں کہا ہی یار
خلق جوں دور دور سے بسیار

نزد مالکؒ مدام آتے تھے
یوں کسیکے نہ پاس جاتے تھے

مکی بن شعبہ بولا با تقدیس
سن تھا یکسو پہ جبکہ اکتالیس

میں گیا تھا مدینۂ اقدس
اور گیا نزد مالک ابن انس

ریش و سر میں تھے اسکے مو سیاہ
اور بیٹھا تھا وہ بعزت و جاہ

حلقہ کر گرد اسکے مردم تب
بیٹھے تھے صف بصف بحسن ادب

رعب و ہیبت سے اسکے تب اعلا
بات کوئی بھی کر نہ سکتا تھا

مسجد مصطفےٰ میں اسکے سوا
کوئی فتیا یا یہ جرأت افتا

گل

ابن مصعب کہا ہے ای سالک
ہیں سنا از امام دیں مالک

کہ میں اپنے کو لائق فتوی
کبھو زنہار جانتا ہی نہ تھا

تا کہ ستر عالمان دین کے
اہلبیت پر مرے گواہی دئے

یافعی یوں لکھا ہے در طبقات
کہ کہا شافعی خجستہ صفات

کہ امام مدینہ وہ مالکؒ
اور سفیان عارف سالک

گر نہوتے یہ سر دو پاک نہاد
ہوتا مفقود علم اہل حجاز

اور کوئی شافعی سے یوں پوچھا
مثل مالک کسیکو دیکھا کیا

بولا اگلے جو تھے شیوخ کبار
سب سے اس طرح کیسے اقرار

مثل مالک کا امام نہیں دیکھا
کیوں میں و نیا یوں کو حجۃ ہی
اور جب شافعی امام ہدا
قول مالک کا ذکر کرتا تھا
بولتا تھا کہ اوستاد ما
مالک اس طرح سے ہی فرمایا
بولا حماد و مسلمہ کا پسر
کہ مجھے اس طرح کہینگے اگر
واسطے امت محمدؐ کے
اختیار اک امام اب کیجے
سیکھیں تا علم لوگ اس سے سدا
کروں مالک کو اختیار تجا
بولتا ہے محمد ابن ریاح
میری لڑکائی میں بجز و فلاح
پدر کے ساتھ میرے شیخ کو گیا
پس مدینے کو جا کے جب پہنچا

سویا

سو رہا در مسجد رسول انام / دیکھا اس طرح رات کو بمنام

بوبکر اور عمر پہ تکیہ کر / قبر سے اپنے ہے اٹھا سرور

میں اٹھا جلد تر بصد اکرام / اور کیا عرض تب صلوٰۃ و سلام

شاہ عالم دیا ہے مجھ کو جواب / اور کیا میں ادب سے عرض جناب

کہاں جاتا ہے یا رسول اللہ / مجھ کو فرمایا اس طرح وہ شاہ

مالک راہ راست کے ہی لیے / قبر سے اپنے ہم قیام کیے

ہوا بیدار دیکھ میں یہ خواب / بدر کے ساتھ میں گیا ہو شتاب

نزد مالک امام اہل علوم / اسکی خدمت میں خلق کا تھا ہجوم

اور موطا کتاب پاک اسکی / اسکی تصنیف اسکے ہاتھ میں تھی

تھا وہی روز اول ای ماہر / کہ وہ لایا کتاب کو باہر

اور کیا نقل ابن عبد حکیم / ابن سری سے اسطرح ای فہیم

کہ میں دیکھا نبی کتیں در خواب / اور کیا یوں ادب سے عرض جناب

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ حَدِّثْنِی الْعِلْمَ اُحَدِّثُ بِہٖ عَنْکَ

مجھ کو اسکے جواب میں دلشاد / شاہ عالم کیا ہے یوں ارشاد

یَا ابْنَ السَّرِیِّ اِنِّیْ اَوْصَیْتُ اِلٰی مَالِکٍ یُکْثِرُ یُفَرِّقُہٗ عَلَیْکُمْ

کثرت سے وہ ہر اب دیاب / ہے موطا کتاب فیض نصاب

ہے اصح کتب وہ ای آگاہ / بعد قرآن جو ہے کتاب اللہ

نفع بس اس کتاب سے لیجے / فیض اس نسخہ پاک سے لیجے

اور اردی کہا کہ اک شب / دیکھا رویا میں اسطرح خوش شب

بیٹھ مسجد کے درمیان رسول / وعظ و ارشاد بیچ ہے مشغول

مالک ایسے میں ناگہاں آیا / دیکھ اسکو رسول نے فرمایا

آ قریب آ قریب نیر ہے
آ قریب آ قریب با ادب
آیا نزدیک وہ زرو ادب
دی انگشتری نکالا ہے
اور خنصر میں اسکے ڈالا ہے
اور کہا یہ تبسم
ایسے ہیں
علم سے ایسی ہیں وہ نہیں
علم میں بے نظیر ہے وہ

کل

خلف ابن عمر نے نقل کیا
کہ میں مالک کے پاس بیٹھا تھا
آیا ابن ابی کثیر وہاں
تھا مدینے کا قاضی وہ ذیشان
ہاتھ مالک کے ایک رقعہ دیا
وہ مصلے کے نیچے اسکو رکھا
تھا وہ رقعہ میں اسطرح لکھا
اسطرح واقعہ میں یا دیکھا

کہ

کہیں مسجد طرف گیا ہوں یقیں · بیٹھا مسجد میں ہے رسول امیں
خلق حاضر ہیں گرد و پیش زیاد · عرض کرتے ہیں کیجے کچھ ارشاد
انکو فرمایا یوں رسول کریم · زیر منبر ہے ایک گنج عظیم
حکم میں یہ کیا ہوں مالک پر · کرے تقسیم تم پہ وہ اکثر
پاس مالک کے جلد تم جاؤ · اس سے بس اپنے حصے تم پاؤ
مالک یہہ سنکر اشکبار ہوا · درد و رقت سے زار زار ہوا

گل

بولتا ہے وہب بن خالد · جو تھا اہل حدیث میں ماجد
شرق سے تا بہ غرب کوئی نہیں · غیر مالک کے در حدیث امیں
ابن اسعد کہا قسم بخدا · ہے جو ارض و سما کیا پیدا
دوست تر ہیں زیادہ مالک سے · نہیں رکھتا ہوں اس زمیں پہ کسے
کہتا ہوں میری عمر سے یا رب · عمر مالک میں کر زیادہ اب

خیابان سوم در بیان تعظیم و تکریم علم حدیث که دائما آں جناب میفرمود و باب ایں امر شریف روز بروز می افزود

روضۂ فائق اندرای اکرم · دیکھ اسطرح سے کیا ہے رقم
مالک باصفا بہت تعظیم · کرتا تھا علم دیں کی ای فہیم
عزم کرتا حدیث پڑھنے جب · باضرورت وضو وہ کرتا تب
شانہ کرتا تھا اپنی داڑھی کو · اور لگاتا لباس کو خوشبو
اور کرتا نماز ادا ای یار · اور مسند پہ بیٹھتا بوقار

بشارت رسول پڑہتا تھا
وہ یہ پوچھے تو اسطرح کہتا تھا
کہ حدیث رسول کا اکرام
میں یہ کرتا ہوں جان و دل سے تمام

گل

بولتا ہے معن بن عیسیٰ
جبکہ مالک امام اہل صفا
عزم کرتا حدیث پڑھنے کا
تب وضو اور غسل کرتا تھا
اور لیتا بخور نیک اساس
اور کرتا معطر اپنا لباس
بیٹھتا با وقار و عزت و جاہ
اہل محفل کو کرتا یوں آگاہ
کوئی اب مت کرو بلند آواز
اور بیٹھو بصد خضوع و نیاز

کرتا آواز گر بلند کوئی / کرتا مجلس سے دور اسکو تبھی
اور یہہ آیت کتاب اللہ / پڑہتا تھا وہ امام عالی جاہ

یا ایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی

ای لوگو مت بلند کرو اپنی آواز نبیؐ کے آواز پر ۱۲

گل

شیخ ابن مبارک ای آگاہ / نام نامی ہے جس کا عبد اللہ
بولتا ہے کہ ایکدن میں جا / نزد مالک ادب سے بیٹھا تھا
اور وہ پڑہتا تھا حدیث رسولؐ / تھا سنانے میں اسکے بس مشغول
بیچھو اک اسکو تیں دیا آزار / نیش مارا بدن پہ سولہ بار
رنگ متغیر اس کا ہوتا تھا / قطع پاہیں نہیں حدیث کیا
منتشر خلق سب ہوی ہیں جب / جبہ پاک اپنا جھٹکا تب
جب وہ بیچھو گرا زمیں پہ عیاں / میں کیا عرض ہوکے تب حیراں
تو یہہ بیچھو کا رنج اور آزار / کیوں سہا آہ ای امام خیار
بولا حفظ ادب حدیث کا تھا / رنج پر اسکے میں جو صبر کیا
نقل ہے اسکے گھر کوی سائل / جبکہ آتا تو مالک کامل
اپنی باندی کو جلد بھجواتا / اور اس طرح اسکو فرماتا
پوچھ تو اسکو جاکے کیوں آیا / کیا تو چاہے حدیث یا فتوی
فتوی چہتا اگر وہ صاحب دین / باہر آتا امام نیک آئین
دیتا تھا مسئلے کا اسکے جواب / بعد کرتا روانہ اسکو شتاب
اور سائل حدیث گر چہتا / کہتے ہیں مالک اسکو بٹھلاتا
غسل کرتا تھا جلد تر وہ زمیں / پھرتا بعد ازاں لباس نفیس

اور خوشبوی بھی سر پہ لگاتا تھا
اور وہ باہر آتا تھا بوی طیب
اور کرسی پہ بیٹھتا باوقار
اور پڑہتا حدیث شاہ ابرار

گل

اور کہا مصعب ابن عبد اللہ
جبکہ مالک امام حق آگاہ
کرتا تھا ذکر پاک پیغمبر
رنگ ہوتا تھا اس کا متغیر
اور خم اسکی پشت ہوتی تھی
حال یہ اس امام کا تھا ہی
حال استادگی میں اسکو یقیں
یا وہ چلنے کیوقت رہ میں کہیں
سنت کر وہ وہ بیٹھتا تھا
پوچھنا بولنا حدیثوں کا

گل

گل

تھا کھڑا ایکدن وہ اہل ہدا
اس سبب کوئی حدث آ پوچھا

مارنے کو اسے دیا فتویٰ
کہ وہ یوں بے ادب ہو کیوں پوچھا

خیابان چہارم

در فضائل و مناقب و اخلاق جلیلہ و اوصاف جمیلہ آں امام عالی مناصب

یوں لکھا ہے بروضۂ خایق
مالک ابن انس امام بحق

تھا کثیر الصلوٰۃ اور اوراد
صاحب ذکر و فکر و ذوالارشاد

درس و تکرار علم میں بسیار
مشتغل تھا سدا وہ لیل و نہار

بر زبان شریف پیغمبرؐ
مدح گذری ہو اسکی جب ای پسر

دوسرے کو ہو کسطرح امکان
مدح اسکی کرے ادا از لسان

در سلوک طریق رب انام
پس شب و روز وہ امام ہمام

تھا ریاضات میں بہت شاغل
اور شدائد کا تھا بہت حامل

گل

بولتا ہے مثنیٰ بن سعد
کہ یہ کہتا تھا مالکؒ امجد

کوئی شب میں نہیں کیا بیخواب
دیکھا اس میں نگر نبیؐ کا جناب

در کتاب الحذاء حسن غزالی
قدس اللہ سرہ العالی

لکھا اس طرح ایکدن سفیان
آ کہا نزد مالکؒ ذیشان

کہ میں دیکھا ہوں کل کی شب بمنام
سرور انبیا شفیع انام

اپنی انگشتری پاک نکال
تیری انگلی میں ڈالا با اجلال

پس تو دو ورق نمونہ ای امام
یہیں جو کچھ کیا ہے لکھ کو عطا
ہوا مالکؒ سن بہت گریاں
باہر آ بولتا تھا یوں بیاں

یثبت اللہ الذین آمنوا
بالقول الثابت فی الحیوۃ
الدنیا و فی الآخرۃ اللہم
ثبت مالکا علی حالۃ
ہذہ الی یوم القیامۃ

رکھ تو مالک کو ثابت آ اور
تا قیامت یہ اسکی حالت پر
نقل کرتے ہیں جب بوصف لطیف
کیا مالک نے کتاب کو تالیف
فکر میں تھا کہ کیا رکھوں میں نام
دیکھا اس شب میں اسطرح بمنام
کہ رسول انبیا رسول خدا
وطئی للناس انذا علم کہا

اس اشارہ سے وہ امام ہمام
تب موطا رکھا ہی اسکا نام

گل

یوں کہا یونس ابن عبداللہ
کہ کہا شافعی خدا آگاہ

نہیں روئے زمیں پہ کوئی کتاب
عصمت علم میں ز روئے صواب

جوں کتاب امام دیں مالک
جو طریق خدا کا تھا سالک

اک روایت ہی تحت چرخ بریں
از موطا اصح کتاب نہیں

واقدی بولتا ہے با عزت
کہ تھی مالک کی یہ سدا عادت

پنجگانہ نماز کے خاطر
واسطے جمعہ کے بھی ای فاخر

سوئے مسجد ہمیشہ آتا تھا
اور جنازہ کے ساتھ جاتا تھا

اور کرتا عیادت بیمار
اور ادائے حقوق ہر حقدار

اور مسجد میں بیٹھتا با ادب
ہوتے حاضر بھی اسکے یاران سب

کرتا دینی امور کی تعظیم
مستفیدوں کو از رہ تعمیم

سب کو سکھلاتا شرع کی احکام
امر اور نہی بر خواص و عوام

دیتا صلحا کو خیر کی ترغیب
زجر سے اہل شر کو سب ترہیب

ایک مدت کے بعد وہ فیروز
چھوڑ مسجد کا بیٹھنا ہر روز

کر مسجد نماز وقت ادا
گھر کو تشریف اپنے فرماتا

نہ جنازے کے ساتھ آتا تھا
واسطے تعزیت کے جاتا تھا

بعد اسکے ہوا ہے جب معذور
کر دیا ترک سب یہ ہو مجبور

گل

لایا ارشاد و ہیچ یوں ابن سعید
لکھا مالک کو یحیی ابن زید
ہمیں سنا ہوں خبر یہ با تحقیق
پہنتا کرتا ہے تو لباس رقیق
کھاتا ہے نان نرم شام و سحر
بیٹھتا ہے ہی نرم فرش اوپر
اور تو در پہ اپنے صبح و مسا
حاجبوں کو بھی ہے کھڑا کرتا
اور تو طالانہ علم کی مجلس
کرتا ہے ہوتے ہیں سب جالس
لوگ تجکو سمجھتے ہیں اپنا امام
ہیں تو در حق کے روز و شب بدوام
وہیں مالک نے اسکو جواب لکھا
با صواب اور با شتاب لکھا
کہ ترا نامہ مجکو پہنچا اب
ہوا معلوم اسکا سب مطلب

توکیا تھا رقم کہ شام و سحر
پھرتا ہوں لباس میں بہتر

اور کھاتا ہوں میں لذیذ طعام
اور مرے در پہ حاجباں ہیں مدام

اور چڑھتا ہوں میں مراکب پہ
سچ ہے کرتا ہوں میں یہ سب اشتہر

پر میں کرتا ہوں حق سے استغفار
عفو چہتا ہوں میں یہ لیل و نہار

دیکھو قرآن میں تو با ادراک
کیا ارشاد حق یہ آیۂ پاک

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَ
الطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ

خیابان پنجم در بذل و سخا و جود و عطائے آں امام باافتخار

گوش جاں سے سن تو ای شایق
یوں لکھا ہے بروضۂ فایق

مالک ابن انس امام اجل
جب ہوا علم و فضل میں اکمل

اسکے فیض علوم کا مذکور
ہوا عالم میں چوطرف مشہور

ہدیہ آتا تھا اسکے پاس سدا
مال و زر چوطرف سے بے حد و مسا

اپنے اصحاب پہ وہ باتکریم
کرتا تھا مال و زر وہ سب تقسیم

اسکے اصحاب بھی اسکے مثال
خرچتے نیک کام میں وہ مال

کہتا تھا وہ امام اہل یقیں
رہنا بے مال و زر ہی زہد نہیں

ہے یہی زہد بلکہ ای کامل
مال اور زر سے کرنا قلب کو غافل

گل

شافعی بولتا ہے کہ سن لے
در پہ دیکھا امام مالک کے

اسپ بہتر کئی خراساں سے
ہدیہ آئے تھے انکو باندھے ہوئے

وہ دیئے اسپ بختی و نقی رفتار
کہیں دیکھا لیتی تھا کہیں رہوار
پھر تعجب سے کہہ کے اُن نے نظر
بولا گھوڑے ہیں یہ بہت بہتر
سب یہ اسپ ... ہی وہ امام کہا
سب یہ اسپاں تجھ میں یہ دیا
میں کہا ایک اسپ تو ان سے
رکھ لو سواری کیواسطے اپنے
تب کہا وہ امام عالی جاہ
کہ شہ دو جہاں رسول اللہ
ہیں وہاں کیوں سوار ہو کے
ہووے جس خاک پاک میں مدفون
آہ کیوں ہم اسپ کے پا کی
میں کروں پایمال وہ خاک
ازحد ادب تعاطی و نا قابل
شرم آتی ہے

گلدستۂ شریفہ دربیان آداب و احترام و اعزاز و اکرام مدینۂ سکینہ کہ از آنجناب بجلوۂ ظہور رسید

ابن خلکان کیا ہی یوں مذکور
مالک ابن انس امام شہیر
پر مدینے میں وہ کبھو زنہار
اور کہتا تھا حجۃ سرور
کبھو ہرگز وہاں نہ ہوں سوار
اور حب مدینۂ انور
کرتا تھا وہ یہاں تلک ای یار
نہ مدینے سے ہی گیا باہر
تا مدینے سوا نہ مر جاؤں
مسجد مصطفی کی ہی اندر
ای خداوند کارساز قدیر
اور حبکا کیا وہ حفظ ادب
واسطے اسکے کر یہ عرض قبول
یہ فقیر حقیر احقر کو
تا مدینہ لجا تے خوشنود بات
اسکی یہ ہشت خاک ای رحمان

اپنی تاریخ میں جو ہے مشہور
تھا معمر اگرچہ پیر کبیر
نہیں مرکب وپر ہوا ہی سوار
ہووے مدفون جس زمین اندر
یہ نہیں ہی مجھے ادب کا شعار
اور تعظیم اسکی شام و سحر
کہ کبھو وہ امام اہل وقار
مگر اکبار حج کو وہی ماہر
اور مدینے سوا ہوں نا مدفون
مدت العمر لے گیا ہے بسر
بہر آداب آن امام خبیر
جو ہے تیرا حبیب وہ یا رب
کر توسل تو اسکا یہ مقبول
عاجز و خاکسار کمتر کو
اور وہیں کیجے اسکی موت و حیات
کر اسی خاک پاک میں ہی نہ تب

خیابان ششم در ماجرائیکہ درمیان آن امام با صفا و امرا و خلفائے پر جفا گذشت

نقل کرتا ہے حجۃ الاسلام | در خواص الکتاب با اکرام

ہے ایک
شیخ ابن وہب ہی ایک
سرجناب امام وہی مالک
فتوی دیتا تھا اسطرح بہ نقیب
بیعت جبر لازم آتی نہیں
یعنی بالجبر بات لے کوئی
جب خلافت کسی خلیفے کی
نہیں بیعت یہہ ہوتی ہی لازم
کہ ہمیشہ وہ اسپہ ہو قائم
شخص تب ایک از بنی عباس
تھا مدینے کا والی اور سواس
اسکو پہنچا یہ دشمناں سے خبر
ہوا برہم یہہ بات وہ سنکر
اور مالک کو تیں بلا پوچھا
کیا تو دیتا ہے فتوی کہ یہ ایسا
اس سے مقصود ہے یہی تیرا
اصل اولاد مرتضی کے سوا

کوئی کا

کوی خلافت کے ہے نہیں قابل | پس خلافت ہے غیر کی باطل
اسکو بولا ہے مالک اکمل | حکم یہ ہیں نہیں کیا اول
بولا حاکم یہ چھوڑ دے فتوی | مالک اسطرح تب اسے بولا
نہیں زنہار دین میں الحاد | دیکھ سرور کیا ہے کیا ارشاد
بولا ہے لا طلاق فی اغلاق | اس سے اکراہ مراد ہے پس شاق
پس اگر چھوڑوں قول شاہ ہدا | ہو نگا گمراہ میں پناہ خدا
بولا اس قول سے رجوع تو کر | ہے ترے واسطے یہی بہتر
بولا ہرگز نہ میں رجوع کروں | قول یہہ حق ہے میں حقسے پھروں
سنکے حاکم یہہ بات غصہ ہوا | مارنے تازیانے حکم کیا
تازیانوں سے آہ پشت اسکی | ہوی زخمی یہی شق ہوی پسلی
اور شل ہو گیا ہے ہاتھ اس کا | اسلیئے باہر آنہ سکتا تھا
اور حاکم کیا ہے قید شدید | تھے نگہباں موکلان عنید
قید میں بھی امام نیکو صفات | آشکارا یہہ بولتا تھا بات
جو نہیں جانتے ہیں میرے تئیں | مالک ابن انس ہوں جانو ہیں
میں یہہ کہتا ہوں جو کہا حاکم | بیعت مکرہ آئے نا لازم
مفسداں پھر اُسے دی ہیں خبر | کہ وہ کہتا ہے اسطرح اشتہر
سن یہ حاکم وہ لا علاج ہوا | قید سے اپنے اسکو چھوڑ دیا

گل

ابن خلکاں ہے اور یوں لکھا | بعد ازیں ضرب حال مالک کا
پایا رفعت لیا ہے شان دگر | ضرب گویا اُسے ہوا زیور

بعد اس حادثے کے جعفر بن محمد
آیا ہارون طرف مدینہ کے
آ کھڑا اس امام کے در پر
دیر تک وہ نہ اپنا کھولا در
بعد وہ در کو اپنے کھولا
ملا اس سے کہا ہے ہارون تب
اے حاکم یہاں کا بد انجام
بے اجازت میرے کیا یہہ کام
میں نہ اس کام سے ہوں خبر دار
بلکہ وہیں ہوا ہے رنجور
اسکو حاضر کیا ہوں تیرے پاس
لے تو اپنا قصاص
بولا مالک یہہ سنکے
ہاتھ اسبات سے اٹھایا
درمیاں اسکے میرے روز جزا
تا ہو وے گی خصومت برپا
ہے

ہے وہ اک شاخ شجر سید ناس | یعنی ہیگا وہ از بنی عباس

گل

دیکھ پاس قرابت شہ دیں | ہیں کہاں تک کئے ائمۂ دیں
بنی عباس کا تھا ایسا پاس | ہو بنی فاطمہ کا کیا پاس
کہ علی اور بتول کے اولاد | ہیں وے گویا رسول کے اولاد
واجب الاحترام ہیں وہ مدام | ہوں جو سادات تا بروز قیام
انکا حفظ ادب ہے لازم تر | رکھ مقدس نسبت انکے نظر
ہوں جو اولاد بادشاہوں کے | عمدگوں کے بھی اور امیروں کے
عزت و قدر ان کی کرتے ہیں | پاس و آداب انکا دھرتے ہیں
پس شہ انبیا کی جو ہے آل | کس قدر ہوویں واجب الاجلال
ہیں احادیث اس بیان میں صحیح | اور آثار آئے ہیں بھی صریح
عربی میں بہت کتابیں ہیں | اس بیان میں لکھی ائمۂ دیں
اور ہندی میں ہا قر آگاہ | ہے ریاض الجنان الجھا دلخواہ
دلکو اس کو جزائے خیر خدا | سیر کر اس ریاض کا تو سدا
ہیں بھی در ذکر اہلبیت خیار | لکھا ایک نسخہ روضۃ الابرار

گل

حرملہ ابن یحییٰ با تمکیں | نقل کرتا ہے شافعی سے یقیں
ہاشمی والی مدینہ تھا | آہ مالک کو وہ بلا بھیجا
بولا دیتا ہے فتویٰ تو ہر گاہ | کیونکہ ابطال بیعت اکراہ

سن یہ بیٹھے ہیں سب کو ہو
مارنے تازیانے فرمایا
ہوا بیہوش ہو کے زخمی ہو
آہ اب یہ تا بوفات
سر سے وہ امام نادر
از ان سب کے
باندھے بازو اپنی ہار
عہدہ دست بستہ

گل

اور کہا شافعی نے پیغمبر کا
جب یکا زبیری والی تھا
کیا مالک نے سو بے ادب مقبول
کیا ہارون نے یہی اپنے معزول

گل

اور قاضی عیاض اہل صفا
لایا اس طرح در کتاب شفا

یعنے ہیگا وہ از بنی عباس	ہے وہ اک شاخ شجر سید ناس

گل

ہیں کہاں تک کئے ائمۂ دین	دیکھ پاس قرابت شہ دیںؐ
ہو بنی فاطمہ کا کیا پاس	بنی عباس کا تھا ایسا پاس
ہیں وے گو یا رسولؐ کے اولاد	کہ علیؓ اور بتولؓ کے اولاد
ہوں جو سادات تا بروز قیام	واجب الاحترام ہیں وہ مدام
رکھ مقدس نسبت انکے نظر	انکا حفظ ادب تھے لازم تر
عمرگوں کے بھی اور امیروں کے	ہوں جو اولاد بادشاہوں کے
پاس وآداب انکا دھرتے ہیں	عزت و قدر ان کی کرتے ہیں
کسقدر ہو ویں واجب الاجلال	پس شہ انبیا کی جو ہے آل
اور آثار آئے ہیں بھی صریح	ہیں احادیث اس بیانمیں صحیح
اس بیانمیں لکھے ائمۂ دیں	عربی ہیں بہت کتابیں ہیں
ہے ریاض الجنان لکھا دلخواہ	اور ہندی میں ہا قرآ آگاہ
سیر کر اس ریاض کا تو سدا	دیکھے اس کو جو نے خیر خدا
لکھا یک نسخہ روضۃ الابرار	ہیں بھی در ذکر اہلبیت خیار

گل

نقل کرتا ہی شافعی سی یقیں	حرملہ ابن یحیٰی با تمکیں
آہ مالک کو وہ بلا بھیجا	ہاشمی والیٔ مدینہ تھا
کیوں دیا ابطال بیعت اکراہ	بولا دیتا ہے فتوے تو ہر گاہ

بس یہ بیٹا ہی سکو روا
مارنے نشانہ بنانے فرمایا
اوہ ایسا سوا ہے زخمی جگر
ہوکے سید وہ امام تا بوفات
سر سے ازار کے نجات
پائد بیٹے ازار اپنی
شہود رست بیت

گل

اور کہا شافعی مذہب کا
جب بکار زبیری والی تھا
حسب نسب سے ادب جلول
کیا مالک نے اسے معزول
کیا ہارون نے بھی

گل

اور قاضی عیاض اہل صفا
دیا اس طرح درکتاب شفا

آ ۸

تھامے گود میں نبی کا سر — ہوی نازل یہ آیت انور

لا یستوی القاعدون من المؤمنین

ام مکتوم کا پسر آگاہ — نام نامی ہے جس کا عبد اللہ

آیت پاک جب سنا ہے جب — عرض سرور سے یوں کیا ہے تب

ہے بفضل جہاد یہہ آیہ — میں ہوں نابینا یا رسول اللہ

کیا کروں مجہ کو کیجیے ارشاد — تب کہا یوں رسول رب عباد

میں یہ کچھ جانتا نہیں زنہار — ابن ثابت یہاں کہا ہی یار

خشک ابہی نہیں ہوا تھا میرا قلم — ہوا بیہوش سرور عالم

بعد ازاں جبکہ ہوش میں آیا — مجکو ارشاد ہے یہ فرمایا

لکھ یہ قرآن کی آیت اکرم — غیر اولی الضرر کیا ہی رقم

دیکھ ای ہارون حرف تہا واحد — جبرئیل اور ملائک ماجد

پنج صد سال کی مسافت سے — اسقدر رنج و تعب ہیں کھینچے

مجکو کہتا ہے تو بغیر ہراس — کہ پڑہوں لا کتاب تیری پاس

جمع حالانکہ میں کیا ہوں جاں — آہیں یکسر حدیث در قرآں

ہے سزاوار مجکو یہہ بد ام — کہ کروں اسکا عزت و اکرام

عزت منصب تجھے دیا ہی خدا — عزت علم پہلے تو نہ گھٹا

عزت علم تو گھٹاوے اگر — تیری عزت گھٹا دیگا داور

یہہ نصیحت سنا ہی ہارون جب — متنبہ بہت ہوا ہے تب

لولا آتا ہو نہیں تری ہی گھر — اور اٹھا ہے تبہی ہو بس مضطر

ساتہ مالک کے پاس آیا وہ جب — چاہا ہونے سوار بر مرکب

حدیث

ہے روایت زنافع ابن عمر
ہے روایت پیمبر و ہب
کہ کہا ہے یہ دین کا طالب
کہ کوئی علم دین سیکھنے
جب چلے علم کے طلب کیلیے
تو ملک اپنے پاؤں نیچے
بچھاتے ہیں اپنے پر ضرور
ہے تو اب یہ شرف بغیر قصور
پس تو عزت اپنی [illegible]
چل پیادہ ہی پاس [illegible]
گیا ہارون پیادہ ہمرہ تب
ساتھ مالک کے پاس [illegible]
جبکہ مالک ہے اپنے گھر آیا
صدر میں اسکو بٹھلایا
آپ جا بیٹھا [illegible]
حسب عادت لباس [illegible]

عزّ و حرمت سے بیٹھے مسند پر | یوں لگا کہنے وہ گرامی گہر

روایت

کہ زنافع سنا ہوں میں یہ خبر | اور نافع سنا زابن عمر
اور ابن عمر پیمبرؐ سے | شہ عالم شفیع محشر سے
کہ ہوں مخصوص جب خواص انام | واسطے علم کے بغیر عوام
نفع اس علم سے نہ لیں نہار | تا عوام و خواص بے تکرار
ہے یہہ ایسی کتاب ای دانا | کوی نزد اہل حدیث نہیں ہے سنا
اذن دے تا کہ سب عوام و خواص | آسنیں احادیث با اخلاص
سن یہ ہارون اذن عام دیا | آئے اہل حدیث اور علما
بولا ہاروں کو مالک ای سامع | میں سنا یہ حدیث از نافع
اور سنا وہ یقیں زابن عمر | اور ابن عمر نے پیغمبرؐ سے
جو تو جمع کریگا علم لیے | اسکو رفعت یقیں خدا دیوے
پس تو آ نیچے حاضرین کیساتھ | بیٹھ علما محدثین کے ساتھ
سنکے ہارون خبر یہ جلد اٹھا | ساتھ اہل حدیث کے بیٹھا
مالک آغاز تب کیا ہے کتاب | اور فارغ ہوئے کی بعد شتاب
پوچھا مالک کہ ای امام ہمام | کیا رکھا ہے تو اس کتاب کا نام
بولا نام اسکا میں موطّا رکھا | تو جو چاہتا ہے نام رکھ اسکا
بعد ہارون گیا ہے لے رخصت | اور بھیجا ہے ہدیہ با عزت
نقد تھے انہیں پانچصد دینار | اور تھے چند مرکباں رہوار
وہ کیا ہے قبول نقد ہیں | کیا واپس ہی مرکبوں کتیں

اور پیغام اسکو یہ بھیجا
کہ ہے مدفون یہاں رسول خدا
میں کیا بیٹھوں اس زمیں پر سوار
نہ پھروں تا حیات ہو کے سوار
نقل ہے یہ پوچھا ہارون مالک سے
کیا سکونت لی مکاں آپنے
بولا مالک نہ خاص گھر ہی ہے
دیا دینار تین ہزار اسے
اسکو مالک نہ خرچ میں لایا
اور امانت ہی پاس اپنے رکھا
تا کہ ہارون ارادہ بغداد
جب مدینہ سے ہے کیا دلشاد
بولا مالک کو آ تو میرے ساتھ
سوی بغداد ای گرامی ذات
تا کہ تیری کتاب با توقیر
ہے جو اسکی کرو لکھا بی نظیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رب ادخلنی مدخل صدق و اخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا ٥

ہیبت و رعب اس کلام جلال
دل میں غالب ہوا ہی اسکے بڑا
ابو یوسف امام صدق و صفا
تھا جو شاگرد بوحنیفہ کا
پاس ہارون کے ایک جانب پہ
بیٹھا دوسرے طرف تھا اسکا پیچ
پوچھا مالک نے میں کہاں بیٹھوں
تب اٹھا ہارون
تعظیم سے جیسے اپنے اور وسیلے
اپنے اور
اسکو بٹھلایا ہی بعزت و شان

اور تیری کتاب پر رغبت
دیویں لوگوں کو یوں ہی باعزت

کر خلافت میں اپنے جوں عثماں
دیا لوگوں کو رغبت قرآں

اور مذہب کریں ترا ہی قبول
بات مالک نے یہہ کیا مقبول

بولا مالک نہ کر تو ایسا کام
کیونکہ صحب کرام خیر انام

ہوئے ملکوں میں منتشر بیار
کیے نشر حدیث اور اخبار

شرع و دیں لوگ انسے پائے ہیں
فیض ان سے بہت اٹھائے ہیں

اپنی امت کا اختلاف یقیں
بولا رحمت ہے اسکو سرور دیں

ہیں تو اپنے بقدر استعداد
یہہ موطا لکھا ہوں با اسناد

اسمیں امکان ہے مرے خطا
مجھ سے شاید ہے دوسرا دانا

اور ترے ساتھ ہی کبھو رکہیو یاد
آنہ سکتا ہوں میں سوے بغداد

یوں کہا ہے رسول جن و بشر
لوح دل پر تو نقش کر یہہ خبر

حدیث المدینة تنفی خبث الرجال كما ینفی الکیر خبث الحدید

مدینہ پاک کرتا ہے پلیدی کو آدمیوں کے

جیسا پاک کرتا ہے پلیدی کو لوہے کے کورہ آہنگر

کیے دینار تو دیا ہے مجھے
ہے وہ ساغر اگر تو چاہے لو

جو ہے دنیا میں دردِ دنیا
ہیں نذلوں بر مدینہ والا

زر وہ یاروں کے پاس بھیجدیا
ہارون واپس کیا نہ اسکو لیا

روایت

درخلاصہ لکھا ہے یہ جلی
یوں لکھا ہے امام غزالی

آیا اک روز ہارون مالک پاس
کر کے ہارون بہت کچھ اسکا پاس

خاص مجلس میں اپنے بلوایا
پڑھ یہ آیت وہ اسکے آگے گیا

اور بولا کہ کوئی تیرے سوا — اس جگہ اب تلک نہیں بیٹھا

بولا مالک کہ اے بلند نسب — شجرۂ طیبہ سے ہے تو جب

تجھ سے طیب ہی ہویگا صادر — قول غزالی کا ہوا آخر

گل

اور ہارون کے پاس اے فیروز — مالک آیا تھا باشرف یکروز

ہوئی آخر دونوں کی جب صحبت — کیا ہارون عرض در خدمت

کہ اگر اے امام تو ہر روز — کرے میرے مکاں کو زیب افروز

میرے فرزند مامون اور امین — سنیں تجھ سے حدیث سرور دین

تیری منت ہو ہمیشہ تب اے امام — اس سے مالک سنا ہے جب کلام

بس کراہت سے اسکو ہی دیکھا — اور اسطرح اسکو فرمایا

حق نے جس چیز کو دیا رفعت — پست اس چیز کی نکر عزت

علم وہ ہے کہ اسطرف جاوے — سوے طالب نہ علم ہی آوے

ہاروں انصاف سے کہا اسدم — حق کہا یہ سخن تو اے اکرم

آہ لغزش ہوئی یہ میرے سے — کر کرم اس سے درگذر کیجے

پس وہ بیٹوں کو اپنے بہر دروس — بھیجتا تھا امام مالک پاس

دوسرے طلبہ کو اذن دیتا جب — بار دیتا تھا انکو مالک تب

اور صف میں انہیں کے بٹھلاتا — اور احادیث انکو فرماتا

خیابان ہفتم در ذکر وفات آن امام ذوالکرامات

و منامات بشارت آیات کہ بعد رحلت از اکابر مروی ست

سن ہجری تھا یکصد و ہفتاد — اور نو سال ہی تھے بے ایراد

عہد ہارون میں ای نیک خصال — اور بعمر شریف نود سال

کیا رحلت ہے مالک بن انس — قدس اللہ سرہ الاقدس

گل

بولا ابو القاسم بلند نسب — آہ مالک کو مرض موت تھا جب

اسکی خدمت میں تب میں بیٹھا تھا — [illegible] اور دی تب اسکے پاس آیا

بولا میں شبکو ایک دیکھا خواب — پوچھا کیا ہے تو کہہ مرے شتاب

کہا میں ایک شخص کو دیکھا — آسمان سے ہے وہ نزول کیا

اور

اور پہنا تھا وہ لباس ہرا — ہاتھ میں اسکے ایک نامہ تھا
آسماں سے زمین پر سو بار — نشر کرا سکو یہہ کیا گفتار
کہ ہے مالک کی یہ برات بجا — اب تو نار سقر بفضل خدا
تھے اسی بات میں ہم ای راشد — آیا ناگہہ امیر کا قاصد
اور گذارش کیا ہے یہ پیغام — کہ موذن مدینے کا ای ہمام
آجکی شب مجھے خواب اک دیکھا — کیا ہے پوچھا تو تب وہ عرض کیا
تھا وہی خواب وہ ہی بتکرار — دار اور دی جو آکہا ای یار
خواب ہر دو سنایہ مالک جب — جلد تر فقرہ یہہ پڑھا ہے تب

اللہ المستعان ما شاء اللہ کان

شافعی بولتا ہے ای اکرم — کہ تھے مکے کے بیچ ساکن ہم
یوں بھی پی میری ایکدن بولی — کہ عجب تر یہہ خواب میں دیکھی
کہ کوئی بولتا ہے یوں آکر — جو تھا اہل زمیں میں عالم تر
آجکی شب یقیں کیا رحلت — حق کرے اسکی روح پر رحمت
جب کئے ہم حساب ای فیروز — وہی مالک کے تھا وفات کا روز

گل

یونس اسطرح سے ہی نقل کیا — کہ بشر بن بکر یہہ کہتا تھا
میں نے دیکھا یہہ خواب ای بھائی — کہ امام بزرگ با وزائی
باگروہ کثیر از علما — ہیگا داخل بجنت الماوا
پوچھا میں اس سے ای امام ہدا — مالک ابن انس کہاں ہے دکھا
بولا ہم سے بدرجہ اعلا — ہیگا مالک امام اہل قفا

بعد مالک کے زمیں نے دیکھا جب
پوچھا میں پس کیا ہے یہ سبب
بولا مالک کہ حضرت عثمان
مجکو پہنچا تھا اک حساب
کلمہ سبب
میں کیا تھا مداومت اب
مجکو بخشا ہے اسلئے داور
جب جنازہ کو دیکھا عثمان
کلمہ پڑھتا تھا ہی وہ پہنچا
سبحان الذی ہو الحی
لا یموت
یمن سے اسکے حق بابن عزت
کر دیا مجھکو داخل جنت

گلشن سوم امام
و مناقب
عالیشان نقاوت
ترقیات
کمالات

ہاشم و مطلب ہیں ہم دو اور … ہے سطرح ہی قریشی ہی یہ بنیاد

دو رکن ادی بھائی اونکا امام … ہاشمیات ہیں یہی ہمیں کلام

مادر شافعی ہے ام حسن … ہی پڑدادی حسن کی وہ ایمن

سائب مرتضی بلا تکرار … ہیں ظفر کے برادران ای یار

سائب ابن عبید ای امجد … شافعی کا ہی جان چوتھا جد

جد سیوم ہی اسکا شافع نام … نسبت اسکی طرف ہی ہی امام

دونو ہیں اور اسکے دو اجداد … ہیں صحابہ رسول کر رکھہ یاد

کمالات علیہ و الاحساب عالی نسب وارث علوم نبی امام ہمام محمد بن ادریس شافعی مطلبی رحمۃ اللہ علیہ درین گلشن ہفت خیابان است، خیابان اول در نام و نسب تاریخ ولادت و رحلت آن حضرت

ذوالمفاخر امام مطلبی … شافعی وارث علوم نبیؐ

عامل و حافظ حدیث رسولؐ … گوہر معدن ولائے بتولؑ

علم و حکمت کے اوج کا نیر … شرف و عزت کے برج کا اختر

مولوی باقر خدا آگاہ … رحمت حق ہو اسپہ شام و پگاہ

نسب شافعی امام ہمام … یوں لکھا ہے بروضۃ الاسلام

نام اس شاہ کا محمدؐ ہے … اسم میں بھی وہ عین احمدؐ ہے

لقب اس کا ہے ناصر سنت … کیوں نہو وے وہ ہادی امت

نام والد کا اس کے ہے ادریس … جو کہ افضل و شرف میں با تقدیس

ہیگا عباس اسکا والد جان … اسکا والد ہے یگان عثمان

والد ماجد اس کا ہے شافع … جو ہے فضل و کمال کا جامع

سائب اس کا ہے والد امجد … نہیں فضل و شرف کو اسکے حد

ہیگا صائب عبید کا فرزند … وہ ہے عبد یزید کا دلبند

از کرم انبیا کا شاہنشاہ … نام اسکا رکھا ہے عبد اللہ

ہاشم اسکا پدر ہے بے تکرار … مطلب اسکا باپ ہے ای یار

ہیگا عبد مناف کا وہ پسر … جو ہے جد رسول جن و بشر

ہے سیوم جد نبی کا عبد مناف … چار فرزند تھے اسے حسن صاف

ہاشم و مطلب سیوم نوفل … چارمی عبد شمس ہی کامل

گلدستہ دربیان تاریخ میلاد

و مقدار

و مقدار عمر شریف و سال وفات آن گرامی صفات

اہل تاریخ متفق ہیں تمام — کہ یقیں شافعی امام ہمام
سن ہجری تھا جب وپنجاہ — متولد ہوا ہے اے آگاہ
اور زندہ رہا ہے چون سال — دو صد و چار سن میں پایا وصال
تھی شب جمعہ وہ اخیر رجب — رُوح پر اسکے ہووے رحمت رب
جمعہ کے روز بعد عصر یقیں — مصر میں اسکی ہی ہوی تدفین
سال میلاد او مصطفے دان — سال ترحیل او مقدس خوان
سال میلاد شافعی امیلیا — سال ترحیل بو حنیفہ جان
بعضے کہتے ہیں روز فوت امام — ہوا پیدا ہے شافعی با نام
جب ہوا ہے وہ آفتاب نہاں — ہوا تابندہ یہ مہ تاباں
اور ولادت کی جا میں اے خوشحال — مختلف آئے ہیں کئے اقوال
قول ہی اک وہ آیۂ رحمت — ہوا پیدا بہ بلدۂ غزّت
جو ہے بیت مقدس ای کامل — اس سے وہ شہر ہے بہ دو منزل
جب ہوی عمر اسکی دو سالہ — کہتے ہیں لائے اسکو در مکہ
اور ذہب بولادہ مہ روشن — ہوا طالع یقیں با وج یمن
اور لکھا بیہقی نیک سیر — ہوا طفلی میں شافعی کا پدر
بلدۂ عسقلان سے جد اسکا — شہر مکہ میں اسکو لے آیا
درمیان عسقلان و غزت کے — ہے مسافت چھ میل کی سنئے
اسی ہر دو بلد کو سرور دیں — نام رکہا عروس شام یقیں

خیابان دوم در تسلیم آن امام بمعلم و تفریح وی از حفظ قرآن کریم در سن ہفت سالگی۔

فخر رازی کہا ہی نیک مزاج
ابن بنات شافعی محتاج
تھا اور ابن کے لڑکے پڑھتے تہیں
والے جب پڑہا چکے ابن حضور ہیں
کہ معلم سے اس سبق ...
پہ معلم سوا اسکے ...
وے نہ سکتے ...
وہ معلم نہ دور
اس لئے وہ معلم
سے تا تعلیم ہیں تھا اسکی قصور
شافعی ہیں سب ہی زکاوت تہی
قدرت حفظ اور فراست تہی
دیکھ لڑکوں کو وہ پڑہاتا جو
شافعی اس کو یاد کرتا تھا
اور جاتا تھا جب کہیں استاد
وہیں لڑکوں کو وہ دلاتا یاد
جب معلم یہ حال ہے جانا
منزلت شافعی کی پہچانا

اُجرت

اُجرت درس اُس سے چھوڑ دیا ۔ دل کو اُلفت میں اسکے جوڑ دیا
بولتا تھا نہیں حلال مجھے ۔ اجرت درس لیوں تیرے سے
گذرے اسطور سے کئی ایام ۔ ہفت سالہ ہوا ہے جب وہ امام
ختم قرآن کیا بفضل خدا ۔ ترقی میں دمبدم وہ سدا

گل

یوں حمیدی یہہ نقل کر لایا ۔ کہ مجھے شافعی یہہ فرمایا
کہ تھا میں اپنی ماں کے پاس یتیم ۔ میری مادر تھی مفلسہ ای سلیم
مجھکو مکتب میں ماں مری بھیجی ۔ کچھ معلم کو دے نہ سکتی تھی
مجھ سے راضی تھا وستاد مرا ۔ گر کسی کام کو وہ جاتا تھا
کرتا تھا وہ خلیفہ مجھکو تب ۔ میں پڑھاتا تھا دوسرونکو سب

گل

بیہقی اسطرح کیا ہے بیاں ۔ کہ کہا شافعی امام زماں
ختم قرآن میں کیا ہو جب ۔ آتا مسجد کو دائما بہ ادب
بیٹھتا تھا بہ مجلس علما ۔ مسئلہ یا حدیث جو سنتا
حفظ کرتا تھا اسکو بہوس ۔ اور میسر نہ تھی مجھے قرطاس
ٹھکریاں اور ہاڑ دانتوں کے ۔ جمع کرتا تھا جا بجا جیسکے
اور لکھتا حدیث کو اسپر ۔ بھر گئے ہیں گھر میں بہت ظروف اکثر
اور اوایل میں مجھ کو نیل و نہال ۔ شعر پہ التفات تھا بسیار
اور مکے سے بادیہ کو میں آ ۔ کئی دن صحبت ہذیل میں تھا

کہ عرب میں تھا وہ فصیح اللسان
ایک مدت رہا میں اسکے پاس
بعد مکے کو جب کیا رجعت
شعر پڑھتا تھا مجھے بڑی رغبت
تا کہ پایا ہوں رتبہ برتر
شعر کے فن میں ہو گیا ماہر
ایکدن شخص کوئی آل زبیر
گذرا میرے پہ اور کہا با تحذیر
یہہ فصاحت بلاغت مرغوب
ہادی گر فقہ میں دکھا ہے تو خوب
میں کہا کون شخص ہے باقی
ہو وہ تا تم علم کا ساقی
نام مالک زباں پہ وہ لایا
تبھی رغبت میں پہنچ دل پایا

گل

اور

اور یہ شافعی دیا ہے خبر | کہ تھا میں عقبۂ منا کے اوپر
سنا پیچھے سو اپنے اک آواز | کہ تو ہو علم فقہ سے ہمراز
اور دور زیر سایۂ کعبہ | میں ہی تھا اسجا پہ تھا بس تنہا
سنا ایسا ہی اک ندا سو قت | کہ پڑھیوں فقہ چھوڑ دوں شعر کو جت
اور اک روز مسلم خالد | بولا میرے لیے یونہی ای ماجد

گلدستۂ شریفہ

اور اسی شب کو خواب میں دیکھا | رویت حضرت رسول خدا
کیا ارشاد مجھ کو ای لڑکے | کہہ تو ہے کون سے قبیلے سے
بولا تیری گروہ سے ہوں ٹھیک | بولا نزدیک آ گیا نزدیک
بولا منہ کھول کھولا میں نے شتاب | ڈالا اسمیں مبارک اپنا لعاب
بر زبان و دہان و لب میرے | وہ ملا ہے کمال رحمت سے
اور برکت کی وہ کیا ہے دعا | حق میں میرے بجوش لطف و عطا
بعد اس واقعے کے مجھ سے کبھی | ہرگز اعراب میں خطا نہ ہوی
حرملہ شافعی سے ہے ناقل | کہ مری کودکی میں اے عاقل
دیکھا اک شب رسول کو بمنام | کہ تھا در مسجد الحرام امام
اور وہ فارغ ہوا جب اپنے نماز | کیا تعلیم قوم کی آغاز
میں بھی نزدیک جاکے عرض کیا | یا نبی اب مجھے ہی کچھ فرما
پس نکالا ہے وہ شہ دوجہاں | آستین سے تب اپنے اک میزان
اور عنایت وہیں کیا ہے مجھے | اور کہا ہے یہہ واسطے تیرے
ہوا بیدار جبکہ میں ای خبیر | اک معبر سے پوچھا جا تعبیر

یوں کہی ہیں معبران تعبیر
کہ وہ بچے سے نور فیض کثیر

پاوینگے جابجا خواص و عام
ہووینگے مستفید اس سے تمام

فخر رازی لکھا ہے یوں اے یار
کہ کہا شافعی امام خیار

مرتضیٰ آیا خواب میں میرے
میں کیا تب مصافحہ اس سے

اپنی انگشتری نکالا وہ
اور انگلی میں میرے ڈالا وہ

بولا تعبیر اسکی میرا بچا
کہ مبارک مصافحہ اس کا

ہوئیگا باعث اماں ز عذاب
اور ڈالا انگوٹھی جو وہ جناب

یمن سے نام اسکے تیرا نام
شہرۂ شرق و غرب کے ہو تمام

گلدستہ در ذکر اشیاخ کبار و اساتذۂ نامدار آں امام عالیوقار

فخر رازی کہا ہے رکھ تو یاد
شافعی کے اکابر استاد

پانچ مکی ہیں اور چھ مدنی
چار عراقی ہیں اور چار یمنی

اہل مکہ سے پہلے ہی سفیان
بن عیینہ محدث ذیشان

شافعی اسکے حق میں بولا یہ راز
وہ نہ ہوتا تو جاتا علم حجاز

دوسرا خالد کا ہے پسر مسلم
تیسرا ہے سعید بن سالم

اور داود شیخ چارم ہے
اور عبد المجید پنجم ہے

اور شیوخ مدینۂ اقدس
پہلا استاد مالک بن انس

اور ابن سعید انصاری
اور عبد العزیز داراری

اور براہیم شیخ ہے چوتھا
بن محمد بن ابی یحییٰ

اور محمد ہے ابن اسمٰعیل
ابن نافع ہے چھٹواں شیخ جلیل

اور شیوخ یمن رفیع مقام
پہلے مطرف ہے دوسرا ہے ہشام

اور عمر از صحابہ اوزاعی
یحییٰ ابن حسان اے بھائی

اور ملک عراق کے استاد
ہے وکیع ایک دوسرا حماد

تیسرا استاد اسکا اسمٰعیل
عبد وہاب چار و ابن عقیل

جملہ انیس ہیں ہینگے یہ امجاد
رحمت حق سے ہیں رہیں دلشاد

گلدستہ در ذکر تلامیذ آنجناب کہ از وی اخذ علم دین کردہ و روایت فقہ و حدیث نمودہ اند

ہیں جو فقہ و حدیث کے راوی
یعنی شاگرد اسکے اے بھائی

ہیں بہت ان سے اول و افضل
ہے بلا شبہ احمد حنبل

ہے عجب شافعی کی شان عظیم — اسکا شاگرد و استاد کریم
ہینگے ہر دم امام اہل ادب — مجتہد سر و صاحب مذہب
یعنے مالک ہی استاد اجل — اور شاگرد احمد حنبل
اور شاگرد شافعی کا دوم — ہے امام بویطئ اکرم
اور تلمیذ تیسرا ایے قیل — بو براہیم ہیگا اسمٰعیل
اور امام ربیع ہے چوتھا — اسکا شاگرد و خادم والا
شافعی کے کتب کا بالتحقیق — وہی راوی ہی صاحب توفیق
پانچواں حرملہ بن یحییٰ — بوجہ شاگردی یقین اسکا

خیابان سیوم
در ترحیل آن امام جلیل زمکہ شریفہ بمدینہ منیفہ واخذ علوم اقدس از

امام مالک ابن انس رح

بولتا ہی امام فخر الدین — کہ ہے رازی سے مشتہر جو یقین
شافعی از ائمہ بسیار — استفادہ کیا ہے علم ای یار
سب وہ علما میں اعظم و اقدس — ہے بہ تحقیق مالک ابن انس
شافعی بولتا ہے یوں پہلے — فقہ پڑھتا تھا پاس مسلم کے
ذکر مالک سنا درین اثنا — کہ ہے وہ پیشوا زمانے کا
اسکا شوق ملازمت بسیار — دل میں میرے ہوا ہے لیل و نہار
تب موطائے مالکے ہیسر — مستعار ایک شخص سے لیکر
میں کیا حفظ جلد ای آگہ — اور گیا نزد والی مکہ
لیا خط سفارش ایک اس سے — نام سے والئ مدینہ کے

اور بنامہ امام مالک بہی
بیشک نے کہ حاکم تھا لکہا ہوا ایسی
اور مدینے کا جب وہ خط کو پہنچایا
اس سے پکہا وہ مکتوب
جب مطالعہ کیا ہے وہ مکتوب
مجکو کہنے لگا ہے اس اسلوب
از زمین مبارک بطحا
ای جوان تا مدینہ والا
آنا ہے سہل جانا بہی آسان
جانا مالک کے گہر ہی مشکل جان
دیکہ وہ نہ کہو لتا ہی در
کہڑے رہنا ہے منتظر در پہ
چار و نا چار تب وہ میر
آنا کہا امام مالک سے
حلقہ در کہو لکا جب
باہر آئی ہے اسکی باندی تب

اسکو

اسکو یوں حاکم مدینہ کہا — کہ تو خواجہ سے اپنے کہدے جا
کہ کھڑا ہے امیر آ در پہ — گئی باندی یہ سنکے گھر اندر
دیر کے بعد پھر کے وہ آئی — اور ز مالک پیام یہ لائی
مسئلہ گر تو پوچھتا ہے شتاب — رقعہ لکھ تا لکھوں میں اسکا جواب
یار ہے گر تو دوسری حاجت — جا تو واپس مجھے نہیں فرصت
وقت مجلس کے آ تو پاس مرے — بولا حاکم جواب یہہ سنکے
بول جاکر کہ والی مکہ — بھیجا ہے نام سے ترے رقعہ
ہے مہم ضرور تیرے سے — گئی باندی یہہ بات بھی سنکے
کرسی اک لا رکھی ہے وہ باہر — بعد آیا وہ قدوۂ فاخر
تھا معمر وہ پیر مرد جلیل — اور تھا قد پاک اسکا طویل
تھے مہابت کے سر بسر آثار — ریش سے اسکی ظاہری ہشیار
کرسی او پہ وہ آکے بیٹھا جب — خط دیا والی مدینہ تب
کھول مکتوب کو وہ پڑھنے لگا — جب یہ فقرہ پہ آکے ہی پہنچا

اِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ اِدْرِیْسَ رَجُلٌ شَرِیْفٌ مِنْ اَمْرِهٖ وَحَالِهٖ كَذَا فَتُحَدِّثُهٗ وَتَفْعَلُ وَتَصْنَعُ

آیا فقرہ یہہ پڑھتے ہی بغضب — خط وہ ڈالا وہیں زمیں پر تب
بولا تسبیح پڑھ وہ با عزت — آہ علم رسول کی نوبت
پہنچی اس حد تلک کہ لوگ آکے — طلب اسکو کریں وسیلوں سے
سنکے حاکم ہوا ہے یہ مبہوت — لب کھولا نہیں کیا ہی سکوت
میں کہا ای امام دین نبی — کہ سو نہیں ایک مرد مطلبی
سن کرم سے یہ ہے مرا احوال — سنا تفصیل سے وہ با اجلال

ایک ساعت تمام وہ دیکھا
اور فرمایا سے پڑھ وہ سمجھا
اور پوچھا کہ کیا ہے ترا نام
میں محمد کہا ہے میرا نام
وہ کہا مجھکو ای محمد اب
حق تعالیٰ سے ڈر تو روز و شب
اور پرہیز کر گناہوں سے
امت شاہ انبیا میں تجھے
دیگا شان عظیم رب غفور
قلب میں تیرے آویگا اک نور
معصیت سے وہ نور کو نہ بجھا
رہ ہمیشہ بطاعت و تقویٰ
میں موطا کتاب کا پڑھنا
کر دیا تب شروع ای دانا
سنکے وہ حسن قرات و اعراب
متعجب ہوا وہ نیک نصاب

قصہ

قصہ کوتاہ جب کیا آغاز
درس میں اس کتاب کا بہ نیاز
جب سبق بس کہ وہ میں پڑھتا تھا
ہو وہ شائق بہت سماعت کا
بولتا تھا کہ اور زیادہ کر
پڑھتا تھا اور ہوکی بیخ شتر
تاکہ گذری ہیں تھوڑے ہی ایام
میں کیا ہو کتاب کو وہ تمام
جبتلک وہ امام زندہ تھا
میں مدینے میں ہی مقیم رہا
اور میں اس سے جا کے جبکہ ملا
عمر تھی میری سیزدہ سالہ

خیابان چہارم در ذکر حدیث صحیح کہ در شان آن فخر الاجداد در اشت و بیان بعض فضائل و مناقب آن والا مرتبت

یہہ حدیث صحیح خیر انام
لایا آگاہ بروضۃ الاسلام
ہے خبر اک صحیح و بس اشہر
جسکی ہے معتبر کتب میں خبر
کہ کہا یوں نبی کہ ای مردم
کبھو آگے قریش کو ہی تم
مت بڑھو آگے انکی تم ہرگز
ہونا آگے انہوں کی نہیں جائز
اس سبب سے کہ انکا اک عالم
جسکے فضل و شرف میں نیں کچھ کم
کریگا علم بیچ ہو مشہور
طبقات زمیں کو علم سے پور
یوں کہا ہے امام دیں احمد
نیں فضائل کو جسکی ہے کچھ حد
اور ابن معین یحیی تمام
اور اسیطرح سے بہت اعلام
کہ بلا شک وہ عالم بازین
شافعی ہی نہیں کچھ اسمیں مین
یہہ حدیث اس میں ہو صادق ہی
اسکے مضمون کا وہ لائق ہے
قرشی کوئی علم سے بے ریب
نہ بھرا یوں زمیں کا دامن جیب
یہہ خبر ہے صحیح بے تکرار
منکر اسکا کہیگا جہل آثار

سے کہ لولاک
جسنے موضوع ہے
جسکا کہولا ہے
وقت اپنے تھے بے کم و بیش
ہے طرق انکی بہت بطیب العیش
سب وہ مشہور ہیں
جامع علم باطن و ظاہر
مقتدا انکا بہ فاخر
گنج عرفان محمد ابن حکیم
ترمذی سے جو ہے علم وہ فخیم
تا بہت وہ و بیع منتشر ہے
تھا بایند کوئی مذہب ہے
ہوا آخر میں با خضوع و خشوع
کیا سب انشا بہی رجوع
واقع بیچ اسکو دیکھا میں
اور اسطرح اس کی لو چہا میں
شرع میں تیری کہو مجتہد
گذر ہیں ایسی بیچ شفیع ہر دو جہاں

کسکا مذہب میں اختیار کروں | قول پر اسکی نت میں اپنا دہروں
مجکو ارشاد تب کیا سالار | مذہب شافعی کو کر مختار
یعنے بیشک وہ مذہب منصور | میری سنت سہی ہو گیا ہے پور
یوہی تاج انام راس کرام | ہے لقب جسکا حجۃ الاسلام
جسکو احیای دیں میں جد ہے | قرن خامس کا جو مجدد ہے
فخر دوراں امام غزالی | جسکا عرفاں میں رتبہ ہے عالی
قوت علم سے بوجہ سدید | چاہا کرنے کو اجتہاد جدید
استخارہ کیا بذوق و خشوع | یعنے ختم رسل طرف ہو رجوع
دیکھا ہے خواب میں کہ وہ سرور | بیٹھا ہے ایک قصر خاص اندر
چار دروازے ہینگے اسکے تمام | بیٹھا ہے سر در اوپر ایک امام
متوقف ہوا ہے وہ آن | کہ کدہر سے میں جاؤں اسکے پاس
ایسے میں جان انبیا کا مراد | اسکتیں اسطرح کیا ارشاد
ہے محمد جدہر ادہر جاوے | اسکے در سے ہر طرف آوے
دیکھا یہ خواب جب وہ با اجلال | دہو یا ہے دل سے اپنے تب وہ خیال
مذہب شافعی لیا فی الحال | اور یہ بیتیں کہا وہ فرخ فال

انّ المذاهب خيرها واصحّها | مما قاله خير الانام الشافعي
فاخترت مذهبه وقلت لقوله | واجعلته يوم القيمة شافعي

یعنے بیشبہ خیر مذہب ہا | اور صافی ترین مشرب ہا
مذہب شافعی ہے بحکم کہات | جو ہے خیر الانام نیک صفات
اسکا مذہب میں اختیار کیا | اسکے قولوں سے میں نے بہرہ لیا
اور اس شاہ دیں کو روز جزا | میں نے اپنا شفیع گردانا

پس بنایا ہے وہ کتب بسیار | شافعیہ میں ہے ہمیشہ بکار
وہ کتب علم دین پہ زینت و زین | ہاتہ میں مذہبیاں کے مثل نگین
اور لکھے ہیں کتب میں کر تحقیق | کہ جب آیا شہاب ابن بلیق
پیشوا ہے جو راہ عرفاں میں | مشتہر ہے جو کشف و وجداں میں
جانشیں حضرت عطاء اللہ | علم و عرفاں میں ہے جو عالیجاہ
شاذلی سے ہوا ہے جسکا سر | مذہب مالکی سے تھا مشہر
بولا اسکو کہ ای فخار جہاں | کیا اچھا ہے تمہیں سلوک بیاں
ہو و لیکن تمہیں شافعی مذہب | ہے مرا دل ہا وہی مشرب

ہے محبت مجھے امام کیساتھ
گر تو چھوڑی مجھے یہ ہے بہ
وہ کہا وہ عجب یہ کیا ہے خیال
تجکو مذہب ترا مبارک ہو
کہا میرے سے شیخ پاک انفاس
ہیں سنا اپنے شیخ سے اکبار
شاذلی سے جو ہو گیا ہے شہیر
شافعی نیں کیا ہے جگ سیر گذار
اور لکھے ہیں شیخ مقبولی
ایسا بیدار بخت تہا وہ امام
حضرت سید رسل کے تیں
بولتا ہے کہ حضرت خاتم
سید احمد کیساتھ بھائی بنا
اور کہا مجکو یوں حبیب کریم
مصر میں گر کوئی ولی نفیس
سید احمد سے افضل و اعلا
سن تو ای یار مصر میں فون
باوجود اسکے انبیا کا رئیس
گرچہ ذو النون کا تہا بڑا پایہ
سید الطائفہ ابو القاسم
نام جسکا جنید ہے ای یار

عشق میں اسکو محو ہو ذرات
رہوں خدمت میں تیری شام و سحر
کیوں ہوا تجکو یہ گمان محال
کہتا ہوں فائدہ میں یک سینو
پیر میرا جو ہے ابو العباس
بو الحسن تاج اصفیای کبار
جسکا دیکھا نہیں زمانہ نظیر
جبتلک نیں ہوا ہے قطب مدار
حد سے باہر ہے جسکی مقبولی
کہ بہ بیداری دیکھتا تہا مدام
کیا کہوں اسکی اس مقام کو میں
کر دیا تھا مجھے بلطف و کرم
جو ہے بڑوی سی شہرہ ہر جا
سینو اس رمز کو ای ابراہیم
ہوتا بعد محمد ادریس
تجکو میں بہائی اسکا کر دیتا
بہوت اکابر ہیں جیسے اک ذو النون
بولا بعد محمد ادریس
پن وہ رتبہ نہ اسکا ہے پایا
جو تصوف میں تہا بڑا عالم
صوفیہ کا جسے کہے سردار

یوں کہا ہے کہ یہی ہے نفع تمام
وبطون اہم
جو تھا ذاکر نظام ہے حال
ورنہ ہے
تھا متوجہ خدا سے اسکا مقال
تھا ہمیشہ خدا سے اک برادر دین
شفقت سے یہ وہ امام امین
یوں کہا نصیح
وار دنیا کو پائداری نہیں
اگر اس گھر میں عیش خواری
ہے اگر اسکی سب ویران
ہیں عمارات اسکی سب ہیں
زائد قبر اسکی جمعیت
ہے پراگندہ اسکی ہے نکبت و کلفت
دولت اسکی محض کمی
ہیں زیادہ اسکی عین غمی
ن و دانی ہر کہ ہے راضی و شاغل
بیں تو ہو حق سے
رعنا وارستہ ہو اپنا کر حاصل

امام ہمام کی شہیدہ بست و مجادلہ وی با ہارون رشید

نقل ہے یہ شافعی امام زمن
جبکہ وارد ہوا تھا سوئے یمن
اور وہاں انکی عمل پر تھا مدار
تھا وہاں واقع فساد و شر زور
حاسدان لیکر حسد اسے
الغرض تھے انکی اعتراض اکثر
اندر ان ہی ابن عبد اللہ
بن حسن بن علی ولی اللہ
اور سادات اسکی چند صحاب
وہاں کئے تھے خروج کا اسباب
اتنے ہارون بہت مشوش تھا
ایک حاسد نے تب اسکو لکھا
کہ جو ان اکی ملازم ہیں
شافعی

دار فانی کو چھوڑ دو ای یار ۔ دار باقی اپہ کر اپنا مدار
یہاں ترا عیش ظل زائل ہے ۔ جینا تیرا جدار بابل ہے
روز و شب کر مداومت بعمل ۔ اور کوتاہ کر دے اپنی امل
اس طریقے میں اسکی نکات ۔ اور معارف میں اسکی سب کلمات
ہینگے از بس لطیف و شور انگیز ۔ اور ہیں سب صوفیہ کے دست آویز
بسط چاہتا ہے یہ بیان بخواہ ۔ یہہ رسالہ تو ہے نپٹ کوتاہ
ورجن کیلئے یہ ہے منظوم ۔ ان کو کیا کر سکینگے وہ مفہوم
اور مقامات اسکی ہیں بیحد ۔ اور کرامات اسکی ہیں بیعد
تھا سب اخلاق بیچ وہ اکرم ۔ مظہر خلق حضرت خاتم
جو تھے اسوقت اکابر اعلام ۔ اوستاد اسکو جانتے تھے تمام
احمد حنبل آن امام ہمام ۔ جسکو صدیقیت میں ہیگا مقام
سرور سرو دو کون کے اخیار ۔ جسکو تھی یاد دستالک ای یار
باوجود اس علوم و تقوی کے ۔ زین پوش اسکا دوش پر لیکے
دوڑتا تھا رکاب میں اسکے ۔ بہت رکھتا تھا اعتقاد اس سے
محو تھا اسکی وہ محبت میں ۔ تر زباں تھا نت اسکی مدحت میں
یحیی بولا کہ کیا ہوا تجہ کو ۔ کہ باین علم و فضل زہد کی تو
شافعی کے رکاب میں چلتا ۔ اسکو وہ مقتدا جواب دیا
تجکو بہی شوق علم گر ہوتا ۔ اسکی خدمتمیں عمر کو کھوتا

خیابان ششم

در خروج آن مقتدای زمن بسوی یمن پس مقید شدنش از آنجا به حسد حساد و رفتن وی به بغداد و بیان مصاعب شدیده که

شافعی نام صاحب تقدیس | ہے وہ سادات میں شریک یہاں
اسکی تیغ زباں لطیف بیان | کرتی ہے بے نیام ایسا کام
تیغ براں کرے نہ ویسا کام | اگر تو چاہے حجاز کی دولت
کہ ہو باقی ترے یہ با شوکت

جلد اسکو بلا تو اپنے پاس | ہاروں سنتے ہی یہ خبر ہراس
سب وہ سادات شافعی کہتیں | قید کر کے بلایا جلد وہیں
بولتا ہے وہ قدوۂ آفاق | جب ہمیں لے چلے ہیں سوے عراق
ہمکو ایسا کئے تھے قید شدید | نہیں آرام کچھ دئے ہیں عنید
ناخن و موے سر تراشی کی | ہمکو رخصت نہیں دئے وہ کبھی
صد و ہشتاد و چار وان تہا سن | ماہ شعبان کا تھا وہ روشن
جا کے ہم جبکہ پہنچے ہیں بغداد | نیم شب گذری یہ وہ اہل عناد
ہمسے دس دس کو پاس لا [illegible] | قید خانے سے لیکے جاتی تھے
بیٹھ ہارون از پس پردہ | بات اک اک کی خاطر خواہ
حکم کرتا تھا قتل کے ان کا | آہ جلاد قتل کرتا تھا
ہاروں اور بھائی اسکا بالتخصیص | قتل سادات پر بہت تھو حریص
پہنچی جب میری قتل کی نوبت | کر دیا حکم وہ بھی باسرعت
میں کہا عجز سے اسے اے امیر | کر مرے قتل میں ذری تاخیر
مجھ پہ یہ تہمت کئے ہیں یہ باطل | میں نہیں ہوں یہ قوم میں داخل
میں نہیں تیرے پہ خروج کیا | نہیں تیرسے انحراف لیا
سنکے ہاروں بات یہ باغرور | بھیجا زنداں میں مجھی فی الفور
چغلی پھر لوگ جب کئی اے یار | پھر بلایا ہے مجکو دوسرے بار

میں کہا اے امیر [illegible]
نہیں شیعہ نہیں [illegible]
[illegible]
جب ہے اپنی قوم کا [illegible]
[illegible] قتل تو جانتا
تہمیں انکا عذر قبول
اور کرتا ہے یہ امر معقول
وہ کہا ہاں یہ ہے [illegible]
لیکہ صاحب ترا [illegible]
یہ بغاوت کیا ہے جو [illegible]
اور یہ لوگ اسکے تابعدار
اور تو تھا ہیں گروہ کا سردار
عذر باقی ہے کیا ترا [illegible]
میں جواب اسکا یوں دیا [illegible]
[illegible]
[illegible]
لیکہ نجیب کا [illegible]
متعذر ہوں اسلئے تو [illegible]

ہاروں اپنے غلام کو بولا
تب وہ زنجیر جلد آ کھولا

میں کہا ای امیر دانشمند
کیا نہ رکھتا ہے کام تو یہ پسند

مازنی خارجی کے زیر علم
ہیں کبھی اور مومناں ہموں قائم

ہوئیں زیر لوائے ابن حسن
نام عبداللہ جسکا ہے روشن

ہاروں تکیہ لگا جو بیٹھا تھا
بات سنتے ہی یہ ہوا سیدھا

بولا زیر لوائے آل رسول ص
رہنا بہتر ہے اور ہے مقبول

رہنے سے خارجی کے زیر لوا
ہے بلا شبہ افضل و اعلا

پر سنا ہوں کہ ہے ترا یہ کلام
کہ ائمہ قریشیاں ہیں تمام

کیا ہے اس قول پر تری حجت
تب پڑھا شافعی ہے یہ آیت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا
إِنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ
نَادِمِينَ

حاشا للہ یہ بات میں نے کہا
جھوٹھ بولا ہے کوئی تجھ سے آ

نقل ہے جب سنا ہے یہ ہارون
ہوا خاطر کو اسکی چین و سکون

اس امام ہمام کی عزت
جا کی اسکی دلمیں باسرعت

پاس اپنے اسے بلایا ہے
اور تعظیم سے بٹھایا ہے

اسکو پوچھا کہ در کتاب اللہ
علم کتنا ہے تیرا ای آگہ

شافعی یوں دیا ہے اسکو جواب
حق سے ہیں ایک سو چہار کتاب

چار انمیں کتاب ہیں اکبر
اور ہیں باقی صحائف اصغر

آئے ہیں دس صحیفے آدم پہ
اور پنجاہ پہ شیث پیغمبر

تیس ادریس پر ہیں باکرم
اور دس آئے ہیں پہ براہیم

اور توریت آئی موسی پر
اور انجیل آئی عیسی پر

آئی داؤد پہ زبور بیان
سید المرسلین پہ قرآن

جامع ان چہار قرآن ہست
کہ محمد مبلغ آنست

بولا ہارون بیان یہ سن اسکو
خوب تفصیل ہم کیا ہے تو

ہے یکا میرا سوال از قرآن
جو ہے نازل بسید اکوان

تب کہا شافعی امام کبیر
کہ ہیں قرآن کے علوم کثیر

کس سے ہے تیرا سوال ہے بتفصیل
ہے سے ز تنزیل یا کہ از تاویل

لوح پھیر تا آیت کا طرف
ایسے معنی سے کہ اس سے قبل

و بعد سے مطابق ہو اور یہہ
آیت

آیت اس معنی کی متحمل بھی ہو اور وہ معنی کتاب و سنت کا مخالف نہ ہووے طریق استنباط سے ۱۲

یا ز متشابہات قرآنی		یا ہے از محکمات قرآنی

متشابہات وہ آیات ہیں جو متحمل دو معنی کے ہووے سبب سے احتمال مرجوع ضمیر طرف دو مرجع کے یا شرکت رکھنے سے کلمے کے دو معنی میں ۱۲ سـ۵ محکمات وہ آیات ہیں کہ عربی لغات جاننے والا اُن آیات سے ایک ہی معنی سمجھے ۱۲ منہ

یا ز منسوخ یا ہے از ناسخ		حکم جسکا دوام ہے راسخ

ح منسوخ وہ آیات ہیں جس کا حکم باطل ہو ۱۲ سـ۶ ناسخ وہ آیت ہے کہ کوئی آیت کے معنی کو باطل کرنے والی ہو ۱۲ منہ

جسکی منسوخ یا تلاوت ہے		حکم اس کا مگر سلامت ہے

منسوخ التلاوت یعنے تلاوت جسکی منسوخ ہوگئی جیسا الشیخ والشیخۃ اذا زنیا

یا تلاوت ہے اسکی ثابت اب یا جو ضرب المثال حق لایا		حکم اسکا مگر اٹھا یارب یا جو چیزوں کو اعتبار کیا

ح جیسا کمثل الحیوٰۃ الدنیا یا کمثل العنکبوت وغیرہ ۱۲ جیسا اِنَّ فِیْ ذَالِکَ لَعِبْرَۃً لِّمَنْ یَّخْشٰی او فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَار

یاد یا ہے جو خالق کرتار یا ز مکیہ یا ز مدنیہ		حال شیبین سے اخیار لیلیہ بولوں یا نہاریہ

ح جیسا سورہ بنی اسرائیل مکے میں نازل ہوا سوائے اسکے .. اور چند سورے ۱۲ شـ۱ یعنے وہ آیات جو مدینہ میں نازل ہوئے ۱۲ سـ۱۱ یعنے جو آیات کہ رات کو نازل ہوئے ۱۲ گـ۱۲ یعنے وہ آیات جو دن کو نازل ہوئے ۱۲

یا سفریہ یا ز حضریہ		یا ز تنسیق وصف الٰہی کہیہ

ح یعنے وہ آیات جو سفر میں نازل ہوئے ۱۲ سـ۱ جیسا اللہ اپنے وصف میں فرمایا ہو اللہ الخالق والباری الخ یا بدوں کے وصف میں جیسا صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ ۱۲ یا نیک کار وں کے وصف میں فرمایا جیسا قد افلح المومنون الذین ہم فی صلاتہم خاشعون ۱۲ منہ

یا ز تشبیہ سو بولی لولی
[illegible] سو کہوں
یا ز اعراب وجوہ سو کہوں
یا کہ اعراب [illegible] بیان
[illegible]
یا وجوہ معانی [illegible]
یا وجوہ اسکے مختلف قرات
یا کہوں اسکے کروں تعداد
یا کہ آیات سکی کروں زیاد
یا کہ حرفوں کا غیر سو کہوں
یا کہ حرف قرآن وہ عالیشان
یوں ہی قرآن [illegible]
پانچ علم بیان
[illegible]
[illegible]
اور بھی [illegible] سرکاری
[illegible] ہارون [illegible]
[illegible]
اور کہا ہے سب [illegible] یاد
کروں آنکی علوم سیکہو یاد
حفظ قرآن کا یقین وعدہ
[illegible] سبکو سزا
پاس [illegible] نکال
جانیں اتنے علوم سب کہاں
سیکہ [illegible]

کتنے ہیں فاتحہ کے حرف تمام
کہا تو بسم اللہ ای نکو آئین
نہیں بولا کہا وہ با تقدیس
ہاروں یہ سنکے تب جھکایا سر
کیا تعداد ہیں وہ حرفوں کا
اور بولا ہے تجہ کو شانِ عظیم
بعد پوچھا ای زبدۂ امت
سنکے یہ بات وہ رفیع جناب
وہ احادیث جانتا ہو نہیں
ترک اس چیز کا یقیں ہرگز
اور بوجہ حظر جو آئی چیز
آئی جو وجہ خاص پہ بالیقین
اور جسکا خروج کر معلوم
غیر بھی اسمیں ہے جو داخل
اور جواب سوالِ سایل ہیں
نہیں کتنی بہی اسکا استعمال
اثرِ اوہام علوم سے جو شئی
اور جس چیز پہ کیا ہے عمل
اقتدا اسکا دوسروں کے تئیں
اور خصیصہ ہے جو پیمبر کا
کہا ہارون سنکی یہ ای لبیب

یوں دیا تب جواب اسکو امام
اسکے آیات ہیں گنے یا نہیں
تو ہیں حرف اسکی کسو ٹھائیں
ہاتھ کھینچا ہے آستیں اندر
بے کم و بیش اتنے ہی پایا
ور علوم کتاب ربّ کریم
علم کتنا ہے تیرا اور سنت
جلد تر اسطرح دیا ہے جواب
وجہ ایجاب پہ جو آئے ہیں
یاد رکھ تو کبھو نہیں جائز
فعل اسکا روا نہیں ای عزیز
نہیں جائز ہے اسمیں شرکت غیر
ہووے بی شبہ و شک بوجہ عموم
غور اسباب ہیں کر ای عاقل
نکلی جو چیز یاد رکھ دل میں
نہیں جائز ہے اسکو انفعال
سینۂ مصطفےٰ میں آئی ہے
شاہِ کونین احمد مرسل
پہنچتا ہے بغیر شک یقیں
غیر کو پیروی نہیں ہے روا
دیا سنت کو تو عجب ترتیب

قاضی اسکو کہا ہے جا
شافعی بولا یہ ہے فضلِ خدا
ہاں پہ مجھ اور سارا دو کی پر جور کیا
ہمکو اور تجکو یہ شرف بخشا
حقتعالی دیا بجا و زبون
پوچھا ہارون اسکو پھر اعلم
عزیمت میں کیا ای عالم
شافعی تب اسی کہا بیجان
وہ ہمارا تو خاص ہے میدان
ہمیں ہے ہمکو سبقت و تقدیم
اسپہ شاہد ہے یہ کلام کریم
قال اللہ تعالی وما ارسلنا
من رسول الا بلسان قومہ
ہے فضیلت ہمیں قوم کو حاصل

ترے اجداد اور مرے اجداد
وہی انساب ہے ہیں شہ نہاد

جبکہ ہارون سے سنا یہ بیان
جان و دل سے بہت ہوا شادان

وہ جو تکیہ لگا کے بیٹھا تھا
جوش فرحت سے سیدھا ہو بیٹھا

اور کہا ای محمد ادریس
جانا ہے تو عجب علوم نفیس

خوش ہوا دل مرا بیان سے ترے
تو معظم ہوا نظر میں مرے

جلد اب کچھ مجھے نصیحت کر
تا مرے دل میں اسکا ہووے اثر

ہووے ظاہر تری فصاحت اب
لوگ حاصل کریں افادت اب

موعظت میں وہ تب زبان کھولا
یوں جواہر سے پند کے رولا

چھوڑ ملے اپنی حشمت و ہیبت
اور تو وضع کی کر قبول صفت

دوش سے اپنے کبر کی چادر
ڈالدے عجز سے بشام و سحر

رو برو اپنے رب کے تو بیقین
جان اپنی کو عاجز و مسکین

ہے اسکے طرف ترا جانا
ایکدن یاد رکھ یہ ای دانا

خوف و خشیت اسکی رکھ دل میں
اسکو ہی یاد کر تو ہر تل میں

جو کہ اسباب پر رکھیگا نظر
کہ موکل خدا کا اک اسیر

ہے نگہبان یقین صباح و مسا
کرے لازم وہ آپ پر تقوی

پاس حضرت کے جبرئیل امین
ایکدن آکے یوں کہا ہے یقین

یَا مُحَمَّدُ عِشْ مَا شِئْتَ فَاِنَّكَ مَيِّتٌ وَاَحْبِبْ مَا شِئْتَ فَاِنَّكَ مُفَارِقُهٗ وَاعْمَلْ مَا شِئْتَ فَاِنَّكَ مَجْزِیٌّ بِهٖ

کہی سخن ایسے ہی نصیحت کے
بس فصاحت سے اور بلاغت سے

ازرہ اختصار اور ایجاز
یوں کیا ہے بیاں وہ با انداز

جس کے [illegible] سن بیقرار ہوا
ور دو رقت سے اشکبار ہوا

بعض راویوں نے [illegible]
شافعی نے کہا کہ بیٹھا دیکھا
ای جوانی [illegible]
کر نظر رفتگان [illegible]
آج اسکو بہت امیر او [illegible]
دیکھا [illegible] سے شافعی نے
بولا ای اہل علم کے اعوان
ای امہ کے دشمن نادان
جانو دنیا ہے دار فانی ہے
ہرگز اسکو نہ بقا و دوامی ہے
اسکے لذات [illegible]
نیچے اپنے نفس کو کم [illegible]
رنج عقبی کی [illegible]
کیا ہے لوگوں کو تم [illegible]
جو مجھے [illegible] حشمت
اور یہ دنیا کی [illegible] عبرت

امتحان اسکے ہاں کیا تھا جب
چھوڑ اپنے نشیمن اور قصور
آخرت میں حساب باقی ہے
بعد ہاروں کو کہا ای امیر
کہ تجھے آخرت میں ہوو نجات
سن یہ ہاروں بہت ہوا دلگیر
اور بولا کہ ای بن ادریس
تو جلایا جو ہمیشہ تیغ زباں
بولا یہ تیغ تو قبولے اگر
ورنہ یہ تیغ ہے تری برجاں
ہاروں اس پند سی ہو متاثر
ایک ساعت کی بعد با عزت
بعد آتا تھا پھر کے جب وہ امام
بعد چاہا کہ دیوی اسکو قضا
پوچھا ہے اور کچھ تجھ حاجت
کہ بقدر کفاف جو ہی یقیں
ہاروں اسبات کو قبول کیا
اور پنجاہ ہزار درہم تب
اپنے گھر آئے تک وہ با برکات
سنکے ہاروں اس خبر کو کہا
اتباع نبی نہ ترک کئے

ہوگا خوفناک جہاں وہ سب
بس تہ خاک ہو گئی مقبور
اور رنج و عقاب باقی ہے
آج کر لے تو ایسی کچھ تدبیر
اور دنیا کے عذاب کے آفات
رو دیا ہے بلند کر آواز
ای دُر بحر عزت و تقدیس
تیغ براں سی تیز ہر وہ عیاں
پاوے اس تیغ سے ہی فتح و ظفر
تیغ نا دیوے بلکہ دیوے زیاں
دیر تک اپنا تھا جھکایا سر
شافعی کو دیا ہے وہ رخصت
کرتا تھا اسکا وہ بہت اکرام
عذر کر شافعی کیا ہے ابا
یوں کہا وہ امام ذی عزت
مصر میں بس ہی میں ہونگا ہیں
اور رخصت خوشی سی اسکو دیا
شافعی کو دیا بفرح و طرب
سب دراہم وہ کر دیا خیرات
کہ نبی مطلب جود و سخا
جود و بخشش کا داد لوٹ گئے

خیابان ششم در جود و سخاوت

عن ابی عطا رحمۃ اللہ علیہ
ان بخت سخاوا ابدا
الی یوم ابدا
یہ روایت حمیدی لایا ہے
شافعی جب مکہ آیا ہے
یعنی صنعا سے ای نکو کردار
دس ہزار اسکے پاس تھے دینار
کہتے ہیں ایک شہر سے باہر
اترا تھا خیمہ دیکے وہ فاخر
لوگ آتے تھے اسکے پاس اکثر
انکو دیتا تھا وہ بلا تاخیر
وہ زلال نوال کا ساقی
ہوا ایسا نہ کچھ رہا باقی

حکایت

بولتا ہے ربیع [illegible]
[illegible] شخص [illegible]

اور دیتا یوں تم یاد ر
شافعی تھا ہمیشہ خوش طور
پخت الوان نعمت ای ما
جاتی ہو کنیز جو
بیش قیمت سی
اسکو کرتا تھا سطرح تاکید
اپنے اصحاب کو جو ہو مرغوب
وہ پکا کر کھلاؤ انکو خوب
پس وہ کرتے ہاتھ جو کہ فرمائش
وہ کھلاتی پکا کے بر خواہش
اس سے ہوتا تھا شافعی مسرور
اس سے راضی رہے خدای غفور

حکایت

تھا محمد جو ابن عبد اللہ
سطرح بولتا ہے ای آگاہ
وارد ہے

مجکو بولا دے چار اسے دینار — کرکے تیر سے معذرت بسیار
ایکدن ہو سوار مرکب پہ — کرتا تھا رہ سے وہ امام گذر
ہاتھ سے اسکے تازیانہ گرا — ایک لڑکا اٹھایا اسکو آ
پاک کر آستیں سے گرد و غبار — ہاتھ اسکو دیا ہے ہوشیار
کہا اپنے غلام کو وہ امام — دے ترے پاس جو کہ ہووے دام
سات دینار پاس اسکے تھے — وہ دیا جلد تر نکال اسے
اور اکدن وہ فخر اہل سخا — مسجد مصر سے نکل آیا
ٹوٹی تب اسکی نعل کی ہے ڈول — رسی دیا شخص اک اسے فی الحال
شافعی تب ربیع سے پوچھا — کہہ ترے پاس مال اب ہے کیا
کہا کہتا ہوں سات ہی دینار — وہ دلایا تبھی اسے اسی بار

حکایت

ایک درزی قمیص اسکا سیا — قد و قامت نہ اسکا جانا تھا
آستیں سیدہی اسکی تنگ کیا — آستیں ڈانویں ہی کشادہ کیا
لوگ کرنے لگے ملامت اسے — یوں کہا شافعی نے فرحت سے
آستیں تنگ جو رکھا ہے ایک — ہے یقیں وہ وضو کی خاطر نیک
آستیں جو رکھا کشادہ دگر — اسمیں رکھنی کتاب ہے بہتر
دیوے تجکو جزا خبیر خدا — قاصد آیا تبھی ہے سلطان کا
لایا تھا دس ہزار وہ درہم — ہدیۂ شافعی سحاب کرم
تب وہ درزی کو وہ امام کہا — اسکے سینے میں تو جنگر کیا
اسکی اجرت میں یہ دراہم لے — وہ ہوا بیقرار یہہ سنکے
کام سے اپنے منتر مساعد ہوا — اور اسکے قدم کو بوسہ دیا

قدوۂ شرع شافعی یکروز
گھر ہمارے ہوا ہی جلوہ فروز

اپنے گھوڑے سی وہ اترا ی یاں
چڑھ کہا مجکو میں ہوا ہوں سوار

پھر کہا مجکو پھیر پھیرا ہیں
کہا الطاف سی میرے تئیں

کہ یہہ گھوڑا ہے سازوار تجھے
بخشا از لطف بی شمار تجھے

حکایت

بولتا ہی ربیع اہل صلاح
کہ کیا جبکہ میں نے اپنا نکاح

شافعی اسطرح مجھے پوچھا
مہر عورت کا کس قدر باندھا

میں کہا ای امام سی دینار
بولا اسکو دیا ہے کس مقدار

میں کہا دی چکا ہوں چھ دینار
گیا وہ گھر میں سنکے یہہ اظہار

باقی دینار جو کہ تجھے چوبیس
بھیجا نزدیک میرے وہ ہی انیس

کہا بو ثور اسطرح حسن تو
شافعی آیا جبکہ مکے کو

مال تھا اسکو پاس تب ای این
میں کہا اس سی کر خرید زمین

تا ترے بعد ای امام ہمام
تیرے اولاد کے وہ آوی کام

بعد چند روز اس سے میں ملکر
پوچھا اس مال و زر کی آن خبر

بولا دریافت میں کیا ای یار
وقف مکی کی ہر زمین بسیار

پر منا میں لیا ہوں ایک مکان
جو ہمارے ہیں دوستاں یاراں

حج کے خاطر جو آئینگے ہر سال
اتریں تا اس مکان میں خوشحال

حکایت

بولتا ہے ربیع ای کامل
آیا نزدیک اسکے یک سائل

اپنا احوال سب کہا اظہار
ایک ہی اسکے پاس تھا دینار

جلد تب اسکو وہ بھی دیا دیا
بولے حضار اسکو [illegible]

[illegible] دو درہم زیادہ تھا
حوصلے سی وہ اسکو [illegible]

شافعی تب کہا [illegible]
کوئی سائل [illegible]

کو قرشی پاس [illegible]
نجل اس سے کر [illegible]

حکایت

ایک حجام اسکو بلایا وہ
اسکے آتے ہی شاد ہوا وہ

[illegible] اسکو [illegible] سوال
شافعی جلد اسکو [illegible]

دیا دینار [illegible]

اور یوں بولتا ہے وہ اکرم — کہ یقین بخشش و سخا و کرم
پردہ ہے دو جہاں کے عیبوں کا — نکتہ یہہ یاد رکھ تو صبح و مسا
اور روایات ایسے ہی منقول — ہیں بہت گر لکھوں ہو نسخہ طول

گل دربیان فراست آن امام ذوی الکرامت رحمۃ اللہ علیہ

بولتا ہے حمیدی ای فیروز — شافعی اور ہیں دونو یکروز
آتے ابطح میں شہر مکے سے — اور وہاں ایک مرد کو دیکھے
میں کہا اسکا کسب کیا ہوگا — شافعی اسطرح مرے سے کہا
یا ہے خیاط یا ہے وہ نجار (بڑھئی ۱۲) — میں کیا جاکے اس سے استفسار
بولا کرتا تھا پہلے نجاری — پہ کسب اب ہے میرا خیاطی

درزی گری

حکایت

یہہ حکایت ربیع ہے لایا — اہل صنعا سے ایک شخص آیا
شافعی اسکے تیں کہا پہچان — اہل صنعا کو ہے تو بولا ہاں
پھر کہا اسکو ہے تو آہنگر — بولا ہاں ای امام نیک سیر

حکایت

بولتا ہے ربیع بھائی مرا — صحن مسجد میں ایکدن گزرا
کبھو دیکھا نہ تھا اسے وہ امام — یوں بلاکر کیا مرے سے کلام
یہ سمجھتا ہوں ہے ترا بھائی — میں کہا ہاں یہی ہے مرا بھائی

حکایت

بولتا ہے ربیع نیک صفات — شافعی با صفا کے وقت وفات
میں بویطی بھی مزنی ای آگاہ — بیٹھے تھے اور ابن عبد اللہ

ایک ساعت بیٹھ وہ دیکھا تو جب
اور فرمایا ای ابو یعقوب
سن تو قید میں مر جائیگا تو
اور اسطرح بولا مزنی کو
ایک زمانہ تو ایسا پاویگا
فقیہ بن آن زمان ہوگا
ابن عبد اللہ کو کیا ارشاد
ای محمد یہ بات رکھ تو یاد
مذہب پدر کے طرف اپنے
تو کریگا رجوع سن مجھ سے
اور کہا ای ربیع سن تجھ
تو ہے نشر علوم اور کتب

سہ بہت قیاس کرنے والا ۱۲

مرتبہ ربیع

متصل ہوویگا مرا آخر | جوں کہا وہ یہ سب ہوا ظاہر

خیابان ہفتم

در ذکر وفات و وصایای رفیع الدرجات و منامات بشارت آیات کہ بعد وفات وے از اکابر انجاد مروی است

منزلی کہتا ہے وہ امام خیار | جب ہوا مرض موت سی بیمار

تھی ہوا سیر کی بڑی شدت | تھا رواں اس سے خون با کثرت

میں عیادت کو جا کے عرض کیا | کیف اصبحت یا امام ہدا

تب وہ فرمایا صبح میں تو کی | بالیقیں امروز رہنی میں ہی

اور کھاتا ہوں رزق اپنا میں | منتظر اپنے ہوں اجل کا میں

گل

پوچھا اکبار پھر کرای استاد | کیف اصبحت تب کیا ارشاد

کہ کیا اسطرح میں صبح پچھایا | صدد ارتحال پر رہا ہاں

دیتی بھائیوں کے بھی فراق سبب | اور پینے پو جام موت کے اب

اور اب حق کے پاس جانا ہی | اور جزا بد عمل کا پانا ہے

نہیں معلوم آہ میرا مقر | ہووے جنت میں یا بدار سقر

ز ہے جنت تو تہنیت ہی بجا | اور ہے دوزخ تو تعزیت ہی بجا

میں کیا عرض ای امام زماں | کچھ نصیحت مجھے تو کر اس آں

تب کہا وہ مجھے خدا سی ڈر | فکر رکھ آخرت کی دل اندر

اور رکھ موت کو تو پیش نظر | اور یہ یاد رکھ تو شام و سحر

کہ قیامت میں روبرو حق کے | بالیقیں ہووےگا قیام تجھے

کو تاہم سی احتراز سدا | اور فرائض خدا کے کیجے ادا

ہو وے تیری لسان صدق سلا / اور ہو وے وفا عمل تیرا
شکر مولا ہو د طہارت تو / دائما حق ہو د تجارت تو
ہو محدث یقیں ترا قرآں / ہو وے مونس ترا سدا احساں
خوف تیرا رہے ہمیشہ جلیس / حلم تیرا رہے وزیر و انیس
ورع تیرا رہے توکل جاں / اور دنیا کو جان تو زنداں
اور قرآن پاک کر لازم / اپنا سمجھا یہ جانئے دائم
جس میں ہو وینگے یہ صفات علا / اسکا ماوا ہے جنت ماوا
اک نگہ بعد آسماں پہ کیا / اور عبرت سے ایک شعر پڑھا

گل

یوں ابو اللیث بولا نیک صفات / شافعی کے یقیں وفا کی رات
میں نے دیکھا ہوں اسطرح بمنام / کہ کیا ہی وفات خیر انام
اور لاکر بمسجد جامع / غسل دیتے ہیں اسکو ہی سامع
اور کوئی بولتا ہی میرے سے / عصر کے بعد سن لیجا دینگے
جب ہوئی صبح میں سنا یہ بات / کہ کیا شافعیؒ جہاں ہی وفات
اور جنازے کو اس معظم کے / بعد جمعہ سمجھ تو لاوینگے
وہیں آیا ہے دل میں میرے شتاب / عصر کے بعد میں سنا ہوں بخواب
تھا تفکر ہی مجھے بضمیر / آیا ایسے میں جلد حکم امیر
شافعی کا جنازۂ طاہر / عصر کے بعد لائیو باہر
اسکے ہمراہ تا چلوں میں بھی / پس کئے حکم سنکے ویسا ہی

گل

بوعلی ہی حسین جس کا نام / عبد رحمان نے سنا ہی کلام

رات فوت شافعیؒ
میں نے دیکھا ہوں خواب میں گویا
کہ مصطفیٰ نعش ایک
اسپہ ڈالتے ہیں جلد کفن
اور جنازہ پڑھے اسی کے
نعش مقصود نہ تھی کہ کس کا
اور کوئی بولتا ہی اسی رات
کہ چلا ہی شافعی جہاں سے وفات
جب ہوئی صبح میں نے پایا نظر
شافعی کا جنازۂ اطہر
مثل اس نعش کی ہی لایا ہی
اسپہ محمل بھی ایک ڈالا ہی
مجمل
اور نشان جو ہے انطاکی
اس طرح سے ہی تھا اسی کی

در مناقب امام المحدثین رئیس المحققین زبدۂ زمرۂ صدیقین شیخ اجل امام اکمل امام احمد بن محمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ درین گلشن ہفت خیابان است خیابان اول

در نام نسب تاریخ ولادت و رحلت آنحضرتؒ

مجتہد چاروں امام ہمام — رونق افروز ملت اسلام
راز دان حدیث پیغمبرؐ — مہر اوج شریعت انور
در یکتائے بحر ورع و تقا — گوہر بے نظیر صدق و صفا
قدوۂ اتقیائے عالیجاہ — زبدۂ اصفیائے حق آگاہ
وارث علم احمد مرسلؐ — شیخ آفاق احمد حنبلؒ
رضی اللہ عنہ طاب ثراہ — جعل الجنۃ لہ مثواہ
یوں امام زماں جمال الدیں — اپنی تہذیب میں لکھا ہے یقیں
نام اس باصفا کا احمد ہے — پدر کا نام جاں محمد ہے
اس کے والد کا نام ہے حنبلؒ — ہے وہ ابن ہلال ای اکمل
باپ اس کا اسد ہے شیبانی — تھا مروزی وہ پہلے ای گیانی
بعد بغداد میں رہا آکر — یہ نسب ہے صحیح اور اشہر
اور سمجھ اس امام کی کنیت — ابو عبد اللہ ہے ای با عزت
اپنی مادر کے تھا شکم میں وہ جب — آئے بغداد کو مرو سے تب
متولد ہوا وہ در بغداد — اک جہاں اس سے ہوگئی دلشاد
جب وہ ماہر ہوا روشن — یکصد و شصت چار وال تھا سن
پھر اسی شہر پہ ہیا رحلت — تیسرا روز تھا وہ باحسرت

بارہویں تھی ربیع الاول کی
دو صد و چہل ... وہ تھا سن ... کی
... جب ... بغداد میں جا
... ایک شہرت وہاں
... وہ ... زمان ...
سال میلاد و ...
... آن خدا آگاہ
... جنان اللہ

خیابان دوم

در ... علم ...
... محدثین و علما ...
... حدیث ... امام
... ہے یوں ...
... احمد حنبلؒ

طلب علم کے لئے بے بیم — گیا کوفہ و بصرہ و حرمین
اور گیا ہے سوئے جزیرہ شام — اور سوئے یمن بجملہ تمام
کئے علما سے مستفید ہوا — اور روایت حدیث کی بھی کیا
اوستاداں ہیں اسکے بے اخیار — اور شیوخ حدیث بے تکرار
اک براہیم ابن خالد جان — کہتے صنعانی جس کو ای ذیشان
اور براہیم ابن سعد دوم — جس کو کہتے ہیں زہری ہے انوتم
ابن شماس تیسرا ابراہیم — تھا سمرقندی جوای باتکریم
اور داؤد ابن مہران ہے — اور ابن سعید ریحان ہی
اور سفیاں ابن عیینہ بھی — اس کا ہے ایک اوستاد ذکی
اور صنعا میں وہ امام ہدا — عبد رزاق سے حدیث سنا
از براہیم بن حکم بہ عدن — اور بہت عالموں سے بھی بہ یمن
تا کہ اخبار کی سماعت ہے — اور ان سے کیا روایت ہے
شافعی سے روایت اخبار — بھی کیا ہے وہ زبدۂ ابرار
شافعی کے وہ خاص یاروں سے — ہے تلامیذ و دوستداروں سے
اکثر تھا شافعی کا بس اکرام — اور مصاحب تھا اسکا صبح و شام
اس کی صحبت کیا تھا وہ لازم — تا کہ وہ مصر کا ہوا عازم

گلدستہ

در بیان بعض یاران و شاگردان آنجناب کہ از وے روایت حدیث کردہ اند

اور بہت سے محدثین کبار — حافظان حدیث اور ابرار
جوں بخاری امام شیخ جلیل — جو محمد ہے ابن اسماعیل

ابن حجاج مسلم نیشاپور
جو تھا ساکن شہر نیشاپور

چوتھا ... ترمذی
ابو زرعہ امام ... رازی
ابو داؤد و ... بھی
اور عبد اللہ جو تھا اسکا پسر
اور سوا ان کے عالماں بھی دگر
اور سوا ان سے حدیث ... ہیں
نقل اس سے ... ہیں
محکم استاد ... ہیں

خیابان سوم
در مدح و ثنائے آں امام
ہمام کہ از ثنا ... علمای کرام
و ... تر زبان بود

اسطرح ہوتا ہے عبد اللہ
... بن ... سمعانی
... تعدیل
... بن ... قتیبہ

عبدرزاق اور وکیع کو بھی
اور نعیم بن ولید سے بھی ملا
اور بہت سا لوگ ان کے سوا
مثل احمد کے نہیں پایا کبھی
فقہ اور زہد و ورع فہم علوم
مثل احمد تھا کہے معصوم

گل

نقل بوبکر یوں کیا ہے ٹھیک
ایکدن بوعبید کے نزدیک
مسئلہ دین کا میں اک بولا
مجھ سے کوئی پوچھا تو یہ کس سے
میں کہا اس سے یہ سنا ہوں یقین
کوئی بڑا جس سے مشرقین میں نہیں
ابن حنبل نامی فرودہ تحقیق
سن کیا بوعبید بھی تصدیق

گل

بیٹھا احمد بھی تھا وہاں آکر ۔ لوگ ہنسنے لگے میں کچھ سنکر
تب غضبناک ہو کے اسمٰعیل ۔ یوں کہا ان کو زجر سے بے قیل
جہاں بیٹھا ہو احمد حنبل ۔ وہاں ہنستے ہو تم ادب سے نکل

گل

اور اسی سے ہی نقل ہے اکرم ۔ جب بھی احمد کی عمر تھیں سے کم
گذرا اک روز نزد اسماعیل ۔ اٹھے مجلس میں کرکے سب تبجیل
یہی ہر شخص اس کو کہتا تھا ۔ یہاں تشریف لایئے خالی جا

گل

اور اسحق راہویہ کا پسر ۔ نقل کرتا ہے یوں وہ نیک سیر
کرے یحیی سنا ہوں میں یہ کلام ۔ کہ یہی احمد یقیں ہمارا امام

گل

یوں کہا حرملہ بن یحییٰ ۔ میں سنا شافعی یہ کہتا تھا
آیا بغداد سے نکل کر میں ۔ نہیں چھوڑا وہاں کسی کے تئیں
افقہ و اورع ازہد و اکمل ۔ اعلم و اتقی ز احمد حنبل

گل

ابوبکر مروزی یوں بولا ۔ پاس ابوثور کے میں بیٹھا تھا
مسئلہ اس سے کوئی آ پوچھا ۔ یوں ابوثور اسکو فرمایا
کہ ہمارا امام شیخ اجل ۔ ابوعبداللہ احمد حنبل
کیا اس مسئلے میں یوں ارشاد ۔ مسئلہ بولتا تھا وہ رکھ یاد
بولا یحیی بغیر احمد میں ۔ جامع کل خیر دیکھا نئیں
پوچھا سفیاں بن عیینہ کو ۔ اور سمرہ بن ربیعہ کو

خیابان چہارم

در زہد و قناعت و ورع و تقویٰ اس میں [illegible]

نقل ہے از محمد ابن سعید
ترمذی تھا جسکو کہتے ہیں ای [illegible]
تھا خراسان میں اک [illegible]
اسکے یکجا یوں [illegible]
اک بضاعت خرید کر یکبار
میں یہ نیت کیا بدل ای یار
نفع اس کا ملے جو میرے تئیں
ابن حنبل کو دیونگا وہیں
نفع اس سے ملے دس ہزار درم
لے گیا اس کے پاس میں [illegible]
کیا نیت سے میں [illegible]
[illegible] کہا مجھے جزاک اللہ

پوچھے وہ کیا کرے ہے شامل تو — تابعین میں امام احمد کو
کہا ہاں اور یوں کہا بہ نور — دیکھ اس بات میں تو کر ٹک غور
کہ ہے ثور تیا ہے افقہ و اکمل — احمد ابن محمد حنبل

گلدستہ

شیخ عطار قدوہ رہبر — قدس اللہ سرہ الانور
یوں لکھا ہے کہ احمد حنبل — اہل سنت کا شیخ ہے اکمل
اور اہل حدیث کا تھا امام — ورع و تقویٰ میں تھا بلند مقام
نہ ریاضت میں تھا کوئی اسکا نظیر — تھی کرامت میں اسکو شان کبیر
اور وہ صاحب فراست تھا — نزد حق مستجاب دعوت تھا
اسکے انصاف سے سبھی اقوام — تھے بدل اس کے قائل اکرام
ابو داؤد بولتا ہے یقیں — ساتھ احمد کے بیٹھتا ہی میں
مجلس آخرت سے بے وہ کس — ذکر دنیا نہیں تھا ان کے پاس
اور سدا وہ کلام تشبیہ سے — تھا میرا کمال تنزیہ سے
نقل ہے ایک روز اسکا پسر — ذکر کرتا تھا یہ حدیث مگر

خمرت طینۃ آدم اربعین صباحا

کہتے میں ہاتھ اپنا وہ فاخر — تب کیا آستین سے باہر
یوں کہا وہ امام اس کو تب — کہہ یداللہ تو کہیگا جب
کر اشارہ نہ ہاتھ سے زنہار — احتیاط اسمیں کیجئے بسیار
اور کہتے ہیں وہ امام ہمام — تھا ملاقی بہ اولیائے کرام
مثل ذوالنون شیخ مصری کے — بشر حافی سے شیخ بصری کے
شیخ معروف قطب و ابدال سے — اور کئے اولیا ذیشان سے

ہے مجھے وسعت و غنائی الحال ۔ رد کیا اور نہیں لیا وہ مال

اور اسحق ابن موسیٰ سے ۔ نقل اس طرح آئی ہے سنئے

امول یکبار مال بھیجا تھا ۔ پاس میرے بھی یہ پیام کہا

کہ یہ اہل حدیث پر قسمت ۔ کیا قسمت لئے دے با عزت

احمد حنبل اس سے کر انکار ۔ آپ اس سے نہ کچھ لیا زنہار

بولا حماد از برائے حسن ۔ ابن عبد العزیز ای موہن

زر خالص کے ایک لک دینار ۔ آئے میراث مصر سے یکبار

تھیلیاں تین اس سے ای مہتر ۔ الف دینار تھے ہر اک اندر

بھیجا ہے نزد آں امام ہمام ۔ اور ظاہر کیا ہے یہ پیغام

کہ اجابت ہے یہ زمال حلال ۔ خرچ کیجے اسے یہ اہل و عیال

وہ کہا اب ہے مجھے نہ حاجت کچھ ۔ جو ہے مجھ پاس وہ کفایت ہے

اور لکھا ہے امام غزالی ۔ روح اللہ روحہ العالی

شیخ سری شیوخ کبار ۔ بھیجا احمد کے پاس کچھ اکبار

اور بھیجا پیام ای رہبر ۔ کر قبول اس کو اور رد مت کر

بالیقیں آفت اجابت سے ۔ آفت رد ہے سخت تر سنئے

اس لئے رد کیا ہوں وہ بولا ۔ ہے مگر پاس قوت اک ماہ

شیخ عطار عارف اکمل ۔ یوں لکھا ہے کہ احمد حنبل رح

گرچہ بغداد میں تھا ای دلشاد ۔ پر نہ کھاتا تھا غلہ بغداد

زیب غمہائی
اور کرتا تھا یہ ہمہ وقف عیال
غازلیوں پر کیا تھا سب بھیجا
بیچ سو صلہ کو وہ جو آیا
اور آیا وہاں سے شکوہ ترا
اور اس نے لئے چھپا تنے نال
اور کہا تھا وہ امام زیاں
اسکو کہا تھا ایک اسکی
نام صالح پسر جو تھا
ہے اسمیں [illegible] قضا
اصفہاں کی [illegible]
تھا مسلط وہ اس پر [illegible]
ونکو رکھتا ہمیشہ وہ صاحب
اور رہتا تھا تجارات سے
اور زیادہ سے ہوا دولت
نہیں سوتا تھا شب کو بار
اور بنایا تھا اک مکان
اور نہ در بال کو رکھا اس پہ

بیٹھا اسمیں وہ تمامی رات
آتے پاس اسکے سب ذوی الحاجات

اذن کی بھی نتھی کسے حاجت
تھی یہی ایک سال تک عادت

بعد اک سال کے وہ بحر صفا
کر دیا ہے رضا سے ترک قضا

گھر میں احمد کے الغرض یکروز
ایک روٹی پکائے ای فیروز

پاس احمد کے لا رکھے وہ جب
پوچھا کیا ہے حقیقت اسکی تب

بولے آٹا تو اہی ہے ای خبیر
گھر سے صالح کے پیرئیے ہیں خمیر

بولا تا ایک سال ہو راضی
صالح تھا اصفہان کا قاضی

ہو جو روٹی میں اسکے گھر کی خمیر
میں نہ کھاؤنگا وہ بغیر نکیر

پوچھے پھر کیا کریں یہ روٹی ہم
تب دیا یوں جواب وہ اکرم

کہ اگر کوئی آ کریگا سوال
پہلے اسکو کہو حقیقت حال

کہ ہے احمد کے گھر کی یہ روٹی
ہیں ملی ہے خمیر صالح کی

گر وہ سائل قبول اسکو کرے
دیجو روٹی یہ بو لکر پہلے

اتفاقاً ہیں گذرے دن چالیس
کوئی سائل نہ آیا ہے ای نفیس

بعد ازاں اک کنیز احمد کی
ڈالی دجلہ میں وہ لجا روٹی

جب ہوا اس خبر سے وہ آگاہ
کہتے ہیں جب تلک رہا زندہ

مچھلی اس کی نہ کھایا کبھی وہ امام
رضی اللہ عنہ بالا کرام

نقل

اور سفیان بن عیینہ پاس
پھر سمع حدیث خیر الناس

آتا جاتا تھا وہ خرد آگاہ
نہیں آیا ہے ایک دن ناگاہ

اپنے شاگرد ایک کو سفیاں
گیا اس پاس پھر خبر رساں

دے کسی کو لباس وہ اپنا
اپنے گھر میں برہنہ بیٹھا تھا

پوچھا حال اسکا وہ ای یار
بولا ہے پاس میرے کئی دینار

سب تعلق مرے وہ بیچے
اپنی حاجت میں صرف میں کیجے

بولا اک شخص ہیں گی پیچھے
کچھ کتابت یہاں کیا تو قبول

مجھکو اجرت ملیگی اسکی جب
ایک کپڑا خرید لونگا تب

اور بناؤنگا اک قمیص و ازار
نہیں مجھکو ضرور یہ دینار

نقل

نقل ہے اور کہیں تھے دو خواہر
ایک پرچی تھی اور چمیلہ دگر

پوچھا احمد سے کون عاقل تر
بولے پرچی ہے عاقلہ تر

خیابان پنجم در زہد و عبادت و مجاہدت و کرامات بعضے مناقب مستجاب الدعوات

ابن خلکان نے یوں کیا ہے رقم
اپنی تاریخ بیچ اے اکرم
بیٹا احمد کا جو تھا عبداللہ
اس طرح بولتا ہے اے آگہ
کہ مرا باپ صاحب اجلال
تھا معمر قریب ستی اے سال
وہ بابا عمر ڈیڑھ سو با عزت
پڑھتا تھا روز و شب اے
اور ہر دن تلاوت قرآن
کرتا تھا ایک سبح با عرفان

گل

بولا اس سے کرو مرا پیغام
کیا اس سے نکاح پس وہ امام
تذکرہ میں ہے اولیا کے لکھا
ابن حنبل کے پاس کوئی جا
کرتا تھا باب فقہ بیچ سوال
دیتا اسکا جواب وہ فی الحال
کر حقائق میں پوچھے کوئی اگر
کرتا تحویل بشر حافی پر
کیا توکل ہے پوچھے وہ بولا
رزق میں ہووے معتمد بخدا
اور محبت ہے کیا اسے پوچھی
تب وہ فرمایا اسطرح اسنے
کہ بشر جب تلک ہے جیتا
میں نہ اسکا جواب بولونگا
پوچھے پھر زہد کیا ہے اے رہبر
بولا ہے زہد تین قسموں پر
قسم اول ہے زہد زہد عوام
جانئے ہے وہ زہد ترک حرام
اور زہد خواص با اجلال
ہے زیادت کا چھوڑنا ز حلال
عارفونکا ہے زہد وہ سمجھو
حق سے جو کچھ کہ چھوڑ دیں اسکو

گل

اور کہتا ہے وہ امام خیار
میں جماعت کے ساتھ تھا اک بار
آئے حمام میں ہونگے سب
نہ برہنہ ہوا مگر میں تب
یہ حدیث شریف رکھ بنظر
بالیقین میں کیا عمل اسپر

مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ فَلَا یَدْخُلُ الْحَمَّامَ اِلَّا بِمِئْزَرٍ

اور اسی شب میں خواب میں دیکھا
ایک قائل مجھے کہا ایسا
تجکو ہووے بشارت داور
کہ عمل جو کیا تو سنت پر
حق تجھے اس لئے ہی بخشدیا
اور تجھے خلق کا امام کیا
پوچھا میں کون ہے تو کہا اے خلیل
بولا میں ہے سو وہ ہوں میں جبرئیل

اور دمیری حیواۃ حیوان میں | یوں لکھا اس امام کی شان میں
کہ سنا جب احمد حنبلؒ | ایک فرد جلیل شیخ اجل
ماوراء النہر میں رہتا ہے | تین احادیث یاد رکھتا ہے
کر سفر اس سے جا ملا ہے امام | وہ کھلاتا تھا ایک سگ کو طعام
احمد اس شیخ کو سلام کیا | شیخ سنکر اسے جواب دیا
تھا کھلانے میں سگ کے وہ مشغول | دیکھ احمد ہوا یہ دل میں ملول
جب فراغت ہوئی اسے حاصل | ابن حنبل طرف ہوا مائل
اور بولا کہ یہ مجھے ہے گماں | آیا خطرہ یہ تیرے دل میں یہاں
کہ میں کتے طرف رہا راغب | نہوا ملتفت ترے جانب
میں کہا ہاں یہ دل میں پایا | تب وہ شیخ جلیل فرمایا
کہ حدیث ایک ابو زیاد مجھے | بولا اور وہ سنا تھا اعرج سے
بو ہریرہ سے وہ سنا یہ خبر | وہ سنا از جناب پیغمبرؐ

مَنْ قَطَعَ رَجَاءَ مَنِ ارْتَجَاهُ قَطَعَ اللّٰهُ مِنْهُ رَجَاءَهٗ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَا يَلِجُ الْجَنَّةَ

اور کتے نہیں ہیں یہاں پر | نہیں اس سگ کو جانتی دیگر
قصد میرا کیا وہ سگ ای رشید | میں نہ چاہا کہ کاٹوں آس امید

نقل

کہتے ہیں ایک روز وہ رہبر | وضو کرتا تھا بیٹھ دجلے پر
وضو کرتا تھا ایک شخص دگر | بر کنارا اس امام کے اوپر
دیکھکر اس امام کو با ادب | نیچے آ کر سری جا یہ بیٹھا تب
جب ہوا اس کو تو اکیں دیکھو | پوچھے حق کیا کیا ہے تیرے [illegible]

بولا احمد کی در و فتو تعظیم
میں کیا ایک بار با تسلیم
اس نے میرے سامنے مجھسا بیا
وہ ستاں خدا کا کرتا ادب

نقل

اور دمیری اسی کتاب اندر
لایا ہے یہ حکایت خوشتر
والدہ اک جواں کی تھی بیمار
بولی اپنے پسر کو وہ ناچار
کہ اگر تو مری رضا چاہے
پاس جا تو امام احمد کے
عرض کر اس سے تا کرے وہ دعا
تا کہ برکت سے اس کے پاوے شفا
ننگ آئی ہوں اس مصیبت سے
ہو دے ایسی مرض کی زحمت سے

کہ ای احمد حذر بہت کیجے
اور تحفظ قلب کو رہ کھیئے

کہ یہ بندہ مرا اگر مجھ سے
بالیقیں بات یہ کبھو چاہے

کہ زمیں سے سما آسمان بزمیں
ماروں البتہ ماردونگا یقیں

نقل

تذکرہ میں ہے اولیا کی لکھا
ایک شاگرد امام احمد کا

اس کے گھر سے جو نکلا تھا کچرا
گھر سے لا شاہ راہ میں ڈالا

اس کو فرمایا وہ امام ہمام
کہ کیا کیوں تو ایسا کام

نہیں ہے اب جواز میرے تئیں
کرنا تعلیم علم تیرے تئیں

راستہ مومنوں کا سن ای یار
ایک ناخن کے گرچہ ہو مقدار

بند کرنا تجھے نہیں جائز
کام ایسا نہ کر کبھی ہرگز

اور اسی تذکرہ میں ہے یہ بات
ایک شب وہ امام نیک صفات

ایک شاگرد کو کیا ہے عطا
کوزہ پر آب ایک پانی کا

اور دیکھا ہے صبح کو وہ شتاب
کہ تھا ویسا ہی کوزہ وہ پر آب

پوچھا پانی نہیں ہوا کچھ کم
کہا وہ کیا کروں میں ای اکرم

بولا ہوتا وضو سے تو نماز
اور کرتا ادا نماز و نیاز

ورنہ تعلیم علم کس خاطر
علم بہر عمل ہے ای ماہر

نقل

اور اسی تذکرہ میں ہے یہ رقم
وہ امام زمن بسوز و شمیم

اک پیالہ یہ نزد دکاندار
گروی رکھا تھا ایکبار آیا نہ

پھر چھڑانے گیا اس کو جب
دو پیالے رکھا وہ لا کر سب

اور کہا کونسا ہے تیرا لے
کہ پہچانتا نہیں یاری مجھے

دے پیالے امام پر بھی آہ
شبہہ ہو گئی ہیں سب ناگاہ

پس وہ مرد و پیالے چھوڑ دیا
اور زنہار ایک بھی نہ لیا

نقل

اور مزنی یہ نقل ہے لایا
کہ مجھے شافعی نے یہ فرمایا

نزد ہارون میں گیا ہوں جب
ظاہر اس سے کیا تھا یہ مطلب

ایک حاکم ضرور ہے یمن
مجھ سے ہارون نے کہا یہ سخن

کہ چلیو سوی تیرے بہر خدا
کر پسند اس کو ہی میں بھیجونگا

گھر کو آیا میں جب وہاں سے نکل
دیکھا بیٹھا ہے احمد حنبل

اس سے ظاہر کیا حقیقت حال / اور بولا ای مرد فرخ فال

کہ قضائے یمن کے خاطر میں / اب کیا اختیار تیرے تئیں

چل خلیفے کے پاس شتابی کرے / تا مسلط کرے قضا پہ تجھے

دیا مجکو جواب وہ دانا / کہ ترے پاس یہ مرا آنا

ہے اسی واسطے تو کر علوم / کہ کروں اقتباس نور علوم

اور رہتا ہے آہ اب تو مجھے / کہ گرفتار اس قضا میں کرے

شافعی بولا میں یہ سن گفتار / شرمسار اس سے ہو گیا بسیار

خیابان ششم

دربیان آفات فراوان و بلیات بے پایاں کہ بسبب عدم اقرار قدوۂ اخیار بخلق قرآن از احکام جفا کار و اہل اعتزال بدشعار بر سر وے آمد

نقل کرتے ہیں جب ہوا ہارون / حاکم اسکا پسر ہوا مامون

سر اٹھائے ہیں سارے معتزلہ / پائے مامون کے پاس عزت و جاہ

اہل سنت پہ غلبہ کر آخر / اپنے مذہب کو کر دئے ظاہر

لیا مامون عقیدۂ باطل / خلق قرآن کا ہوا قائل

کہتے ہیں غیر احمد حنبل رح / کوئی بغداد میں نتھا اکمل

چاہتے یہ اہل اعتزال تمام / کہ موافق ہوا اپنے ساتھ امام

مامون ترغیب سے انہیں کے وہیں / ہے بلایا وہ باصفا کے تئیں

ان کی ترغیب سے ہی حکم کیا / کریں حاضر یہاں پہ اسکو لا

احمد اس بات سے ہوا آگاہ / اس کے شر سے لیا خدا کی پناہ

اور کیا عرض یا مستطاب رب / ایک ایسا سبب تو کر دے اب

کہ نہ دیکھے کبھی سبب امور [illegible]
اور نہ مامون [illegible] وہ امام رب د
اور اس وقت تھا خارج بغداد
[illegible] اس [illegible] جب
[illegible] مامون کے پاس [illegible]
[illegible] مامون [illegible] بسم اللہ
تب [illegible] وہ امام نہیں یہ الہ
اب تو کل کیا [illegible]
پس بلا [illegible] پہنچا تھا
ابھی بغداد کو نہ پہنچا تھا
چلے مامون گیا ہے از دنیا
یہ اسے وہ اپنے نہیں دیکھا
وہ خلافت کا کام [illegible] استقلال
پائے تک [illegible]
رکھے احمد کو قید میں از کید
[illegible] قید
دو برس [illegible]

بولتا ہے ربیع یوں ای یار — شافعی قدوۂ اولی الابصار
جب گئے تو مصر سے روانہ ہوا — میں بھی تھا ہمرہ رکاب اسکا
ایک مکتوب شافعیؒ لکھا — نامہ وہ ہات میں مرے دیا
اور فرمایا یوں کہ احمد کو — یہ رقیمہ لیجا کے پہنچا تو
مصر سے جب گیا ہوں میں بغداد — گیا احمد کے پاس ہو دلشاد
صبح کی وہ نماز پڑھتا تھا — میں بھی ساتھ اس کے وہ نماز پڑھا
جب کہ فارغ ہوا وہ نیک اسلوب — میں دیا اس کے ہاتھ وہ مکتوب
پھر کہا شافعیؒ امام ہمام — یہ رقیمہ تجھے دیا ای امام
جب پڑھا اس کو احمد حنبلؒ — ہو گیا اشکبار ای اکمل
میں کیا عرض اس سے ای اکرم — کہ وہ اس خط میں کیا کیا ہے رقم
بولا ایسا لکھا ہے مجھکو اب — کہ یہاں خواب میں مرا اک شب
کیا ارشاد احمد مرسلؐ — کہ تو یہ لکھ بہ احمد حنبل
کہ پیمبرؐ تجھے کہا ہے سلام — اور بعد سلام کے یہ پیام
کہ یقیں عنقریب ای احمد — تجھ پہ آویگی اک بلائے اشد
امتحاں ہے یقیں وہ تیرے ساتھ — صبر کر تو بہت در آں آفات
دیوینگے رنج وہ تیرے جان کو — کہ تو مخلوق بول قرآں کو
تو نہ ہرگز قبول کر یہ بات — بلکہ کر لے قبول وہ آفات
حشر میں تیرے علم کو داور — ہاں کریگا بلند اور برتر
میں کہا وا فتح تو یہ سنکر — کہ بشارت ہو تجھکو ای رہبر
تو یہ پایا ہے نعمت عظمی — یہ بشارت ہے دولت کبری

پیرہن تب تو ایک مجھ کو تھا — جلد تر وہ نکال مجھ کو دیا
اور اس خط کا جواب مجھ سے لیا — مصر کو میں ہوا روانہ شتاب
اور لیجا شافعیؒ کو پہنچایا — شافعیؒ دیکھ مجھ کو فرمایا
کیا دیا تجھ کو احمد حنبلؒ — میں کہا یہ قمیص ای اکمل
شافعی بولا مجھکو وہ سنکر — وہ قمیص اب تو آب میں تر کر
اسکا پانی تو دے مجھ کو — تا ہوں میں شریک ساتھ اوس کے

نقل

نقل ہے بیہقی نے فرمایا — سنا سلمی سے میں کہ اسنے کہا

عصر میں معتصم کے یو سوس — بیٹھا تھا میں امام احمد پاس
پوچھا اک شخص آ کے ای اکمل — ہے یہاں کون احمد حنبل
رہتے تا دوش ہم یہ سنکے تمام — بولا احمد کہ میں ہو رای احمد نام
کہ مرحمت سے کیا تری حاجت — وہ کہا ای امام با حرمت
قطع کر میں چہار سو فرسنگ — بحر و بر کرکے طی بہ نیک آہنگ
تیری خدمت میں جلد آیا ہوں — اور سعادت کا نقد پایا ہوں
ایکشب جمعہ کی ہی میں سویا — اور دیکھا بعالم رُویا
پوچھا اک شخص آ کے میرے تئیں — کیا تو احمد کو جانتا ہی یقیں
میں کہا جانتا نہیں اسکو — سوے بغداد وہ کہا جا تو
جب ملیگا تو اس سے کہہ یہ پیام — کہ تجھے خضر ابا کہا ہے سلام
اور بولا ہے وہ کہ ربِّ ودود — اور ملایک ترے سے ہیں خوشنود
اس سبب سے کہ تو ہوا صابر — واسطے حق کے محض ای فاخر
تب سُنا اس سے یہہ کلام امام — پڑھا یہہ فقرہ ای نکو انجام

مَاشَاءَ اللّٰہُ لَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

پوچھا ہے اور کچھ بھی حاجت — کہا اور کچھ نہیں ای با عزت
محض کہنے یہ بات آیا تھا — بول اسطرح وہ چلا ہی گیا

گل

ابن خلکان نے ای تو وہ شیم — اپنی تاریخ میں کیا ہے رقم
کہ کیا نقل ایک اعرابی — میں ہوا زائر مزار نبی
اور سویا ... — دیکھا اس شکر واقعے اندر

کہ بلا کر کسے یاروں کو سب
سر ہی جھکایا ہی اور اٹھایا بھی
اور آپکے گیا ہے ہاتھ مرا
روضہ ... وار
تب ذرہ دیکھا ہے ...
تب سُنا سوں میں زینب ...
صوت سالار انبیا شہ ابرار
کہ ہوا اسطرح حج ہوا ارشاد
جا تو اب جلد جانب بغداد
ابن حنبل سے ملکی کہہ اب
کہ ہو شہ میں قاصد ... لحد
اب وہ کہتا ہی تیرے پاس بھی
اور بولا ہے وہ سلام تجھے
سکو کہا اس کا یہ تیری تئیں
اور کہا اب کہ تیرے ابھی ایسا
مبتلا حق کی ... ہیں
امتحان ہی وہ ایک محنت میں
نیک ... ہیں
کہیے جب

جب

جب یہ پہنچی بشارت نبویؐ — قلب احمد کا ہوگیا ہے قوی

گل

راوی کہتا ہے معتصم باللہ — جب خلیفہ ہوا ہے اور گمراہ
ابوداؤد کا پسر احمد — کہ وہ معتزلی ہوگیا تھا اشد
یہہ یہ اندیش تب ہوا قاضی — کہ بہت معتصم سے ہمرازی
ابن حنبل کیتیں بلانے پہ — آہ اسکو بہت ستانے پہ
معتصم کو بہت ہی بہلایا — اسکو دام فریب میں لایا
الغرض معتصم کے فرمان سے — ابن حنبل کو لائے زنداں سے
جو دیا تھا خبر وہ اعرابی — حسب حکم محمد عربیؐ
بعد بجبیں روز ای ماہر — حادثہ آہ یہہ ہوا ظاہر
احمد ابن فرح کہا ہے جان — کہ جب آیا ہے وہ امام زماں
پاس تھا معتصم کے میں اسوقت — کرسی زر پہ وہ کیا تھا نشست
بولا کرتا ہے زعم جو بدنام — کہ کرے جارحہ سے حق ہے کلام
لاؤ دیسے کو پاس میرے اب — گئے احمد کو اسکے آگے تب
پہنا تھا اک قمیص تب وہ نیک — اوڑھا تھا طیلسان اتنی کیک
پانوں میں اسکے چار تھی زنجیر — پوچھا دیکھ اسکو معتصم نے امیر
کیا ہے کہہ تو ہی احمد حنبل — میں ہوں ہاں بولا وہ امام اجل
پھر کہا کیا تو بولتا ہے سدا — غیر مخلوق ہے کلام خدا
بولا ہاں ہے یہی مرا مقصود — رشتہ بدا ع کہا الیہ یعود
پوچھا کیا ہے سند یہہ عو کے پہ — بولا قرآن و قول پیغمبرؐ

پوچھا کس سے ہے حدیث مصطفیٰ
بولا احمد کہ ہے حدیث یہی
عبدالرزاق سے روایت ہے
از معمر اسے سماعت ہے
وہ سنا ہے زبان سے زہری کے
اور زہری سنا ہے سالم سے
باپ سے اپنے ہے سنا سالم
پدر اسکا حضرت عالم
خاتم الانبیا کہا ہم خبیر
ہے یہی وہ حدیث پیغمبر
ان اللہ تعالیٰ کلم
موسیٰ علیہ السلام بمائۃ
الف کلمۃ وعشرین
الف کلمۃ وثلاثۃ الف
کلمۃ وثلثۃ عشر کلمۃ
وکان الکلام من اللہ

تعالیٰ و الاستماع من موسیٰ علیہ السلام فقال
موسیٰ ای رب انت تکلمنی ام غیرک قال اللہ
یا موسیٰ انا اکلمک لا رسول بینی و بینک

معتصم سنکے یہ کہا اسکو — کہ نبی پر کیا ہے بہتاں تو
ابن حنبلؒ کہا معاذ اللہ — کون تہمت کرے گا یہ گمراہ
جانے بارے اگر اُسے تہمت — کیا تو کہتا ہے اندریں آیت

لَاَمۡلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الۡجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجۡمَعِيۡنَ

معتصم بولا اپنے علماء سے — کیجو تم مناظرہ اُس سے
سے کہے اسکو اب تو قتل ہی کر — خون ہے اسکا ہمارے گردن پر
راوی کہتا ہے تین دن آیا ر — کئے اس سو مناظرہ بسیار
ہوا آخر امام ہی غالب — ہوگئے سب وہ خاسر و خائب
معتصم حکم یوں کیا ہے تب — کہ کریں ضرب اس امام کو اب
آہ دو ہاتھ اسکے تب باندہ — تازیانے سے مارنے کو لگے
بولتے تھے وہ گنج عرفاں کو — کہ تو مخلوق بول قرآں کو
بولتا تھا وہ میں نہ بولونگا — لب پہ ہرگز نہ کہوں گا
مار پر اسکے صبر کرتا تھا — حق کہا یا ہیں کلام قدیم تھا
یافعی بولتا ہے در طبقات — مارے جو اس امام کو ہیہات
دو صد و بیست اں تھا سن ہجری — عشرہ ثالثہ تھا در رمضان
شافعی اسکے آگے جو سال — نوش فرما ہوا ہے جام وصال

گل

اور بولا کہ ای ابا جعفر
پھر تو اس قول کا اعادہ کر
پھر میں اس قول کی کیا تکرار
ماشاء اللہ پر کہا دو بار

غنچہ

اور بخاری کہا ہے ای خوش ادیب
ابن حنبل کو آہ مارے جب
ہم تھے بصرے کے شہر میں یکجا
میں سنا بو الولید کہتا تھا
کہ کبھو حادثہ بڑا اس سا
آل یعقوب میں اگر ہوتا
تو زمانے کا ہوتا افسانہ
ہوتے مغموم خویش و بیگانہ

گل

شیخ عطار عارف اکرم
یوں کیا تذکرہ میں اپنے رقم

ابن حنبل کو جبکہ زنداں سے
لے چلے ہیں طرف خلیفے کے

ایکدم بان اسی خلیفے کا
پیش آکر اس امام سے یہ کہا

کہ تو رکھ استوار اپنا دل
بھی ہو صبر و شکیب میں کامل

آہ دزدی کیا تھا میں یکبار
مجکو مارے ہیں چوب یکہزار

نہیں اقرار میں کیا ہرگز
اور کیا صبر سب ہوئے عاجز

تھا میں حالانکہ محض باطل پہ
دیا آخر خلاص وہ داور

تو تو ہے حق پہ ای امام بحق
رنج پر صبر ہے تجھے الیق

یہہ کلام اس امام کو ہو معین
اسکے دلکو وہیں دیا تسکین

گل

ابو جعفر کہا ہے یوں ای خیر
ابن حنبل کو آہ کرکے اسیر

حکم ماموں سے لائے ہیں جس حال
میں یہ سنکر گیا ہوں استقبال

پہلے رود فرات پر گذرا
اور سراپا میں سکتے میں دیکھا

میں کہا ای امام فرخ پے
اب تو ماموں کے پاس جاتا ہے

مومنوں کا تو مقتدا ہے اب
کرتے ہیں اقتدا وہ تیرا سب

گر تو قرآں کو بولے اب مخلوق
بولینگے یونہی اسکو سب مخلوق

اور اگر اس سے تو کرے انکار
رکھے انکار اس سے ہر دیندار

گر خلیفہ نہ مارے تیرے تئیں
آخر اک روز تو مریگا یقیں

موت ہرگز کسے نہ چھوڑیگی
رشتہ عمر اس کا توڑیگی

ابن حنبل یہہ سن ہوا گریاں
ماشاء اللہ سے ہوا گویاں

اور محمد جو تھا علی کا پسر
ذکر کرتا ہو وہ کہ میں نے سنا
کہ بلا شبہ احمد حنبل
حق ہیں جیسے یقین سو ایسا

وہ علی تھا شعیب کا وہ پسر
اپنے والد سے یوں وہ کہتا تھا
ہے مقرر وہ شخص سے امثل
یہہ حدیث صحیح فرمایا

کَانَ فِی اُمَّتِی مَا کَانَ فِی بَنِی اِسْرَائِیل
حَتّٰی اِنَّ الْمِنْشَارَ لَیُوْضَعُ عَلٰی فِرَاقِ رَاسِہٖ
مَا یَصْرِفُہٗ ذَالِکَ عَنْ دِیْنِہٖ

کام پر ایسے وہ امام ہمام
تا بروز شمار سرو جہار

گر نہ تا قیام با اکرام
ہمکو ہوتا بڑا ہی ننگ و عار

غنچہ

اور ابوبکر سہروردی نے
روبرو معتصم کے سیاطین
دیکھا اعضا میں ایک کے ان سے

نقل کی اسطرح سے ہی سینے
مارے تھے اس امام کو جو لعین
برص سے ریزہ ریزہ ہو کر گرے

گل

اور لکھا ہے ہلال ابن علا
چند اماموں سے رکھا ہے احسان
ان سے ہے ایک احمد حنبل
گر نہ رہتا وہ ثابت و صابر
دوسرا شافعی ہے مطلبی

کہ اس امت پہ بالیقیں مولا
ان سے ہی ہیں یہہ جا عالیشان
رہا ثابت جو رنج میں اول
لوگ ہوتے تھے ضال اور کافر
کہ لکھا فقہ از حدیث نبی

ابو عبد اللہ شہر ازن سہل ابن ناصر
ز حدیث عجب تفسیر
لکھا قرآن کی وہ
ورنہ پہنچے خطا بخلق تشبیہ
جو تھا یحیی ہے ابن معین
کذب کی نفی وہ کیا از خبر

خیابان ہفتم

در مناقب عجیبہ و روایات غریبہ بعد ارتحال آن
ذوی الاجلال علمائے
نامدار و مشائخ کبار
و علو نسب
ویدہ اند و بے وال اند
احمد ابن محمد ذیشان
[illegible]

ہووے داخل جو کوئی ذر جنت — اسکی رفتار سے یہ بافرحت
میں کہا کیا کیا تہ لیسے خدا — وہ کہا ہی خدا نے مجھے بخشا
اور رکھا کرم سے وہ داور — اک کرامت کا تاج میرے سر
در و یاقوت کا بہ زینت و زین — تھے مرصع جو خوب تر نعلین
پاؤنمیں پہرنے دیا ہے مجھے — اور مغفور وہ کیا ہے مجھے
اور بولا ای احمد حنبل — یہہ کرامت ہی تجکو اسکے بدل
کہ تو قرآن کو بستر دعیاں — غیر مخلوق ہے کہا ہر آن

گل

اور کہتا ہی حبش نیک نصاب — دیکھا اک شب نبیؐ کو میں خواب
اور کیا عرض یا رسول اللہ — کیا ہے احمدؒ کا حال کر آگہ
بولا سرور کہ پیچھے اب میرے — موسی آتا ہے پوچھ تو اس سے
آیا ایسے میں ناگہاں موسی — حال احمد کا اس سے میں پوچھا
بولا احمد بہ آشکار و نہاں — فرحت و رنج میں بھی ہر اک آں
آزمائے گیا بصدق و یقیں — ہوا داخل بجمع صدیقیں

گل

شیخ عطار عارف اکمل — یوں لکھا ہے کہ احمد حنبل
اپنے زخموں کے ہی سبب سے بجا — جو تھے موصل بدرجۂ شہدا
جبکہ پہنچا وفات کے نزدیک — حالت نزع میں وہ اپنے ٹھیک
ہاتھ سے اپنے یک اشارہ کیا — اور لا بعد منہ سے اپنے کہا
تب کیا عرض اس سے اسکا پسر — کیا ہی یہہ قول تیرا کہا ہی پدر
بولا وقت خطر ہے یہہ دریاب — نہیں فرصت ہے دینے تیرا جواب

یہاں شیطان ہر گھڑی آیا
ڈالتا ہے جی اپنے سر خاک
اور یوں بولتا ہے وہ مجھ کو
کہ میرے سے نجات پایا تو
کہا لا بعد لیکے میں جان
ابھی یکدم ہی باقی میرا ایماں
اور وہ تو خطر میں ہی سن لے
نہیں [illegible]

گل

اور اسی تذکرہ میں ای اکرم
شیخ نے لکھا ہے یوں کیا ہی رقم
کہ جنازہ امام احمد کے
جب اٹھا کے وہ شیخ احمد کا
[illegible]
[illegible]
اور

اور وہ سب ہوا ہیں جمع ہوئے — ایک دوسرے پروں کو جمع کئے
سایہ انداز ہو بنعش امام — نوحہ کرنے لگے ہیں یہ تمام

گل

با صفا احمد ابن ابی خالد — اسطرح بولتا ہے ای ماجد
کہ بنعش امام ای فاخر — جمعہ کے روز میں ہوا حاضر
تھا محمد جو ابن عبد اللہ — وہ امامت کیا ہے ای آگاہ
جب جنازہ کی پڑھ چکے ہیں نماز — بولا کیجے شمار اور انداز
شخص کتنے کئے نماز ادا — تب کئے ہیں حساب ان سبکا
مرد اسّی ہزار تھے ای یار — اور تھے عورتیں بھی شصت ہزار

گل

کرتے ہیں اور یوں قلم رانی — کہ مجوس و یہود و نصرانی
روز ترحیل آں امام ہمام — ہو گئے ہیں مشرف اسلام
جب ان اشخاص کا کئے ہیں شمار — ہے محسوب سب وہ بیست ہزار
چار ملت کے لوگ ہو بہ غم — کئے ہیں اس امام کا ماتم
اہل اسلام اول ای مسعود — اور نصارا مجوس اور یہود
کہتے ہیں معتصم بھی دیکھ یہ حال — پھر گیا اعتزال سے فی الحال
جتنے تھے اہل اعتزال آخر — کر دیا ان کو شہر سے باہر
اہل سنت کا بیشتر اکرام — سے لگا کرنے بس وہ صبح و شام
ہو چکے اک شخص سے کہ ای اکمل — کیا محب کر تھے سب اہل حنبل
بولا احمد تھا مستجب دعا — وہ دعا یہہ ہمیشہ کرتا تھا
یا الٰہی جسے ہمیں احسان — اسکو اپنے کرم سے دے ایمان
دولت ایمان کی دیا ہے جسے — پھر وہ دولت نہ [illegible]

ابو سابعون اسکا او دو عا
[illegible]
اور بعد وفات اسکو عیاں
[illegible]
اور بھی لکھا ہے جو اب انداز
فقرہ ارشاد یہ کیا سرور
[illegible]
ہیں کیا عرض یا حبیب کہ
ناجیاں کون ہیں وہ کرو آگاہ
بولا سرور ہے احمد حنبل
اور اصحاب اسکی ہیں اکمل

گلدستہ

اور علی

اور علی بن موفق اسے دلدار
دیکھا اک شب بعالم رویا
اور محشور ہیں خلایق سب
کہ علی بن موفق ہیگا کہاں
تندرو اور درشت خو تھے وے
رو دیے جب حساب کے آفات
بعد ازاں کردگار از رحمت
دیکھا جنت میں ایک مرد کو میں
ایک ملک بیٹھا اس کے سوئے یمیں
اور ملک دوسرا ہے سوئے یسار
کم نہوتا ہے وہ طعام و آب
اور نہیں اس ملک کو رنج و تعب
دیکھا اک شخص کو کہ تو نے خدا
اور ایک شخص کو بھی ہے دیکھا
دار جنت کے اندروں بیروں
انا للہ میں پڑھا ہوں تب
تب کہا میں جو حالتیں دیکھا
پس مکرر سے کہا ہے وہ دانا
میں نے بولا نہیں اے فرخ پے
بھوک اور پیاس میں بہت تھا رہا
اسلئے دو ملک کے تیں داور

بولا حج کو گیا تھا میں اکبار
کہ قیامت ہے آئی اب گویا
اک منادی ندا کیا یہ تب
ناگہاں دو فرشتے آئے وہاں
بحضور خدا مجھے لے گئے
یہ گماں تھا مجھے نہ ہوگی نجات
کردیا مجکو داخل جنت
کہ اسے سفرے پہ بٹھائے ہیں
ہے کھلاتا طعام اس کو وہیں
بیٹھ پانی پلاتا ہے ای یار
اور نہوتا وہ سیر اور سیراب
دیکھ یہ میں گیا ہوں آگے تب
دیکھتا ہے ہیں چشم اس کے وا
کہ وہ اجلا لباس ہے پہنا
آوے جاوے وہ مثل اہل جنوں
پوچھا مجکو فرشتہ کیا ہے سبب
دیکھ آیت یہ اس لئے میں پڑھا
شخص اول ہے کون تو جانا
وہ کہا تب یہ بشر حافی ہے
اور اس حال میں ہی حق سے ملا
کردیا ہے موکل اب اسپر

وہ کھلاتے ہیں اسکو آب طعام
نہ وہ آب و طعام ہووے تمام
نہ وہ آب اسکو ہو نوش نہار
سیری نہ اسکو اور رنج اور آزار
نا ملک اسکو ہو
یوں ہی گذریگا تا بروز جزا
یہ ہے اسپر کمال فضل خدا
پوچھا کیا دوسرے کو تو جانا
میں کہا اسکو بھی ہے پہچانا
بولا معروف ہی وہ عارف حق
وہ کبھی حق کی بندگی مطلق
خوف دوزخ سے شوق جنت سے
نہیں ہرگز کیا ہے نیت سے
محض از بہر رویت مولے
بندگی وہ کیا ہے صبح و مسا
اسلئے ہے وہ بیت غل ویلہ
ہے ایسا ہی تا بروز شمار

بعد پوچھا کہ شخص ثالث کو ‏ — ‏ بول کیا مجھ سے پوچھتا ہے تو
میں کہاں ہیں کہا ہے تب وہ اجل ‏ — ‏ ہے بلاشبہ احمد حنبل
جو دخول و خروج کی کثرت ‏ — ‏ اس کی دیکھا بر روضۂ جنت
اہل سنت کو وہ بچھاتا ہے ‏ — ‏ انکو جنت میں کبھی لیجاتا ہے
ذکر اطہر یہ اہل سنت کا ‏ — ‏ اور انکے دخول جنت کا
جبکہ پہنچا یہاں بعون کریم ‏ — ‏ ہوئی نسخہ کی صورت تتمیم

دراختتام این رسالۂ فرخ فرجام و مناجات بدرگاہ رب العلام

للہ الحمد یہ رسالۂ خوب ‏ — ‏ اہل حق کے قلوب کا مرغوب
شکر حق یہ رسالۂ نیک انجام ‏ — ‏ آئینہ دار ذکر چہار امام
شکر للہ یہ روضۂ ریاں ‏ — ‏ کہ ہیں گل جس کے تازہ و خنداں
شکر حق یہ حدیقۂ انور ‏ — ‏ جس کے شاخ و شجر ہیں تازہ و تر
شکر للہ یہ نامۂ روشن ‏ — ‏ اہل سنت کا جو ہے من موہن
شکر للہ اب یہ گلشن چار ‏ — ‏ ختم کا لائے آب و رنگ بہار
یکہزار و دو صد و سن ہجری ‏ — ‏ اور ہشتاد و شش تھے زائد بھی
شب جمعہ تھی از مہ رمضان ‏ — ‏ لیلۃ القدر تھی وہ ای ذیشان
اسکے ابیات جملہ تین ہزار ‏ — ‏ اور اک سو پہ تین ہیں بشمار
میں یہ چاروں امام کا احوال ‏ — ‏ بے تعصب لکھا ہوں با اجمال
جو کتب میں صحیح پایا ہوں ‏ — ‏ نظم میں صاف اسکو لایا ہوں
اور تعصب سے بعضے بے تحقیق ‏ — ‏ رطب و یابس کئے ہیں جو تلفیق
تاکہ اپنے امام کی تفضیل ‏ — ‏ ہووے دیگر سے امام پر تقلیل
اور ائمہ مناظرہ جو کئے ‏ — ‏ محض تصحیح حق سخن کیلئے

کہ نہیں تھا وہ بحث نفسانی
انکا علم و عمل تھا حقانی
انکا وہ وجہ بحث تھا ایسا
بعض ان کے حسد یہ کرکے گماں
کرگئے ہیں کتب میں اپنے رقم
نہ کیا شرم آہ ان کا قلم
جسطرح بحث شافعی کی بات
بوحنیفہ کے صاحبین کے ساتھ
محض وہ امتحان تھا باہم
نہ تھا کچھ اور وجہ ای اکرم
لکھے بے اصل باتیں ایسی جو
لائق اعتماد نہیں ہے او
پر تعصب حکایتیں ویسے
بے تحقیق روایتیں ایسے
ہمیں لایا نہیں ہوں میں گر یار
ہیں نہیں اس بوستاں میں وہ خس و خار

عبد القادر علیصاحب
فضیلت مناسب
خلف الرشید حضرت مصنف رح

ان هذا الكتاب صنفه
سيدي مد ظله المتعال
في بيان الائمة الاربع
روح الله روحهم ما زال
لاح كالشمس فيه ذكرهم
كلآلي تلالا الاحوال
عنه في الكون مثله شيئ
بل عديم النظير والامثال
في التمادي لمثل منتحل
وصفه شاع بين كل رجال
من يرد ان يرى مناقبهم

سب ائمہ سے حسن ظن رکھو تو
شیخ عارف امام شعرانی
اپنے میزان میں بوجہ لطیف
دیکھ باغور کر اسے مفہوم
یا الٰہی بہ یمن شرع رسولؐ
جو ائمہ ہوئے شریعت کے
انسے دے حسن اعتقاد ہمیں
اہل سنت میں ہی رکھ ہمکو تمام
ہمکو عامل کتاب و سنت پر
ہم کو اعدائے دیں پہ رکھ منصور
کر شہادت پہ تو ہماری ممات
اور زیر لوائے پیغمبر
ساتھ کر اسکے داخل جنت
بھیجئے ہم سے اب صلوٰۃ و سلام
اور چار و امام پہ بیحد

دور اپنے سے کر تعصب کو
رازدان فیوض ربانی
خوب لایا ہے یہ بیان شریف
تا ائمہ کا ہو ادب معلوم
اس رسالہ کو کیجئے مقبول
جو اکابر ہوئے طریقت کے
انکی دے پیروی کا راہ ہمیں
اہل بدعت سے دور رکھ بدوام
رکھ ہمیشہ سلف کی سیر پر
اور رکھ دے انہوں کو سب مقہور
قبر اور حشر میں نہ دے آفات
ہمکو محشور اپنے فضل سے کر
دے سدا اپنی نعمت رویت
بہ محمدؐ و آل و صحب کرام
اور محبوب پر ترے بیحد

روح الله روحهم ابدا
جعل الجنة لهم مثوى

تمت

تاریخ تصنیف

از نتائج افکار مدقق علوم عقلی و نقلی مولانا مولوی

اور مجلس اہل کمال
یعنی ارباب نظر و استدلال
اور اہل مواعظ و تذکیر
علم دیں کے مصنفین کبیر
حافظان حدیث مصطفوی
حاملان شریعت نبوی
سب کہ یہ دین کے راکھی ہیں
شرع و ملت کے سب یہ حامی ہیں
ان کے ہر طبقے سے ای گیانی
جو ہوئے عالمان ربانی
ورثۃ الانبیا ہیں وہ احبار
پائے میراث انبیا احبار
انبیا نائبان خدا کے ہیں
نائبان یہ بھی انبیا کے ہیں
واسطے سے انہوں کے رب جلیل
دین اسلام کو دیا تکمیل

فَلْيَرْجِعْ إِلَيْهِ بِالْإِجْمَالِ

بِسَوَادِ الْعُيُونِ يَكْتُبُهُ — كُلُّ مَنْ صَادَفَ الرُّمُوزَ رَنَا
مِثْلُ مَا فِيهِ مُسْتَنِقًا نَظْمًا — لَيْسَ يَأْتِي الزَّمَانُ حَتَّى لِمَا

فَبِلَا رِيبَةٍ يُقَالُ لَهُ،
رَوْضَةٌ مَاءُ نَهْرِهَا سَلْسَالٌ
۱۲۷۱ھ

ایضاً

گل باغ دیں مولوی عبد حی
زہی گلستاں بیاراستہ
چہ فردوس گل چہ جنات عدن
بہشتی درآئی ز بوی گلش
چو رضوان جنت نگہ کرد و گفت

جناب معلی فضائل پناہ
برنگ مناقب بفضل اللہ
بر شک اندر آمد چو کردش نگاہ
بسیرش چو پرداختی گاہ گاہ
زہی تحفہ اں گلستاں واہ واہ
۱۲۷۷ھ

منتخب تذکرۃ المحدثین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدا و نعت رسول — تذکرہ شاملو کا ہے مقبول
فقہا اور محدثین کرام — صوفیہ اور محدثین عظام

زینت ان سے لیا ہے دین متیں
انکی تیغ زباں کرے جو کام
اور جو نیزۂ قلم اونکا
نیزۂ آہنی سے کبھی آیا ہے
کہ اقامت دلیل و برہاں انکی
انکی جو خامۂ زباں سے ہوئی
انکے ارشاد و ہدایت سے
لائے ایماں بے عدد کفار
بادشاہاں مطیع ان کے ہوئے
یوں سلاطیں کو زیر فرماں لیے
اور ایسے کئے ہیں تصنیفات
کوئی ایسا ہوا ہے ان سے تفسیر
ہو گئے یکہزار جلد کلاں
کوئی ایسا ہوا ہے عالی جاہ
ہوئے انیس اس کے جلد ضخیم
اسکا جیلان وطن اصلی ہے
کوئی ایسا ہوا بلند نصاب
جلد کوئی کتاب کے ہفتاد
ہیں وہ مبسوط جامعین و سیر
انکو لکھا وہ پیشوائے زمن
جو ہے شاگرد فرد اکرم کا

اسنے محکم ہوئی ہے شرع مبیں
تیغ براں نکر سکے وہ کام
کرے ہنگامہ بر صف اعدا
کام ویسا نہو سکے زنہار
اور تردید کفر و طغیاں کی
کہاں وہ تیغ اور سناں سے ہوئی
انکی تکمیل اور کرامت سے
ہوئے کامل کبھی ناقصاں ایسا
عجز کے اپنے سر خمیدہ کئے
کئے برپا وہ دین کے جھنڈے
جسکے باقی ہیں حشر تک برکات
کہ وہ قرآں کی جب لکھا تفسیر
ابن شاہیں ہے وہ گرامی شان
کہ لکھا جب وہ شرح بسم اللہ
نام اسکا رکھا ہے کہف رقیم
نام عبد الکریم جیلی ہے
کہ وہ ایسے لکھا ہے پانچ کتاب
اور سبھی ہیں جلد با ہشتاد
اور زیادات ای انکو مختصر
ہے امام محمد ابن حسن رح
بوحنیفہ امام اعظم کا

کوئی ایسا ہوا ہے عالیشان
شیخ محی الدین و صاحب عرفان
صاحب مسئلے وہ ادراک
سر نکالا وہ فاتحہ سے با ادراک
سورۂ فاتحہ سے ابراہیم
والیا ہے فصوص میں تفہیم
جسکو مثنوی کہتے ہیں
سر کتاب سنن میں شعر اوی
اس سے اس کا نکلا سواد اوی
غرض ایسے ہی فاضلان کرام
ہوئے اکثر امت اسلام
چار ارکان مجتہدین
خاص ہیں جیسے چار ارکان زمین
دین احمد کے چار ارکان ہے
جیسے کتاب و سنت سے
چار ہیں بعد چار سے
چار شہر ہیں اور سرگل
چار عنصر اور جہت سے بلبل
چار باغ قیاس سے بلبل

بو حنیفہ و مالک اکمل — شافعی اور احمد حنبل
ہوئے ایسے یہ چار عالیشان — ساری امت پہ جنکا ہے احسان
سب کمالات باطن و ظاہر — جمع تھے جنکی ذات میں فاخر
تھے ظہور و بطون کے جامع — ان سے انوار فضل تھے لامع
اہل ظاہر و اہل باطن سب — تھے لقیں جنکے تابع مذہب
کیا فقیہ و محدث و صوفی — اور متکلم و مفسر بھی
بلکہ اقطاب و اولیائے کرام — ہوئے مذہب میں جنکے باکرام
الغرض سب یہ اہل علم و کمال — علمائے صوفیہ ذوی الاجلال
ہیں کے سب ہادیاں ہیں امت کے — اور مظاہر ہیں سب ہدایت کے
گرچہ ہر اک کی اک جدا ہی طریق — لیک مرجع ہے سبکا اک تحقیق
یعنی وہ قرب معرفت حق کی — اور خوشنودی رب مطلق کی
قول اور فعل اور عبادت میں — عادت و خلق اور سیرت میں
پیروی کا نبی کے لیکے شرف — پہنچنا درگہ خدا کی طرف
کرنا حاصل نجات کا سامان — یہی مقصد ہے سبکا سر و عیان
اہل فقہ و حدیث اور تفسیر — اور متکلمین با توقیر
صوفیہ سارے اہل کشف و شہود — انکا سب اصل ہے یہی مقصود
اک ہے دین محمدی سبکا — ہر طرق اور مذاہب انکے جدا
لیس یعنی ہر طریق و مذہب — نکلے دین محمدی ہی سب
پس وہ سارے محمدی ہیں جان — دین ہے اسکے مقتدی ہیں جان
ان سے جس کی تو راہ لیویگا — اصل مقصود کو نہ کھوویگا
جبکہ ہیں سب وہ خواص خیر امم — نائبان رسول عرب و عجم

ہیں کئی سب صالحین عالی شان — مورد رحمت انکا ذکر ہے جان
ذکر میں انکے از عنایت رب — دیکھ لکھا ہے یہ رسالہ رب
خاص بعضے محدثین کا حال — حال و قال انکا اور علم و کمال
جو کہ امت میں ہیں مشہور جنکا — جنکا نائی نرکھے نام و نشاں
تا جو ہیں مبتدی انکو ہیں — طالبان علوم دین متین
بالضرورت پڑھا کریں انکو — رات اور دن سنا کریں انکو
تا زیادہ ہو انکو شوق علوم — اور حاصل ہو انکو ذوق علوم
جن بزرگوں نے علم کے ساتھ — کیسے پہنچے مشقتیں وافر

جس قدر ہووے وہی پاوے گا
جو مقدر میں نہ ہو وہ نہ ہاتھ آوے
گرچہ دنیا بھی ہاتھ آویگی
لیک ہرگز نہ ساتھ آویگی
مال و دولت متاع فانی ہے
نہ کبھی اس کو جاودانی ہے
مال اک دن یہیں چھوڑ جاینگے
سب یہیں ہے نہ ساتھ وہ جاینگی
علم بیشک ہے نعمت باقی
ساتھ آئیگی دولت باقی
نعمت علم ہے بڑی نعمت
اس کو پہنچے نہ دولت و حشمت
جسکا احوال میں کروں تحریر
دیکھکر اس سے ہو تو عبرت گیر
پیروی انکی کر تو علم و عمل
ہاتھ آویگا نیک اسکا پھل

خون اطہر جو ہے شہیدوں کا
تولے جاوینگے جبکہ یہ ہر دو
علما حشر میں جب آوینگے
ہو الوف و لکوک انکا شمار
انکی اس روز ایسی عزت و شان
ساتھ حضرت کے خلد میں آویں
کہ نہایت ہے طول جسکا بیان
حق کا دیدار سب سے ہے بہتر
دین کے جو ہیں عالم و عامل
الغرض علم و عالموں کی جاہ
اس سے ہینگے مراد وے علما
خشیت حق ہو انکو شام و پگاہ
پس تو اب علم دیں کا طالب ہو
علم کسب معاش میں ہشیار
طمع دنیا کے واسطے حاشا
غم دنیا مخور کہ بیہودہ است
ہیں شیطاں جو ہے عدو تیرا
کہ تو راہ حرص و طمع پڑے
طمع کا یہ خیال خام ہے جان
کیا نہیں دیکھتا تو اے ہشیار
پھریں فکر معاش میں حیران

اور سپاہی بھی عالموں کی سجا
عالموں کی سپاہی بھاری ہیں
ساتھ ہوں ان کے تابعان انکے
پیچھے حضرت کے سب اویں یکبار
دیکھ کر خلق ہووینگے حیران
اور وہاں ایسی نعمتیں پاویں
اس کی تفصیل ہو سکے نہ بیاں
کہ ملے خاصگوں کو شام و سحر
وے یقیں خاصگو نہیں ہیں داخل
دیکھ ثابت ہے کیسی عند اللہ
عالم دیں نہ عالم دنیا
پیرو سنت رسول اللہ
اس کی تحصیل کا ہی راغب ہو
عمر ضایع نہ اپنی کر زنہار
پڑھ نہ زنہار علم دنیا کا
ہیچکس در جہاں نیاسودہ است
دیکھ تجھ کو فریب دیویگا
غیر اسلامیوں کا علم پڑھے
یہ بھی شیطاں کا ایک دام ہے جان
لوگ ایسے ہیں جا بجا بسیار
سیم و زر کی تلاش میں ہیں پھرے

انکا احوال پڑھنے سننے سے / پھول ایسے چمن کے چننے سے
ہووے تحصیل علم کی ترغیب / بس ہے یہ بات تجربے کے قریب
تذکرہ جو ہے اولیا کا اے یار / جسکا جامع ہے شیخ دین عطار
صاف ہندی میں ترجمہ اس کا / دیکھ نظم سلیس میں نے لکھا
جسکو پڑھنے سے اور سننے سے / دل میں خوف خدا بہت آوے
اور ترغیب ہو عبادت کی / زہد و تقوے کی اور ریاضت کی
علما کے یہ تذکرے سے بھی / رغبت علم اور عمل ہو بڑی
اولیا کا وہ تذکرہ ہے سبھی / علما کا ہے تذکرہ یہ بھی
تذکرہ وہ تو عارفین کا ہے / تذکرہ یہ محدثین کا ہے
بس سعادت کے ہیں یہ دو گلزار / فیض کے دو چمن ہیں تازہ بہار
سیر انکا تو بس سدا کیجے / فیض کے ان سے گل لیا کیجے
کہ صلاح و سعادت دارین / ہووے حاصل سمجھ لے بے مین
یا الٰہی تری عنایت سے / اور تیرے نبی کی حرمت سے
رکھ یہ ہر دو چمن کو تازہ تر / انکو رکھ فیض بخش تا محشر
دیکھ ہے میرا مجھے اخلاص / جمع کرنے میں اس کتاب کے خاص
اسکو اپنے کرم سے کر مقبول / لطف سے دے مرا تو ہر مامول
خاتمہ کر مرا شہادت پر / بہ محمد و آلہ الاطہر
اب یہاں سے کرو سخن آدم ساز / ذکر کبرائے صالحین اعزاز

ذکر ان محدثین زمانہ خیر القرون کا جو علم حدیث میں اعلےٰ درجہ کو پہنچے مجتہد مسلّم الاجتہاد ہوئے اور درجہ اجتہاد مطلق کو پہنچے
ذکر امام اعظم کہ اول و اکمل ائمہ محدثین مجتہدین است

بحر فقہ و حدیث خیر انام
صاحب اجتہاد و ذوالاکرام
فخر عالم سراج خیر امم
مقتدا و شفیق اعظم
بو حنیفہ امام اعظم ہے
جنکا نعمان نام اکرم ہے
علوم و کمال و عقل و ذکا
در عبادات و خلق و ورع و تقا
سب کمالات میں یگانہ تھا
شہرہ واحد زمانہ تھا
نادر روزگار لے دلبند
نہیں ایسا یقین جتی فرزند
یعنی بعد اس کے پر شرف ایسا
فرد دوسرا نہیں ہوا پیدا
پس وہی افضل الائمہ ہے
اول و اکمل الائمہ ہے

سن تھا نود پہ جانو تیرا جب
ہوا پیدا امام مالک رح تب

مدت حمل اسکے تھے دو سال
بعض تین سال بھی لکھتے شمال

اپنی لڑکائی سے بھی تھا وہ سدا
طلب علم میں حریص بڑا

ابتدا میں وہ بینوا تھا جب
ایک گھر کے سوا نہ تھا کچھ تب

سایہ وہ اپنے گھر کا تڑواتا
اسکو بچوا کے خرچ میں لاتا

تھوڑے عرصہ کے بعد ازاں مولا
اسپہ دروازہ فضل کا کھولا

لگے ہونے بہت فتوح عظیم
ہدیہ آنے لگا بہت زر و سیم

اور لڑکائی میں ہی اسکو خدا
حافظہ بھی بڑا کیا ہے عطا

جب ہوئی عمر اسکی سترہ سال
تب بالطاف قادر متعال

بیٹھ کر وہ مسند تعلیم
درس دینے لگا بلطف عمیم

ایک زن تب ز زمرۂ عورات
ناگہاں در مدینہ پائی ممات

غسل میت کو دینے والی جو تھی
آنکر اسکو غسل دینے لگی

جب پڑا اوسکے شرمگاہ پہ ہات
حق میں اسکے کہی ہے یہ بد بات

کیا زناکار شرمگہ یہ تھی
آہ یہ بات اسنے کہتے ہی

وہیں چسپاں ہوا ہے اسکا ہاتھ
بیسر اسکے شرمگاہ کے ساتھ

گرچہ چھڑوانا چاہے ہیں بسیار
لیک چھوٹا نہیں ہے وہ زنہار

آخر کار لاعلاج ہوئے
علما کے طرف رجوع کئے

سب لگے یوں لگا ہے ہاتھ اسکا
اسپہ حد قذف کریں اجرا

[illegible]
گالی کا حد
وہیں ہاتھ اسکا چھوٹ گیا اسکے

سب بیچ شہرت امام مالک کی
جا بجا خلق میں ہوئی ہے بڑی

اور اس بیچ بنا کی شان کبیر
خلق کے دلمیں ہو گئی جاگیر

پیمال کی زن پر حرام کا بہتان
سخت تر اپنی معصیت ہی جان
شرع میں اسپہ اوسکا حد قذف
گو نہ دنیا میں پاوے حد قذف
آخرت میں یہ حد کیے جاوی
اسپہ از حکم حضرت باری
یہ بڑا سخت زشت تر ہی گناہ
اس سے حق تو تو کو دے پناہ
ابن مسعود ایک تابعی تھا
جو کہ تھا انکا برا صحیح
تھا مدینے میں اک مکان انکا
مالک اسی کے مکان میں رہتا تھا
اور معظم مسجد نبوی
کہتے ہیں وہ اٹھا رکھا یہ الیکن
اس معظم مکان میں تھی آئی
عمر فاروق بیٹھتے تھے جہاں

اور سرحد میں کبھی مدینے کے / نہ ہوا سے سوار وہ گاہے
اور حرم کی جہاں تلک تھی جا / نہیں بول و براز اس میں کیا
کرنے حاجت مدام اپنی قضا / بس وہ باہر حرم کے جاتا تھا
عز و اکرام وہ مدینے کا / اور ادب اسقدر بجا لاتا
اور مجلس امام مالک کی / غایت ہیبت و وقار کی تھی
سب کے سب بیٹھتے باادب و نیاز / کوئی کرتا نہ تھا بلند آواز
اور حدیث شریف کرنے بیاں / ہوتا جب مستعد وہ عالیشان
غسل کرتا تھا تب وہ باتقدیس / بعد ازاں پہنتا لباس نفیس
عطر پوشاک کو لگاتا تھا / اپنے حجرے سے باہر آتا تھا
بکمال خشوع و عز و وقار / بکمال سکون و چین و قرار
ایک مسند مکلل و بستر / ڈالتے اس کے واسطے لاکر
پس وہ مسند پہ رکھ کے وہ تشریف / کرتا تھا قرأت حدیث شریف
اور کرتے تلک حدیث پاک بیاں / عود مجمر میں کرتے تھے سوزاں
اور کمال ادب سے وہ حاشا / کبھی زانو نہیں بدلتا تھا
اور حدیث رسول کی تعظیم / کرتا تھا اسقدر سدا وہ فہیم
دیکھ اس کے عجائب حالات / پڑتے حیرت میں سب بالتحقیق
اور بلا شبہ وہ امام ہمام / ایسا تھا ذوالوقار با اکرام
کہ کسی وقت میں اسے اعدا / کھانے پینے میں کوئی نہیں دیکھا
کھاتا پیتا تھا اسکا خلوت میں / آشکارا نہیں تھا جلوت میں
باوجود اس وقار و تمکیں کے / باوجود اس شعار و آئیں کے
اہل و اولاد و خادموں کے سات / حسن اخلاق سے ہی تھا دن رات

[illegible] انبیا کی سنت [illegible]
اور صحابہ [illegible]
[illegible]
اور کہا [illegible]
[illegible]
حمق [illegible] فہیم
[illegible]
احمد حنبل امام عظیم
[illegible] شافعی [illegible]
[illegible] ہوا
اس امام [illegible] نصیب ہوا
[illegible]
[illegible]
کوئی فضیلت [illegible]
سفینہ [illegible]
صحبت علم و فضل کا [illegible]

اور کہتے ہیں وہ امام ہمام | پہنتا خوش لباس ہی بدوام
شہر مشہور ایک ہے اعدن | شہر واقع ہے وہ ملک یمن
کپڑے اس شہر کے انیک شعار | بیش قیمت نفیس تھے بسیار
اور خراسان و مصر کے کپڑے | قسم اعلیٰ سے جو کہ ہوتے تھے
پہنا کرتا تھا وہ صفا مظہر | اسکا پوشاک تھا سپید اکثر
اکثر اوقات وہ صباح و مسا | عطر پوشاک کو لگاتا تھا
ذکر کرتا تھا پھر حدیث نبیؐ | اس سے تعظیم اسکی تھی مرعی
اور بھی کہتا تھا وہ جلیل الذات | کہ نبی کہتا سو دوست میں یہ بات
کہ خدا دیوے از رہ سنت | کسی بندے کو نعمت و ثروت
اور اس نعمت خدا کا اثر | ہو اظہار حق کے بندوں پر
کیونکہ کتمان نعمت منان | ہووے کفران نعمت اذیشان

فائدہ

سلف صالحین کا حال اے جان | اندریں باب مختلف ہے بیان
پہنتے تھے کوئی نفیس لباس | اور کوئی کوئی بلا وسواس
انکے ہر دو طریق بھی تھے نیک | ان میں ہر ایک کی نیت نیک
پہنتے تھے جو فاخرہ پوشاک | تھی یہی انکی بس کہ نیت پاک
کریں اظہار نعمت مولا | تا ادا ہووے شکر نعمت کا
اور جو کوئی لباس کم قیمت | پہنتے تھے یہ انکی تھی نیت
کر تواضع کا اپنے ہو و شعار | اور شہرت نہ اپنی ہو زنہار
پس ہر ایک ان میں ہے مصیب بجا | اجر ہر ایک کو نصیب ہے بجا
بسط سے اس بیان کی تفصیل | اور ہر ایک طائفے کی دلیل

در کتب فقہ و درسی
جس سے کہ میں لکھا ہوں وہ بڑا ہے محقق
ابو حنیفہ وہ امام عالیشان
علم میں تھا یگانۂ دوران
[illegible]

اس زمانے کے اولیا ذیشان
تر زباں اسکی مدح میں ہیں جہاں

اور جب اس امام نے آ کے شریف
کی موطا کی ابتدا تصنیف

علمائے مدینہ بھی اکثر
طرز پر اس امام کے خوشتر

لگے کرنیکو خود بھی تالیفات
لوگ مالک سے آ کے تب یہ بات

کرے کیوں ایسے امر میں محنت
دوسرے کو بھی جنہیں ہے شرکت

دیکھا نسخوں کو سب وہ منگوا کر
کہا اسطرح پھر وہ نیک سیر

کہ ہے نزدیک جان لیوینگے
کونسا تھا عمل خدا کے لئے

پس کتب سے انہوں کے ایذیشاں
نہیں پیدا کسی کا نام و نشاں

ہاں وہ سارے کتب میں سے اک نیک
ابن ابی ذیب کی موطا ایک

اور موطا امام مالک کی
نیز مخدوم ہے جو ان میں سبھی

اسکی صحت میں کہتے ہیں از کی
کہ وہ امام ہے بخاری و مسلم کی

علمائے کبار کی لصواب
مایۂ اجتہاد ہے وہ کتاب

اور مظہر قبولیت کی نشاں
ہوئے ہر قدر حسن نیت جاں

اور موطا امام مالک سے
جانو بے شبہ ثبت ہیں سکے

سند اس سے کئے ہیں جو اخیار
ہے قریب ہزار انکا شمار

اہل فقہ و حدیث اور امرا
صوفیہ نامدار اور خلفا

بر طریق تبرک اے راشد
لئے اس با صفا سے اسکی سند

حکایت

یحییٰ ابن خلف کہا اے یار
کہ تھا مالک کے پاس میں یکبار

پوچھا اک شخص آ کے ذیشاں
کیا ہے مخلوق یا نہیں قرآں

کہا مالک یہ سن کے اکبر دم
ہے یہ زندیق اسکو مارو تم

اس [illegible] کے کلام سے جو
[illegible] سخت [illegible]
اس امام زماں [illegible]
[illegible] فقہ [illegible]
[illegible]
[illegible] عجب
اور کہا [illegible]
ایک دن مالک [illegible]
بیٹھا تھا میں [illegible]
ایک شخص آ کے [illegible]
پوچھا اس نے [illegible]
الرحمن علی العرش استوا
[illegible]
[illegible] کیسا ہے
استوا [illegible]
[illegible] سوال
آہ مالک [illegible]

اور کرنے لگا نظر بہ زمیں — دیر تک فکر میں رہا ہے حزیں
عرق اسکی جبیں پہ آیا — بعد ازاں اسطرح سے فرمایا

الاستواء معلوم والكيف مجهول والايمان به واجب والسوال عنه بدعة ۔

ترجمہ یعنے لفظ استوا جو حق تعالیٰ قرآن میں فرمایا وہ معلوم ہے اور کیفیت اسکی نامعلوم ایمان اسپر واجب سوال اس سے بدعت ہے ۱۲

پس کیا حکم مالک فاخر — اسکو مجلس سے اب کرو باہر
کیونکہ یہ بدعتی ہے اور گمراہ — پوچھا یہ بات جو معاذ اللہ
حلیۃ الاولیا میں ہے اکرم — اصفہانی نے یوں کیا ہے رقم
سہل ابن مزاحم ماجد — مرو میں تھا وہ جو بڑا عابد
بولتا ہے کہ میں نے عالم خواب — دیکھا اک روز مصطفیٰ کا جناب
اور کیا عرض یا رسول خدا — آپ کا عصر پاک جب گذرا
دین کے گر امور میں لگتا ہے — ہمکو خاطر میں شبہ و شک آوے
کریں تحقیق اسکی کس سے ہم — کئے ارشاد تب وہ شاہ امم
ہمکو جس امر بیچ مشکل ہو — مالک ابن انس سے جا پوچھو
اور ہے اس ہی کتاب میں لکھا — ابو عبد اللہ اک بزرگ جو تھا
بولتا ہے کہ خواب میں اکبار — پایا میں رویت شہ ابرار
بیٹھے مسجد میں وہ شاہ جہاں — اور ہیں اطراف آپ کے لوگاں
اور مالک امام ذوالاکرام — روبرو آپکے کیا ہے قیام
اور حضرت کے روبرو اے جاں — مشک تھوڑا دھرا ہوا تھا واں
قبضہ قبضہ وہ اس سے لیتے تھے — مالک باصفا کو دیتے تھے

[illegible]

یعنے وارث ہے پیمبر علم کا او　　یہی اس کی مراد ہے سمجھو

رحلت

وہ امام ہمام جب ای یار　　مرض سے موت کے ہوا بیمار

لوگ خدمت میں اسکے آتے تھے　　اور وصایا سن اس کے جاتے تھے

علمائے دوسرے بھی شہروں کے　　تب ملاقات کو جو آئے تھے

یہ خبر سن وداع کے خاطر　　ہوئے اس کے جناب میں حاضر

شیخ یحیی جو تھا ابن یحیے　　ایک شاگرد اس معظم کا

بولتا ہے کہ میں حساب کیا　　الکسو بیس تک تھے سب علما

لگے کرنے وداع جب وہ آہ　　ان بزرگوں کے میں بھی تھا ہمراہ

جا کے ہم سب بہ پیشگاہ امام　　لگے کرنے ادب سے اس کو سلام

اور تب بات ہم یہ چپتے تھے　　تا ہمیں دیکھے کچھ او فرمائے

کھول آنکھیں وہ لیس ہمیں دیکھا　　اور یہ فقرہ زبان پر لایا

الحمد لله الذي هو اضحك وابكى وامات واحيى

پھر کہا اب قضا سے یحیی آ　　اور نزدیک ہے لقائے خدا

بات یہ سن کے ہم قریب ہوئے　　اور اسطرح سے ہیں عرض کئے

کیا ہے کہ حال تیرے باطن کا　　کہا خوشحال ہوں میں شکر خدا

اب ہے حاصل مجھے کرو معلوم　　صحبت اولیائے اہل علوم

اور پیغمبروں کی نزد خدا　　ان سے بہتر نہیں کوئی حاشا

اور اسبات سے بھی ہوں خوشحال　　کہ یقیں میری عمر کے سو سال

فضل سے حق کے علم پڑھنے میں　　ہوئے مصروف اور پڑھانے میں

اور اب دیکھتا ہوں غیر قصور　　بالیقیں اپنی سعی کو مشکور

دین کا اک مقتدی میں بھی ہوا
کرتے اک مشورت مرے بھی کوئی
اور میں غور فکر کرکے شتاب
اس کو بتلاؤں راہ حق و صواب
تاکہ ہو اس کے دین کی اصلاح
پاوے دارین میں وہ فوز و فلاح
والطبع راست اسکا ہووے ہی
حق تعالیٰ کے اور اسکے نبی
بات یہ سیکھ پاس کے ادبر
ہے یقیں سو جہاد کے مرتبہ
کہا یحییٰ امام مالکؒ کا
تھا یہی آخری کلام بجا

احوال امام شافعیؒ

ہیں سزاوار علوم نبی
شافعیؒ اے امام مطلبی
. . . .

نہ علاقہ رکھیں نبوت سے
بخلاف ان علوم کے دریاب
انبیا کے بیاں سوائے یار
پس یہ علم شریف کے بدوام
اک کرامت بھی اک ثواب عجیب
انبیا کے یقیں کرامت کا
کنہ اس کا یقیں سوا حق کے
پھر کہا یہ حدیث اب سنئے
اب تلک اس حدیث اقدس کی
کہا مجھ سے ربیعہ اکرم
گر کسی سے نماز میں ہو خطا
اور پوچھے مرے سے آ وہ سلیم
یعنے اس کے فرائض و مسنون
اور نشاں دوں ثواب ہے اس کی
کہ مجھے دیوے ساری یہ دنیا
اور قسم ہے خدائے واحد کی
یا روایت میں کوئی حدیث کے ہو
فکر میں اس کے ہی نہ آوے خواب
پوچھوں پس جا کے کوئی عالم سے
ہے بہتر ہے پاس میرے یہاں
اور کہا میں سنا از ابن شہاب

ہیں وے خارج نبیؐ کی دعوت سے
یعنے علم ثواب و علم عقاب
وے نہ حاصل کسو ہوں زنہار
جو ہیں خدام واجب الاکرام
فضل سے ہے خدا کے انکو نصیب
ہے سفینہ ثواب کا کبھی سچا
نہیں زنہار کوئی بیان سکے
نقل کرتا ہوں میں ربیعہ سے
نہ روایت کیا تھا میں نے کبھی
حق تعالیٰ کی ذات کی ہے قسم
اور بجا لانے کو دل کرے وہ ادا
اور کروں میں نماز کی تعلیم
اور آداب اس کے بتلاؤں
تو یہ بہتر ہے اس سے پاس کر
صرف کر دوں اسے براہ خدا
علم کے مسئلہ میں شبہ کوئی
گذرے خاطر میں میری لوگو
اور رہوں تا صباح در تب و تاب
اور وہ میرے سے رفع شبہ کرے
حج مقبول ایک سو سے حساب
کہتا تھا بارہا وہ نیک لقاب

کہ محمد ہے نام پاک اس کا
سن ہجری تھا یکصد و پنجاہ
عالم حمل میں ہے ماں اسکی
مشتری سا ستارۂ رخشاں
مصر میں جا پڑا ہے میں تبھی
اور بر خواہش خدائے کریم
عمر دو سال اس کی تھی کہ اوسے
عمر تھی سات سال اس کی جب
عمر دس سالگی میں حفظ ہوی
اور اسوقت مسلم خالد
شافعیؒ اس سے علم فقہ پڑھا
اپنے قبل بلوغ وہ یکتا
اس کے منہ میں لعاب پاک اپنا
بارک اللہ اس کو فرمائے
حفظ و علم حدیث بھی اس کا
اور ہوا جب وہ پانزدہ سالہ
پس مدینہ گیا بلا وسواس
وہ کہا جب میں اس کے پاس گیا
ایک ساعت تلک وہ [illegible] سیر
حق تعالیٰ نے اپنی رحمت سے
پوچھا ہے مجھ سے کیا ہے تیرا نام

ابو عبد اللہ کنیت والا
ہوا پیدا منا ہیں وہ آگاہ
کہتے ہیں خواب اسطرح دیکھی
باہر اس کے شکم سے ہو کے عیاں
روشنی اس کی ہر بلد میں گئی
حال طفلی میں وہ ہوا ہے یتیم
جد و مادر بہ مکہ لے آئے
ختم قرآن وہ کیا ہے تب
سب مؤطا امام مالکؒ کی
چوتھا مکے کا مفتی جید
ہوا فی الوقت فقہ میں یکتا
خواب میں پایا مصطفےٰ کا لقا
ڈالے حضرت وہ اسکو چوس لیا
نہ خطا اس سے پھر ہوی کہا ہے
اسی برکات سے ہی پڑھنے لگا
اذن فتوے اسے دئے علما
رہا جا کر امام مالک پاس
جبکہ مالک مرا کلام سنا
خوب تیز طرف کیا ہے نظر
اک فراست بڑی دیا تھا او
میں محمد کہا ہے میرا نام

تب کہا مجھکو وہ تقویٰ کو خوف
بر [illegible] خدا سے ڈر
سر یہ تو ہے نہیں سب [illegible]
امت احمدی میں تو عظیم
[illegible] شان
تجھکو دیکھا [illegible] میں
پس رہا میں اسی کی صحبت میں
[illegible] فیض صحبت میں
اک [illegible] قبل
اسکے پاس تھا ہے
علم جو اس کا شرح تفسیر
فضل سے حق کے سب ہی
پس سفر کی جب اس کی رخصت لی
اس نے تب مجھکو یہ وصیت کی
رکھو اپنے دل میں تو تدبیر
نور ڈالا ہے رب لطف عمیم
اس کو مت ظلمت گنہ سے بجھا
یہ کہا آپ گر گنہ سے بچا
بس ہے شافعی ذو الاجلال
شغل علم و فضل و کمال

سو احفظ حدیث میں یکتا
اور بفہم حدیث بے ہمتا

بعلوم کتاب اور سنت
لے گیا تھا یہاں تلک سبقت

درجۂ اجتہاد کو پہنچا
مجتہد مستقل ہوا وہ بجا

پس گیا شافعیؒ سوئے بغداد
اور رہا دس برس وہاں دلشاد

علمائے وہاں کے اسپہ جمع ہوئے
اور اس سے حدیث و فقہ لیئے

اور کتاب قدیم اپنی وہیں
کیا تصنیف وہ نکو آئیں

بعد مکہ طرف گیا اے یار
اور بغداد آیا دوسرے بار

پس گیا سوئے مصر وہ مقبول
ہوا نشر علوم میں مشغول

اور کتاب جدید کی تصنیف
مصر میں ہی کیا بطرز لطیف

کتب اس کے اصول دیں میں ہاں
ہیں گے چودہ مجلد اے ذیشاں

اور مقرر فروع میں رکھ یاد
وے عدد میں ہیں اکسو سے زیاد

اور کہا ہے محمد ابن حسن
مدح میں شافعیؓ کے ای ہیں

جو ہے اوسط ابو حنیفہؒ کی
شافعیؒ سے چار مجلد سے لی

یک شب و روز میں وہ حفظ کیا
حافظہ اسکا تھا قوی ایسا

کہتے ہیں شافعیؒ کے پاک اوقات
اسطرح صرف ہوتے تھے دن رات

فیض بخش علوم تھا بہ نہار
ذکر اور فکر میں تھا شب بیدار

اور فضائل میں اس کے رکھیئے یاد
ہیں تیرہ کتابیں بھی زیاد

جمعہ کا دن سلخ رجب کی تھی
دو صد و چار وہ سن ہجری

مصر میں شافعیؒ نے رحلت کی
عمر چوّن برس کی تھی انکی

زا میں اس سے پایا ہے برکت
حق تعالیٰ کی اسپہ ہو رحمت

احوال امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ

اور چوتھا ہے وہ امام اجل
احمد ابن محمد حنبلؒ

ابو عبد اللہ کنیت والا
پہنچے عدنان کو نسب اسکا

ایک سو ساٹھ پر چہار برس
جبکہ گذرے ز ہجرت اور تر

متولد ہوا وہ در بغداد
پایا بغداد اس سے فخر زیاد

پایا

ح ربیع بن سلیمان نے کہا کہ میں امام شافعیؒ کے جنازے سے فارغ ہو کر لوٹ آیا تو ہلال شعبان کا نظر آیا اسی شب امام شافعی کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو سونے کی کرسی پر بٹھلایا اور موتی مجھ پر نثار کیا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۲

پایا بغداد میں ہی نشو ونما
اور وہاں کے شیوخ سے تحصیل
کر چکا وہ امام فرخ پے
گیا حرمین اور یمن وہ ہمام
علما سے وہاں کے وہ مقبول
یاد تھے اس کو اسقدر اخبار
یعنی دس لاکھ تک ہیں در تعداد
ابن ہارون اور سفیان سے
تھے وہ راوی حدیث نبوی کا
مثل شیخین اور ابو داؤد
اور بہت سے ائمہ والا
اس کی مسند ہے خلق میں مشہور
عصر میں اس کے وہ کتاب سچی
کہ زیادہ یقیں ہے تیس ہزار
اور کہا سات سو پچاس ہزار
میں نے سب سے انتخاب کیا
کہتے ہیں اس کی مجلس پر نور
ان میں زنہار ذکر دنیا کا
اور کیا تھا وہ اختیار ای یار
اس پہ ستر برس وہ صبر کیا
ورع اور احتیاط اور تقوی

اور وہیں اکتساب علم کیا
جب سماع حدیث پیغمبر
جلد اپنے وطن سے نکلا ہے
کوفہ اور بصرہ اور جزیرہ و شام
کیا حاصل بہت حدیث رسول
کہ عدد جنکا ہے ہزار ہزار
جو حدیث اس امام کو تھے یاد
شافعی اور شیوخ ذیشان سے
اس کے راوی بہت سے ہیں علما
ابو ذرعہ امام فیض آمود
بہت اس کی کئے ہیں مدح و ثنا
مسند عالمونکی ہے پر نور
جانیو سب کتب میں عمدہ تھی
جمع اسمیں کیا حدیث کے یار
جو کہ حاضر حدیث تھے بے شمار
جانیو جمع یہ کتاب کیا
مجلس آنحضرت تھی غیر قصور
جانیو تم کبھی نہ آتا تھا
فقر کو ہی مدام لیل و نہار
اور کسی سے نہ کوئی چیز لیا
اور توکل بھی صبر و استغنا

جو دیا تھا اوسے کہ ترمذی خطا
نہ ہوا اسکا بیان قلم سے ادا
سرِ حکایات ہیں عجیب و غریب
ہیں بہت سی ایک ایسی بعید
آپ کے عہد میں جو ہیں تطعیم
شیخ کو انکے جا بجا ہے قبل
یہ نسخہ ہے مختصر
یہ لکھے ہیں امام کے حالات
میں یہ چار و ناچار اسکے
گلشن میں لایا ہے اسطے
چار ہجری تھا وہ کے انتہا
سن ہجری تھا دو سو انتیس
کیا رحلت وہ معدن التقدیس
جمعہ کا روز تھا وہ وقت ضحی
عصر کے بعد اسکا دفن ہوا
اسکی بغدادی میں ہے مرقد
روح اللہ روحہ الاعلیٰ
الغرض یہ چہار امام ہمام
محدثین کرام
ہوئے ایسے

درجہ

لاؤ ایماں جو یاں پہ حج ...
اسکو منسوب اس نے کرتے تھے
بس مغیرہ کو اس لئے ہی جہاں
جعفی کہتے تھے لوگ ذیشاں
اور بخاری محدثوں کا امام
تھا بلاشبہ مقتدا و امام
علما اسکی کرتے تھے توقیر
اور کرتے تھے اس کی بہت تکبیر
وہ جو صحیح الحدیث مسلم تھا
جا نشین شاگرد تھا بخاری کا
جب بخاری کے پاس وہ آیا
اور ادب اسکا بہت بجا لایا
بولا اذن اب مجھے دیجئے
تا کہ دوں بوسہ پاؤں کو تیرے
اور اسطرح ترمذی شیخ بھی
کہ نہ مانند اسکے میں دیکھا

درجۂ اجتہاد کو پہنچے ... مجتہد مستقل و مطلق تھے
درجۂ اجتہاد مطلق سے ... نہیں اعلا ہے درجہ کوئی شئے
بعد انکے نہ کوئی ہوا ایسا ... کوئی محدث نہ درجہ یہ پایا
کہ ہیں یہ چہار صاحب مذہب ... ہینگے برحق مذاہب انکے سب
ہوئے یہ چار در زمان سلف ... نہ سلف کی بزرگی پاوے خلف
کہ ہے خیر القرون سلف کا زماں ... وے حدیث اسکو خیریت کا نشاں
جعل الجنۃ لہم مثوا ... رضی اللہ عنہم ابدا

احوال امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مقتدائے محدثین عظام ... سر اہل حدیث خیر انام
نادواں فیوض باری سے ... شیخ علامہ بخاری ہے
اس سبب سے اسے بخاری کہیں ... کہ وہ پیدا ہوا بخارا میں
عصر کے وقت روز جمعہ کا تھا ... گذرے شوال سے تھے دن سولا
ہجرت مصطفے سے آ خوشحال ... صد و نود اور تھا چوتھا سال
حق تعالے کے فضل سے ایجاد ... ہوا پیدا بخاری ذیشاں
اور لفظ بخاری یا تو تیسر ... دیکھئے اس قدر لیا تشہیر
کہ مؤلف کا اور کتاب کا نام ... وہی ٹھہرا ہے در خواص و عوام
اور محمد ہی نام خاص اسکا ... ابو عبد اللہ کنیت والا
اس کے والد کا نام اسمعیل ... اور براہیم نام جد اصیل
اسکا فرجد مغیرہ جعفی ... وہ مجوسی تھا پہلے اے بھائی
ہاتھ پر یمان جعفی کے ... وہ مشرف ہوا ہے ایماں سے
تب یمان والی بخارا تھا ... اور تھا معمول اس زمانہ کا

حق

حق نے بخشا ہو جسے زینت و زیں
کہا ابن خزیمہ اے مسعود
در علوم حدیث پیغمبر
نہیں ظاہر ہوا بخاری سے
اور بعضوں نے اسکی شان میں کہا
ایک آیت تھی ہاں بروئے زمیں
اور لکھے ہیں اسکی ہی شانیں
اور فہم کتاب و سنت میں
اور در وقت نظر اے امیں
اور تمیز اصل فرع میں بھی
عصر میں اپنے بے نظیر تھا وہ
والد ماجد اسکا اسمٰعیل
تھا جو ابن مبارک والا
جو تھے یاراں امام مالک کے
مستجاب الدعا تھا وہ ذیشان
کہ بخاری بحال لڑکائی
جو اطبا تھے اس زمانے کے
اس کی مادر نے تب توجہ لا
خواب میں دیکھی اپنے ابراہیم
کہے تیرے پسر کی بینائی
وہ تیرے کثرت دعا کی سبب

امت مصطفیٰ کو سب سے یقیں
کہ نہیں زیر آسمان کبود
کوئی داناتر اور حافظ تر
اس نے پایا یہ فضل باری سے
حق تعالےٰ کے آیتوں سے بجا
وہ بخاری کی ذات پاک یقیں
کہ حدیثوں کے حفظ و القا میں
ذہن کی حدت اور جودت میں
قوت اجتہاد میں بھی یقیں
اور تقویٰ میں زہد و ورع میں بھی
سب کمالات میں شہیر تھا وہ
تھا معظم ز راویان جلیل
فیض صحبت یہ اسکی پایا تھا
تھا یہ راوی حدیث کا ان سے
اور بخاری کی والدہ بھی جاں
جبکہ کھویا تھا اپنی بینائی
پسر اس سے لا علاج ہوے
در گہ حق میں دل سے کی بہت دعا
آئے ہیں وہ خلیل رب کریم
حق تعالیٰ نے پھر عنایت کی
کثرت درد اور بکا کے سبب

پس بخاری کی جب صبح ہوئی اٹھا
حق کے فضل و کرم سے بینا تھا
عمر دس سال کی تھی جب وہ اکرم
ہوا حفظ حدیث کا ہمدم
عمر سولہ برس میں وہ اپنے
جو کتب تھے بن المبارک کے
اور کتابیں وکیع کے بھی تمام
حفظ وہ کرکے انکو انجام
جو کتب اہل اجتہاد کے تھے
سب ہوا واقف وہ ان سب سے
پس گیا بہر حج بیت اللہ
اپنے ماں اور بھائی کے ہمراہ
عمر اسکی ہوی اٹھارہ سال
تب وہ از فضل قادر متعال
تصنیف اس نے نفیس کتاب
کیا قضایا کے تابعین و صحاب

[illegible]

کہ بخاری کہا ہے
میں نے دیکھا ہے عالم خواب
آپ کے دو برو کھڑا تھا میں
اور پنکھا ہلا رہا تھا میں
دور کرتا تھا مکھیوں کو جب
خواب سے جاگ میں اٹھا تو جب
اک معبر سے جا کیا تقریر
سن کے اس نے کہا ہے یہ تعبیر
کذب حضرت سے تو کریگا دور
یعنی اخبار کاذبہ بہ ضرور
کرے گا مرآئینہ جدا جن کے
تو صحیح و قوی حدیثوں سے
پس بتالیف اس کتاب شریف
اثر اس خواب کا ہی تھا ای حنیف
اسکی تالیف پس شروع کیا
جن احادیث جمع کرنے لگا
[illegible]

بعد ازاں در مدینۂ انور
کیا تالیف اک کتاب کبیر
اور لکھا تھا وہ رفیع جناب
اور صحیح بخاری بھی اسے شریف
جو حدیثیں صحیح جمع کیا
کہ صحیح بخاری ہے وہ کتاب
یوں کہے ہیں محققین فہیم
سب کتب سے صحیح تر بصواب
اسکی تصنیف کا سبب ہے یار
کہ جو تھا ابن راہویہ ذیشان
اسکی مجلس کے بیچ ہے آ فاخر
کہا یاروں نے آپ جو ای الیق
مختصر اک کتاب فیض نصاب
اور حدیثیں صحیح پر ہے مگر
تا بلا دغدغہ بغیر خطر
پس بخاری کے دل سے اٹھا ہی
اور جسے اک حدیث ہو سو اس
انتخاب ان سے تب شروع کیا
اور حدیثیں صحیح تر اس سے
خوف تطویل سے مگر نہ لکھا
اس کی تالیف کا سبب دوم

جا کے نزد مزار پیغمبر
جو ہے تاریخ میں کبیر شہیر
جانبی منبر کے درمیاں وہ کتاب
کیا تحقیق سے وہیں تالیف
اولاً وہ یقیں بخاری تھا
سب کتب سے صحیح تر دریاب
کہ از بعد کتاب رب کریم
ہے صحیح بخاری لب لباب
یہ لکھے ہیں محققین کبار
شیخ اسحٰق جسکا نام ہے جاں
تھا بخاری بھی ایک شاگرد حاضر
کہ اگر کوئی صاحب توفیق
کرے تالیف اب سنن میں شتاب
گر کرے اکتفا ہے کیا بہتر
عاملاں سب عمل کریں اس پر
پس اسی وقت بات یہ آئی
تب تھیں موجود جو کہ اسکے پاس
جن بہت ہی صحیح لکھنے لگا
گرچہ ان کے سوا بھی حاضر تھی
لاجرم اکتفا اسی پہ کیا
اور یہ بھی لکھے ہیں [illegible]

اور بخاری تھا مالدار بڑا
کہ وہ میراث پدر پایا تھا
اور جوانمرد با سخاوت تھا
متقی صاحب مروت تھا
سب کمالات میں وہ پاک انداز
اپنے اہل زماں سے تھا ممتاز
وہ مساکین اور فقرا پر
صدقہ کرتا تھا اپنا مال اکثر
جو بھی علم حدیث کے طالب
رہتا ان کے طرف بہت راغب
ان سے اکثر سلوک کرتا تھا
لطف و اشفاق اپنے دھرتا تھا
اور قلیل الغذا تھا وہ بدوام
کھاتا تھا ایک یا کہ دو بادام
اور چالیس سال تک زنہار
نہیں سالن کیا وہ نوش یکبار

سخت

سخت ایسی بلا سے شام و پگاہ — حق تعالے رکھیگا اسکو نگاہ
اور بخاری امام قدس شعار — مستجاب الدعا تھا جب سے یار
جو کہ ہوا اس کتاب کا قاری — حق میں اس کے پدر کے یاری
کی ہے اس نے دعائے خیر بجان — یاد سے اکثر قبولیت کی شان
اور بزرگوں سے ایک پاک نصاب — دیکھا اسطرح سے لیا علم جواب
کی بخاری رہ ادب سے عیاں — پیچھے پیچھے ہے مصطفے کے رواں
جس جگہ سے قدم اٹھاوے نبی — وہیں رکھے قدم بخاری بھی
یعنی در تتبع سنت اکرم — رہے حضرت کے وہ قدم بقدم
پس سماع حدیث کے خاطر — کیا سفر بلاد وہ فاخر
جیسے بے شبہ خود بخاری نے — یوں خبر دی ہے حال سے اپنے
کری استفادہ اخیار — میں گیا شام و مصر کو دوبار
اور بصرہ کو چار بار گیا — اور شش سال در حجاز رہا
اور گیا جو کوفہ و بغداد — میں سو وہ کتنے بار نہیں ہے یاد
راویوں سے حدیث بااسناد — میں نے سن کر جو کر لیا سو ہوں یاد
سب کہ راویوں کا ہے تعداد — جانیو اکہزار پر ہشتاد
ہر حدیث ان سے جو سنا ہوں میں — بے کم و بیش وہ لکھا ہوں میں
اور سے وہ راویاں پاک شعار — سب کے سب تھے محدثین کبار
اور بخاری سے ہے ایک خلق کثیر — بھی ہیں راوی حدیث کے اے میر
جیسے مسلم ہے ترمذی ہے جان — اور ابن خزیمہ عالیشان
اور ان کے سوا بہت اخیار — کہ ہے نوے ہزار جنکا شمار
کہ بلاواسطہ حدیث نبی — وے بخاری سے ہی سنے ہیں سبھی

سخت بیمار آہ جب وہ ہوا ۔ تب اطبا نے دیکھ اسکو کہا

چھوڑ دو پینے سے دائما سالن ۔ آئی بیماری خشک ہوکے بدن

لوگ جب جد وکد کیے میں آ ۔ تب وہ شربت سے اختیار کیا

بضرورت وہ شوربہ تھوڑا ۔ ساتھ روٹی کے نوش فرماتا

ایکدن تھا نماز میں ابرار ۔ مارا زنبور نیش ستر بار

باوجود اسکے وہ نکو انداز ۔ نہیں ہرگز کیا ہے قطع نماز

قصہ کوتاہ انہی نے بکدمت ۔ طلب علم میں ہے کی محنت

اور پھرا ہے بہت سے شہر دیار ۔ اور ملا اہل علم سے بسیار

اور انکی ملازمت میں رہا ۔ اور ان سے بہت حدیث سنا

پس بخارا طرف کیا رجعت ۔ اسکی آمد کی جب ہوی شہرت

تب بخارا کے لوگ با اجلال ۔ ایک فرسنگ آئے استقبال

ایک فرسنگ تک بھی اسکے لیے ۔ جا بجا میں نصب کئے خیمے

جائے آراستہ بھی کروائے ۔ شامیانے دیے فرش بچھوائے

سیم و زر اور درہم و دینار ۔ کئے طبقوں سے لا کے اسپہ نثار

پس بخارا میں لایا جب تشریف ۔ معتقد اسکے تھے وضیع و شریف

فیض پاتے تھے اس سے خلق کثیر ۔ کیا خواص و عوام امیر و فقیر

تب کئی حاسدان زشت ضمیر ۔ آہ باندھے حسد میں اسکے کمر

جو کہ تھا حاکم بخارا تب ۔ ورغلائے اوسے یہ ملکر سب

کہ بھیجو حکم یہ بخاری پر ۔ کہ لکھتے وہ آئے تیرے گھر

اور صحیح بخاری لے آوے ۔ پڑھکے مجلس میں تیرے سنواوے

ڈاہا حاکم نے اسکو بلوایا ۔ تب بخاری نے یہ جواب دیا

سنکے حاکم یہ ہوگیا برہم
اور یہ حکم کردیا ہے بہم

کہ بخاری وطن سے باز آوے
شہر سے جلد تر نکل جاوے

تب بخاری نے ہے بددعا یہ کیا
کہ الٰہی پروردگار ارض و سماء

جو کئے میرے حق میں اہل جفا
جلد اس کی سزا سے پہنچا

یہ دعا اسکی مستجاب ہوئی
دشمناں کو سزا شتاب ہوئی

اک مہینہ ابھی نہ گذرا تھا
ہوا معزول پس وہ اہل جفا

اور ہوا تھا یہ حکم سخت اسیر
مادہ خر پہ اس کو بٹھلا کر

اسکو ذلت سے شہر گشت کریں
اور علانیہ یہ ندا کردیں

یہ اہانت یہ ذلت و خواری
ہے سزائے آں زشت کرداری

بعد اسکو رکھے ہیں قید میں لا
اور آخر وہ قید میں ہی موا

اور دوسرے ہوئے تھے جو بدخواہ
کیا ان سب کو بھی خدا نے تباہ

ان سے ہر ایک ایک سخت بلا
اس جہاں میں اٹھا جہاں سے اٹھا

نقل ہے جب بخاری والا
جب بخارا کے شہر سے نکلا

تب سمرقند میں گئی یہ خبر
لوگ اہل سمرقند کے سبھی ملکر

اسکی خدمت میں اک رقیمہ لکھے
بڑی خواہش سے اسکو بلوائے

تب سمرقند کے طرف وہ چلا
ایک قریہ میں جا کے پہنچا

نام خرتنگ تھا وہ قریہ کا
کہ سمرقند کے قریب ہی تھا

اسی قریہ میں یہ سنا تحقیق
کہ سمرقند کے بیچ ہیں دو فریق

اپنے رکھنے میں اور نہ رکھنے میں
ہیں وہ آپس میں اختلاف و نزاع

وہ توقف کیا اسی خاطر
دیکھو تا آخر کیا ظاہر

ایکشب وہ بہت ہی غمگین تھا
کہ سبب لوگوں میں خلاف پڑا

(فائدہ)
وقت فتنہ کا ہوگیا اکثر
تا نہ فتنہ ہو دین طرف منجر
اس خطر سے بہت ملول ہوا
پس تہجد میں یہ کیا ہے دعا
یا الٰہی میں دیکھتا ہوں یقین
با وجود اس کشادگی کے زمین
مجھ پہ سب تنگ آگئی ہے
دلکو میرے یقین اٹھالی ہے
پس زر و زمین اٹھا مجھکو
اور اپنے طرف بلا مجھکو
کیا مقبول حق نے اسکی دعا
وہیں دنیا سے وہ وفات کیا
شب شنبہ تھی غرہ شوال
گذرے سے دو سو اور چھپن سال
سچ ہے وال خطیب بغدادی
عبدالواحد سے نقل کی ایسی

نسل احادیث کے کتب کے تمام
اور اسطرح سے کہا وہ ہمام
کہ کتاب صحیح مسلم سے
کوئی کتاب آسمان کے نیچے
جو اصح ہو صحیح ہو وہ نہیں
وہی ہے سب سے صحیح تر ہے یقین
اور اس کے سوا بھی اے سعید
اور بہت سی اس کے مصنفات مفید
شیخ ابو زرعہ رازی سا عالم
اور دیگر اجل ابو حاتم
ہے کہے مسلم محدثین کا تمام
ہے بلاشبہ مقتدا و امام
اور ابو بکر و ترمذی کے یار
ابو حاتم بھی اور کئے اخیار
شیخ مسلم سے ہے بوجہ قوی
ہیں حدیث رسول کی راوی

فخر اسلام و مسلمیں مسلم
ہوا پیدا افتخار دیں مسلم
جبکہ سن شعور کو پہنچا
علم پڑھنے میں وہ کمر باندھا
طلب علم میں ہی اے ہشیار
وہ پھرا ہے بہت سے شہر دیار
مصر و شام و عراق اور حجاز
اور ایسی ہی ملک دور دراز
اور اکثر ثقات سے وہ ملا
اور رجال ثقہ صحیح ان سے سنا
آیا بغداد کی طرف کئی بار
اس سے راوی ہیں بس وہ با اخیار
علم و فضل و کمال میں ہو لا
اسکو بخشا ہے ایسی شان علا
کہ ہوا از ائمہ اعلام
اور حفاظ ملت اسلام
اور یہ علم حدیث تحقیقات
عجب اسکے نشان دیئے ہیں ثبات
فرق کرنے میں دے صحیح و سقیم
اسکو سب عالموں پہ تھی تقدیم
بلکہ اس فن میں وہ یگانہ تھا
قدوہ کمل زمانہ تھا
جب بخاری گئے شہر نیشاپور
آ اقامت کیا ہے قابض نور
مسلم اس کے حضور آتا تھا
اور اس سے فیوض پاتا تھا
اور احادیث وہ گرامی ثقات
جو سنا تھا ز راویان ثقات
وے احادیث سب ز روشمار
تھیں بلاشبہ تین لاکھ ہی یار
ان سے سب انتخاب کرا انہیں
اس نے لکھی ہے وہ کتاب نفیس
یعنی ہے وہ صحیح مسلم جان
بے نظیر و مثیل از ایشاں
ایسی خوبی سے اسکی کی تالیف
اسمیں رکھا رموز لطیف
حسن ترتیب کی اسے ایسی
کہ نہیں کوئی کتاب میں ویسی
جو ہیں علم حدیث کے ماہر
انپہ یہ امر خوب ہے ظاہر
اس لئے شیخ بو علی افصح
دیا اسکی کتاب کو ترجیح

اور تھا متقی بڑا مسلم
جو ہیں اس کے عجائب حالات
کہ بیقین اپنی عمر بیچ کبھی
اور نہ مارا ہے وہ کسیکو بھی
ایسے اوصاف پاک وہ مولا
دو صد و شصت و ایک تھا سن جب
شام یکشنبہ اس نے نقل کیا
پس ہوی عمر اس کی پچپن سال
ابوحاتم محدث والا
پوچھا کیا حال ہے ترا وہ کہا
پس بیقین جس جگہ میں چھپاتا ہوں
اور جو تھا ابو علی زاغونی
کوئی دیکھا اس کو خواب میں پوچھا
کہا یہ جزو جو ہے خبر بات
جزو تھا وہ صحیح مسلم کا
کہا تھا مذہب امام مسلم کا
ہے وہ طبقات شافعیہ سے
مجتہد بھی تھا کوئی درجہ کا
ہم ظرفیت تھا یہ بخاری کا
روح اللہ روحہ ابدا

اور محتاط با صفا مسلم
سوا انہیں حالتوں سے ہے یہ بات
نہ کسی کی کبھی اس نے غیبت کی
اور کسی کو نہ اس نے گالی دی
لطف سے اپنے اسکو بخشا تھا
بست و پنجم تھی وہ ماہ رجب
اور دوشنبہ کے روز دفن ہوا
خوش ہے اس سے قادر متعال
شیخ مسلم کو خواب میں دیکھا
حق نے جنت مباح مجھہ کیا
دار جنت کے بیچ رستا ہوں
جب یہ دنیا سے اس نے رحلت کی
کس عمل سے تو رستگار ہوا
اس کی برکت سے میں نے پائی نجات
دیکھیے اس کتاب کا رتبہ
لکھے اسماء ہیں یوں علماء
منتسب شافعی طرف ہیں کئے
یا نہیں - یہ ہمیں نظر آیا
درجہ اس کے قریب رکھتا تھا
جعل الجنۃ لہ مثوا

احوال امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق مسعود
وہ سلیمان ہے ابوداؤد
کنیت جسکی ہے وہ گذری ہے نبیل
ابن اشعث ہے وہ بیان
ابن اسحق بن بشیر ہے وہ ابن عمر
ابن شداد وہی وہ ابن اشیر
ابن عمران ازدی سجستانی
اسکو لکھے ہیں جو بعض سجستانی
بالیقین وہ غلط ہے اسکو سمجھو
بالیقین سجستانی ہی وہ صفا
سجستان اک ملک ہے مشہور
سیستان ہے سند و جابل
وہ لگا ہے بلاد سند سے دریا
ہے وہ سند و ہرات کے یار
متصل ہے قندہار
سند کے ہے قریب ملک قندہار
اور وہیں پیشتر حشمت بھی تھا
تھے بزرگان چشتیہ حسن جا

نسب

انتخاب اس سے کردہ فرزند من
دیا ترتیب اس کتاب سنن
چار ہزار آٹھ سے حدیث شریف
جمع کی اسمیں یعنی کیا وہ ضعیف
جو حدیث صحیح یا ہو حسن
وہی اسمیں لکھا وہ نیکو فن
اور ایسا کہا وہ عالی شان
کہ جو ہیں اس کتاب کے دریان
آٹھ سے اور چار ہزار حدیث
ان سے عاقل کو بس ہے چار حدیث
ان سے پہلی حدیث ہے اے فرخ فال
ہے بلاشبہ انما الاعمال
انما الاعمال بالنیات
یعنے اعمال نیتوں کے ہی سات
اجر پاوے مطابق نیات

الخ

نسبت سیستاں کو عربان
ہجرت شاہ دیں سے جانو تم
ابو داؤد تب ہوا پیدا
طلب علم میں کمر باندھا
کہ حجاز و عراق و مصر اور شام
پڑھا علم حدیث شوق سے وہ
اور صلاح و عبادت و تقویٰ
آستیں اک کشادہ رکھتا تھا
لوگ پوچھے ہیں جب سبب اسکا
آستیں اک کشادہ رکھتا ہوں
دوسری اسقدر ضرور نہیں
استاد اسکا احمد حنبلؒ
اور سماع و روایت اخبار
اور راوی ہیں اس سے اک بھائی
بلکہ راوی ہے اس سے شیخ اجل
اور تھا موسیٰ جو یک بزرگ بڑا
ابو داؤد سے ہوا پیدا
اور برائے بہشت در عقبیٰ
اور کتاب سنن بوجہ لطیف
ابن حنبلؒ کو لا کے دکھلایا
وقت تالیف اسکے یہ سو آں

کبھی کہتے ہیں سنجری پہچاں
سال دو سو پہ جبکہ تھا دوم
اور جب وہ شعور کو پہنچا
اسی خاطر بہت سے ملک پھرا
اور خراسان اور جزیرہ تمام
کیا حفظ حدیث ذوق سے وہ
اور رکھتا تھا احتیاط بڑا
دوسری آستیں تنگ سدا
تو انہیں اسطرح وہ فرماتا
تا کہ اجزا کتب کے اسمیں رکھوں
بلکہ اسراف ہے زیادہ یقیں
اور ہے شیخ طیالسی اکمل
ہے بہت عالموں سے اسکو آیا ہے
ترمذی ہے ایک دوسرا النسائی
اسکا استاد احمد حنبلؒ
وقت میں اسکے حق میں اس نے کہا
از برائے حدیث در دنیا
دیوے اسکو جزائے خیر خدا
ابو داؤد جب کیا تالیف
دیکھ کر وہ پسند فرمایا
پانچ لاکھ تھے حدیث اسکے پاس

اک عمل ہے ہو نیتیں جتنی — نیکتر اجر بھی ملیں اتنی

دیکھ اکثر محدثیں کبار — اس حدیث شریف سے ہی آیار

کیئے اپنے کتاب کو آغاز — فیض کا در کئے اسی سے باز

اور اسیکو رکھے پاک سیر — سب احادیث کی ہے سر دفتر

چوں بخاری شریف ہے اجل — یہی لایا حدیث ہے اول

وہ بخاری کی ایک شرح ہے نام — جو ہے ہندی میں فیض باری نام

اس حدیث شریف کی بتفصیل — دیکھ اسمیں کیا ہے شرح طویل

اور دوسری حدیث ہے آ بھائی — دیکھئے ہے بغیر شبہ یہی

من حسن اسلام المرء ترکه ما لا یعنیه

یعنے از خوبیٔ مسلمانی — چھوڑ دینا ہے امر لا یعنی

یعنے جس قول و فعل میں کہ ہو — دنیا یا آخرت کا نفع نہ ہو

چھوڑنا ویسا کام یا ہو کلام — ہے مقرر زخوبیٔ اسلام

اور تیسری حدیث ای ذیشان — ان حدیثوں سے بس یہی جانا

لا یومن احدکم حتی یحب لاخیه ما یحب لنفسه

تم سے ایمان نہیں کوئی لایا — جب تک اسکا نہ حال ہو ایسا

کہ یعنی اپنے واسطے جو چیز — چاہتا ہے شبہ اور رکھے عزیز

بھائی مومن کے واسطے اپنی — بس اسی چیز کو وہ دوست رکھے

جیسی چاہتا ہے اپنی تو عزت — ہر مسلماں کی کیجئے حرمت

جیسے اپنا ضرر نہ چاہیگا — کسی مومن کو مت ضرر پہنچا

اور چوتھی حدیث پیغمبر — ہے یہی رکھ مدام پیش نظر

الحلال بیّن والحرام بیّن وبینهما مشتبهات فمن اتقی المشتبهات استبرأ لدینه وعرضه

ترجمہ جو کچھ حلال ہے ظاہر
اور ہے جو حرام ہی ظاہر
اور ہے ... ہیں شبہات
درمیاں ان دونوں کے ہیں [illegible]
جو بچے ان سے احتیاط کے ساتھ
جس نے رکھا ہے پاک وہی
دین اپنا اور آبرو اپنی
اور رکھا پاک آبرو عالیشان
شاہ عبد العزیز عالیشان
پیشوائے محدثین زماں
لکھتا ہے اسطرح ایک
یہاں محدثین میں ایک
بوستان محدثین ہے ابو داؤد
کہ کہا بس جو ہے مقصود
شیخ ہے اسکے [illegible]
یہ حدیث ہے شریعت کے
کلیہ قاعدے کے
اور احکام دین و ملت

معرفت

یعنی بخاری و مسلم
وہ مقدم ہیں سب پہ ہے اسکا نام
ابوداؤد کے ہی وقت میں تھا
اک محدث بڑا تھا جو ذی شان
نام اسکا تھا شیخ ابراہیم
دیکھ اسکی سنن کہا کہ فہیم
ابوداؤد کے لئے مولا
نرم اسطرح سے حدیث کیا
نرم لوہا کیا تھا جیسا کہ داود
بہر اعجاز حضرت داود
ابو طاہر سرآمد اخیار
جو کہ تھا حافظ حدیث ای یار
اس سخن کو بہت پسند کیا
عربی اسکو نظم میں لایا
اور وہ شیخ دین ابو طاہر
ار حسن بن محمد فاخر
نقل

معرفت انکی جب کہ آوی بات
بعد ان کے جو ہینگے جزئیات
جاننے کیلئے ای نیک نہاد
یہ مبارک جو ہیں حدیث چہار
کیونکہ تصحیح طاعت ای عاقل
اسکا ان کی قبولیت کا مدار
اور سدا اپنی عمر کے اوقات
ہووے حاصل یہ بات لیل و نہار
اور رعایت حقوق مومن کی
اور اہل معاملہ کی تمام
اور رفع شکوک بھی سمجھو
ہووے چوتھی حدیث سے حاصل
ہیں بلا شبہ یہ چہار حدیث
عاقل ہوشیار کے حق میں
شاہ عبد العزیز عالیشان
قول اسکا ہوا یہاں آخر
ابوبکر جلال با اجلال
کہ احادیث کی عبارت میں
وقت میں اپنے سب سے اقدم تھا
اور خطابی یہ کہتا ہے کلام
علم دیں میں ہے وہ کتاب ایسی

ہووے معلوم سارے مشہورات
انکی تفصیل شرح و بسط کی سات
نہیں چنداں ہے حاجت استاد
ان سے معلوم کر سکے ہشیار
ہووے پہلی حدیث سے حاصل
نیک نیت یہ ہے ای نیک شعار
جو بچاتا ہے لغو سے دن رات
یعنی دوسری حدیث سے آیا ر
خویش و احباب دوستوں کی سبھی
آوے تیسری حدیث سے اہتمام
علما کے ہوا اختلاف سے جو
بات دے احتیاط آ کامل
ہینگے گویا چہار ہزار حدیث
پیر و استاد کا وہ حکم رکھیں
پیشوائے محدثین رجال
دیکھ بستاں میں اس کے ای ماہر
ثنا نہیں اس کے یہ کیا ہے مقال
زہد اور ورع اور بصارت میں
خلق کا پیشوائے اکرم تھا
ابوداؤد کی کتاب ہمام
کہ نہ کوئی کتاب ہے ویسی

نقل لایا کہ اس نے فرمایا
حضرت شاہ انبیا کا لقا
کہ تمسک سنن کی جو چاہے
اور بولا ہے ابن اعرابی
اصل اسلام ہے کتاب اللہ
ابو داؤد کی سنن ہے جہاں
اور کہے ہیں کسی کے پاس اگر
اصل قرآن باصواب سوا
نہیں حاجت کسی کتاب کی ہو
ابو داؤد کے سوا ہے تمام
مستقل کوئی نہیں کتاب لکھا
اس نے جب یہ کتاب کی تصنیف
شیفتہ ہوگئے سب اس سے
نہیں کوئی مخالف اسکا ہوا
ابو داؤد کا تھا کیا مذہب
بعض کہتے ہیں شافعی تھا او
ابن خلکان نے ای ستودہ شیم
ابو اسحٰق شیخ پاک صفات
تھے جو یاران احمد حنبل رح
ابو داؤد کو کبھی جو آیا
سن ہجری تھا دو صد ہفتاد

کہ میں دیکھا بعالم رؤیا
کیا ارشاد آپ نے ایسا
ابو داؤد کی سنن دیکھے
کنیت بو سعید ہے جسکی
اور اسکا ستون اے آگہ
ہر دو کافی ہیں دین میں ہیجان
نہیں کوئی کتاب ہو حاضر
ابو داؤد کی کتاب سوا
اسکو کافی ہیں بس یہی ہر دو
جانئے ور مجرد احکام
وہی اس فن کا فتح باب کیا
اسکو دیکھے ہیں جب ضیع و شریف
مثل قرآن نفع لینے لگے
بلکہ ہر ایک اس سے بہرہ لیا
اسمیں ہے اختلاف یہ سن آپ
بعض بولے ہیں حنبلی سمجھو
اپنی تاریخ میں کیا ہے رقم
فقہا کے جو ہے لکھا طبقات
علم فقہ و حدیث میں اکمل
دیکھئے وہ کیا انہیں سے شمار
اور رہتے پانچ سال اسپہ زیاد

سولہویں وہ تھی از ماہ شوال
سولہویں وہ معدن اجلال
کیا رحلت وہ نیک سالہ
عمر ہفتاد و سہ اور بصرہ
اور مدفون ہوا وہ در بصرہ
رحمت حق نزول ہو اس پہ
تا قیامت بہشت سرمد ہو

احوال امام ترمذی رح

احوال امام ابو عیسیٰ
تھا محمد جو وہ بن عیسیٰ
ابن سورہ ہے وہ بن موسیٰ
ابو عیسیٰ ہے کنیت اسکی
اسکو کہتے ہیں ترمذی اسی
اور ترمذ ہے ایک شہر کا نام
شہر قدیم ہے اسکا
سن ہجری ہے
کہتے ہیں
سن بانوے کی وہ ہجری ہے

ورع اور زہد اور خوف خدا
رکھتا وہ بہت ہی رکھتا تھا
سالہا خوف حق سے رویا کہ
نابینا ہو گیا چشم کھو بیٹھے
اس نے وہ جامع کبیر و لطیف
تصنیف کی جب کیا تالیف
پہلے ان سب کے اسکو پیش کیا
تھے جو ملک حجاز کے علما
دیکھ اس کو پسند فرمائے
اور بہت اسپہ آفرین و ثنا
اور تھے جو عراق کے علما
بعد انکے بھی لا کے بتلایا
دیکھی سب نے تو خوش ہوئے
بعد لوگوں میں اسکو دی تشہیر
اور کہا جس کے گھر میں وہ ہو کتاب
گویا اس گھر میں ہے نبی کا جلوہ
کہ

اور ابوالنصر سے بھی رکھ یاد
اور یہ ترمذی ہم ہدا
وہ اسی کے روش میں سمجھا
اور از مسلم و ابو داؤد
رکھتا ہے وہ روایت اخبار
علم پڑھنے لئے پھرا ہی وہ
واسط و رے و کوفہ و بصرہ
سالہا عمر لگیا ہے بسر
اور اس فن کے درمیاں ہی پایا
اور یہ جامع کبیر اسکی
ہے یقیں بہترین تصنیفات
بلکہ بعضے وجوہ سے بہتر
عدم تکرار وجہ ہے پہلا
مذہب ہر اک امام کا خوش تحاز
خوبتر جانو کیا ہے وہ
اور انواعیں حدیث کے اکثر
اور معلل جو ہے علل کیا تھا
اور حدیثوں کے راویوں کا نام
اور کئے فائدے آ فرخ فال
بسکہ خوبی سے وہ لکھا ہے چال
اور وہ حفظ میں یگانہ تھا

بس یہی نہر ہے بلخ کی مراد
ہا ابو نشا گرد تھا بخاری کا
عصر کا اپنے وہ یگانہ تھا
انکے اشیاخ میں یہی اسود
اور بہت سے بلاد اور امصار
استفادہ بہت کیا ہے وہ
اور خراسان اور حجاز میں جا
پڑھا علم حدیث پیغمبر
بس تصانیف اسکے ہیں بسیار
ترمذی جسکو بولتے ہیں ہی
اسکی عمدہ ترین تالیفات
ہے کتب حدیث کے تحریر
و ہر مذہب مذاہب فقہا
از حدیث صحیح استدلال
داد اس امر کی دیا ہے وہ
درپے صحیح و حسن غریب و ضعیف
خوب لکھا ہے وہ گرامی ذات
اور القاب و کنیت ای ہمام
جو علاقہ رکھے بعلم رجال
بس کتاب اسکی بے نظیر ہے باب
اوحد و اشہر زمانہ تھا

کہ وہ اس سے کلام کرتا ہے | فیض بخشی مدام کرتا ہے
اور کتاب شمائل نبوی | بکمال وصاف پاک مصطفوی
دیکھئے ہے اسی کی تالیف | ہے بلاشبہ وہ کتاب لطیف
گنج حسنات معدن برکات | باعث یمن و مخزن خیرات
کہ برائے برآمد حاجات | اور دفع مصائب و آفات
اسکا پڑھنا مجربات سے ہے | اور عمدہ توسلات سے ہے
کرتے آئے ہیں تجربہ اسکا | یقین اکثر اکابر علما
یونہی لکھا باشعۃ اللمعات | دہلوی جو ہے شارح مشکوٰۃ
سن ہجری تھا دو صد و ہفتاد | اور نون سال ہی تھے اسکے زیاد
اور وہ سیزدہم رجب کی تھی | روز دوشنبہ اسنے رحلت کی
شہر ترمذ میں اسکی ہے مرقد | نَوَّرَ اللہُ رُوحَہُ الامجد

احوال امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ

پانچواں وہ امام فرخ پے | احمد ابن علی نسائی ہے
لفظ نسائی بہمزۂ مکسور | ہے بلامد صحیح جاں مذکور
نسا اک شہر ہے خراساں میں | نسبت اسکی طرف ہے وہ سن لیں
سن ہجری تھا دو صد و پندرا | فضل سے حق کے وہ ہوا پیدا
وہ ہوا جبکہ پانزدہ سالہ | طلب علم کیلئے نکلا
وہ قتیبہ کے پاس پہلے جا | اک برس دو مہینے مکث کیا
کسب علم حدیث اس سے کیا | بہت اس باصفا سے فیض لیا
پھر گیا ابن راہویہ کے پاس | جا پڑھا علم دیں بلا وسواس
اور علی ابن خشرم و محمود | ابن غیلان اور ابوداؤد

ہیں یہ اس باصفا کے استاد
کیا اخذ روایت ان سے جناب
ابن عبد اللہ عالی اکمل
ابن احمد حنبل
جو کہ تھا ابن امام عالی جاہ
شیخ نسائی اسکے پاس گئے
فائدہ علم کا لیا اس سے
طلب علم میں وہ نیک شعار
پھرا ہے بہت سے شہر و دیار
وہ حجاز و عراق و مصر تمام
اور خراسان اور جزیرہ و شام
طحاوی و طبرانی
ابوبکر و ... اسکے ہیں گئے
تینوں شاگرد رکھتا تھا
بہت فخر وہ رکھتا تھا
اسکے مداح ہیں بہت علما
کہ تھا وہ حافظ حدیث بڑا
اور تھا از ائمہ فقہ

ہر طرح ہو مارنے لگے اسکو
اور لگد کوب کر دئے اسکو
ضرب اک خصیتین پر جو لگا
وہ اس سے نیم جاں ہوا
مسجد سے باہر اسکو کرکے
اس کے خدام گھر اٹھا لائے
پھر ازاں اسکو جب افاقہ ہوا
اپنے خدام کو یہ فرمایا
کہ سوئے مکہ شریف ابھی
مجھے لے چلو چلو جلدی
تاکہ مکے میں ہو جو موت مری
یا کہ مر جاؤں اسکی راہ ہی میں
پس وہاں سے لے گئے اسی ساعت
پایا یا سکے میں آ کے وہ رحلت
بعض کہتے ہیں وہ بر رملہ ہوا
سوئے مکہ وہاں سے لائے تھا

قدوۂ عصر اور امام زماں
شیخ حاکم کہا کہ اسکا کلام
زائد الوصف ہے بہت احسن
ہاتھ دیویگی اسکو حیرانی
اور اسمیں بڑا تھا ورع و تقا
تھا کثیر الجماع وہ باایں
پاس ہر اک کے ایک شب رہتا
اور لکھا بوسعید پاک شعار
ابن خلکان لکھا ہے یوں آ زکی
پائے لوگ اس سے فیض اور برکات
بعد ازاں ہے سوئے دمشق گیا
طول مدت سے ملک شام میں سب
لوگ اس ملک کے بہت ایمیل
اس لئے اسنے اک لکھا نسخہ
مرتضیٰ کے مناقب والا
اور وہ جامع دمشق میں لا
پڑھا تھوڑی کتاب وہ لوگ تب
کہ مناقب معاویہ کے بھی
بس نہیں کیا معاویہ کو یہ بات
پھر مناقب کہئے اسکو کہاں
جو تھے حاضر عوام اور اشرار

سب کمالات میں تھا عالیشان
جو ہے فقہ و حدیث میں ہے امام
اسکی دیکھیگا جو کتاب سنن
دیکھ کر اس کی حسن تبیانی
صوم داؤدی رکھتا تھا وہ سدا
چار زن اسکے عقد میں تھیں یقین
اور کنیزیں بہت تھیں اسکے سوا
دیکھ تاریخ مصر میں آیا ہے
مصر میں آ کے جب رہا نسائی
ہوئیں مشہور اس کی تصنیفات
اور اس شہر میں مقیم ہوا
تھی حکومت بنی امیہ کی جب
مذہب ناصبی لئے تھے جہاں
نام اسکا خصائص کبریٰ ہے
بسط سے اس کتاب میں لکھا
پڑھکے لوگونکو جب سنانے لگا
پوچھا ایسے میں ایک زشت تھا جب
کہا تو لکھا ہے کچھ کہا وہ تبھی
کہ ہو فردا نصیب اسکو نجات
بس یہ کہتے ہی وہ نکو عنوان
آ کے سبھی تب اسکو دیکے قرار

درمیاں

درمیاں لا صفا و مروہ کے | نعش اس با صفا کی دفن کیے
پیر کا دن صفر کی سترہویں | سن ہجری تھا سہ صد و سیوم
آہ مظلوم وہ شہید ہوا | روح اللہ روحہ الاصفی

احوال امام ابن ماجہ رح

اور محمد امام حق آگاہ | پسر زید ابن عبد اللہ
ابو عبد اللہ اسکی کنیت ہے | ابن ماجہ سے جسکی شہرت ہے
ماجہ اسکے والدہ کا ہی نام | اور قزوینی ہے وہ شیخ ہمام
شہر مشہور ایک ہی اکرم | ہے وہ قزوین در عراق و عجم
سال دو سو پہ جبکہ نواں تھا | ہوا پیدا وہ تب بفضل خدا
علم پڑھنے کئے وہ جب نکلا | شوق سے وہ بہت سے ملک پھرا
کوفہ اور بصرہ اور عراق و شام | واسط و مصر و ملک رے بھی تمام
اور حجاز شریف اور بغداد | اور اسلام کے بہت سے بلاد
ابن عمار اور ابن نمیر | ابن منذر بھی تھا جو فرد شہیر
اور ابو بکر بن ابی شیبہ | ان بزرگوں سے استفادہ کیا
سب علوم حدیث میں اشہر | فضل حق سے ہوا ہے بے ہمسر
حنبلی تھا وہ قدوۂ آفاق | پاکہ رکھتا تھا مذہب اسحٰق
اور ہوا ہے وہ صاحب تصنیف | اسکی ہی فیض بخش ہر تالیف
ہے از انجملہ یہ سنن سنئے | ایک ہے وہ صحاح ستہ سے
اسکی تالیف سے بشان عظیم | جبکہ فارغ ہوا بفضل کریم
ابو زرعہ کے پاس لے آیا | اور اسے وہ کتاب بتلایا
دیکھ اسکو کہا وہ پاک انصاب | پہنچے لوگوں کے ہات جب یہ کتاب

کتب میں فن کی سب سے ہے یہ خوب
ہوئی حاجت نہ ان سے ارباب
ہیں کتابیں یہ صاحب بیاں
یہاں کہتا ہے شیخ زماں
شاہ عبد الغنی جلیل
کہ حقیقت میں یہ کتاب نبیل
کی یہ بالکل نہیں بیگی غیر عدیل
حسن ترتیب و اختصار ایسا
سرد حدیث بے تکرار
اور کسی کتاب میں جیسی
بے نقص اس کتاب میں ویسی
نہیں کوئی اسے سر نظیر
اور ابو زرعہ اسکی صحت پہ
وہی گواہی ہے یہ فرمایا
کہ وہ اسطرح سے
ظن غالب ہے بس مرا ایسا
کہ احادیث ایسے ہی اس میں
اسکے اسناد میں ہو جن میں خلل

تیس ہی

مہتمم پاکستان وضع کے ہو	یا شدید النکارت ای کو شتو
تیس تک بھی نہ اسمیں ہیں آکے اور	اور اسمیں کتابیں ہیں بتیس
اور ہیں اس کے ضمن میں در باب	اکہتر اور یا لنسے ابواب
اور احادیث اسمیں ہیں آکے اشیار	ہینگے جملہ سمجھہ چہار ہزار
جبکہ ہجرت سے دو صد و ستر	اور زیادہ تھے تین سال اسپر
بست و ہشتم تھی از مہ رمضان	پیر کے دن کیا ہے نقل وہ جہان
روز شنبہ اسکا دفن ہوا	رحمہ اللہ روحہ الاصفی

خاتمہ

جانو یہ چھے ائمہ اخیار	جو ہوئے ہیں محدثین کبار
پیشوائے محدثین ہیں یہہ	مقتدائے محدثین ہیں یہہ
اہل سنت سب انکو ہیں مانے	دین ملت میں معتمد جانے
جامعین و مبلغین حدیث	حاملین اور حافظین حدیث
کیے تبلیغ وے حدیث و اثر	انکا احسان ہے ساری امت پر
یہ اٹھائے مشقتیں بسیار	کیئے جمع حدیث اور اخبار
قاعدے اور ایسے ٹھہرائے	سقم اور صحت حدیث کی وے
کہ احادیث کاذبہ ہوں دور	تا ہوا حادیث صادقہ لیظہر ہے

مخفی نہ رہے کہ ان چھے ائمہ محدثین میں جو اکثر مذہب شافعی اور بعض مذہب حنبلی کے طرف منسوب ہیں سو ایسے مقلد محض نہیں ہیں جیسے کوئی غیر مجتہد وغیر مجتہد مقلد ہووے۔ بلکہ وے منتسب و موافق ہیں اوس مذہب کے کیونکہ وے اپنی کتابوں میں وہی احادیث لائے ہیں جو مؤید ہوں اوس مذہب کے دلیلیں۔ چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حجۃ اللہ البالغۃ میں لکھتے ہیں

که صاحب التحریر فقد نسب الى احد هذه المذاهب لكثرة موافقته بها كالنسائي والبيهقي ينسبان الى الشافعي ۱۲ منه

بہر حال یہ محدثین۔ مذاہب مجتہدین کی راہ نہیں چھوڑتے ۱۲ منه

بعد بھی ان ائمہ دین کے ہوئے کتنے محدثین بڑے جن کے نام اور کتب حدیث کی بھی ہیں مشہور خلق میں ویسی جیسے امام بیہقی دارقطنی... حاکم طبرانی ابن ابی الدنیا ابن ابی شیبہ. اور ان کے سوا بہت سی جیسے اصحاب جوامع و مسانید و آثار و موطات و مستدرکات و معاجم وغیرہا ۱۲ منه

اور

اور محدث جو ہیں سوا ان کے — چار مذہب کے درمیاں جو ہوئے

نو سنگاف اور نکتہ دان حدیث — اور جو ہیں جو شارحان حدیث

کہ عجائب ہیں جن کے تحقیقات — اور رموز و نکات و تدقیقات

جو بہ غواصی حدیث دانش — لیگئے سبقت اپنے اگلوں پر

انکا ورع و تقا و علم و کمال — اور فضائل ریاضت و اعمال

غرض ان سب کا حال اگر لکھئے — تذکرہ میں محدثین کے ہے

اکتفا اب یہاں ہوا ہے مگر — ذکر اہل صحاح ستہ پہ

سب محدث کو لگے اچھے — [illegible]

کہیں سب حامیان دین قویم — وارثان رسول رب کریم

صلوات و سلام رب انام — بر محمد و آل و صحب کرام

تمت

تمام ہوا رسالہ منتخب تذکرۃ المحدثین ملخصہ جہار ... الحمد لله علی ذلک

ولله احسن من قال

مقتدائے کرام اہل حدیث — پیشوائے عظام اہل حدیث

حاملان کلام مصطفوی — افتخار انام اہل حدیث

جنکا سینہ ہے نور گنجینہ — مثل بدر تمام اہل حدیث

گل گلزار قدس کی بو سے — ہیں معطر مشام اہل حدیث

جامعان حدیث خیر انام — حافظان کرام اہل حدیث

کئے تبلیغ میں حدیث کے کیا — خوب ہی اہتمام اہل حدیث

وارثان رسول رب کریم — پائے میراث تام اہل حدیث

کئے احادیث منتشر اسکا — کئے خوب انتظام اہل حدیث

آپ پر خدمتِ حدیث شریف
ساری امت پہ انکا ہے احسان
کون ہیں یہ محدثین کرام
انکا لازم ہے سب کو حفظ ادب

جب کئے التزام اہل حدیث
محسن خاص و عام اہل حدیث
اہل خیر الانام اہل حدیث
واجب الاحترام اہل حدیث

جن کا تابع فقیہ و صوفی ہے
پیشوا و امام اہل حدیث

گلدستۂ دل بستہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدًا و مصلیًا و مسلمًا

امّا بعد مخفی نہ رہے کہ جب کتاب چہار گلشن سے ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کے فضائل و مناقب معلوم ہوئے اب یہاں ان حضرات مجتہدین کے مذاہب اربعہ کی حقانیت اور فہم کتاب و سنت میں انکی تبعیت و تقلید کا حکم علمائے محدثین کے اقوال سے تھوڑا یہاں بیان کیا جاتا ہے اگرچہ اس باب میں ائمہ محدثین متقدمین و متاخرین کتابیں بہی تصنیف کی ہیں لیکن یہاں تفصیل و تطویل کے لئے گنجائش نہ ہونے سے محدثین کے چند اقوال پر اکتفا کیا جاتا ہے

گل

فائدہ جلیلہ از تحفہ اثنا عشریہ رئیس المحدثین امام المفسرین مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہ
اسی و پانچواں کید شیعہ کا یہ ہے کہ اہل سنت و جماعت پر طعن کرتے ہیں کہ وے مذہب

ابوحنیفہؒ وشافعیؒ ومالکؒ واحمدؒ کا رکھتے ہیں نہ ائمہ اخیار کا حالانکہ ائمہ اہل بیت اتباع کرنیکے
لئے چند سببوں سے احق ہیں۔ اول یہ کہ وے بزرگان پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جگر پارے ہیں
اور حضرت کے دولتسرا میں پرورش پائے اور شریعت کے آئین ورسوم عالم طفلی سے
یاد کئے ہیں مثل مشہور ہے کہ اہل البیت ادری بما فیہ۔ دوسرا وہ کہ حدیث صحیح ہیں کہ نزدیک
اہل سنت کے معتبر ہے ان بزرگواروں کی تبعیت کا حکم وارد ہوا ہے کہ قال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم انی تارک فیکم الثقلین ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدے
کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی۔ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مثل اہل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبہا نجی ومن تخلف عنہا
غرق تیسرا وہ کہ ائمہ اہل بیت کی بزرگی اور علم وتقوی اور زہد وعبادت متفق علیہ ہے سنی
وشیعہ ہر دو قایل ہیں بخلاف دوسرے کے جو بزرگاں کہ بالاتفاق ایسے فضائل سے موصوف
ہوں اتباع کے واسطے اولی اور الیق ہیں ان سے کہ جن کی بزرگی مختلف ہو۔ جواب اس
کید کا یہ ہے کہ امام نبی کا نائب ہے اور نبی صاحب شریعت ہے نہ صاحب مذہب کیونکہ
مذہب نام اس راہ کا ہے کہ بعضے امتیوں کو فہم شریعت میں کھلے اور اپنی عقل سے چند
قاعدوں کو قرار دیں کہ دین میں موافق اس قواعد کے مسائل شرعیہ کا استنباط اس کے اخذ
سے کریں اسواسطے مذہب محتمل صواب وخطا کا رہتا ہے جب امام خطا سے معصوم ہے اور
علم نبی کا رکھتا ہے مذہب کی نسبت اس کی طرف کرنی کچھ معقول نہیں اسی لئے مذہب کو
طرف خدا تعالی کے یا جبرئیل کے یا طرف دوسرے فرشتوں اور پیغمبروں کے نسبت کرنی
کمال بیخردی اور نادانی ہے بلکہ فقہائے صحابہ کو کہ نزدیک اہل سنت کے ابوحنیفہ اور شافعی
یقیناً افضل ہیں صاحب مذہب نہیں جانتے ہیں بلکہ ان کے افعال واقوال کو فقہ کا ماخذ اور
دلائل احکام شمار کرتے ہیں اور انکو وسائط جانب غیب سے علم شرعی کا سمجھتے ہیں اور تبعیت
وتقلید مجتہدین کی فی الحقیقت تبعیت ائمہ اہل بیت طاہرین کی ہے کیونکہ فقہائے

تمہید بن فقہ اور مذہب اور استنباط کے قواعد حضرات ائمہ اطہار ہی سے لئے ہیں اور
سلسلہ اپنے شاگردی کا انہیں بزرگوار کو پہنچاتے ہیں پس رتبہ ائمہ اطہار کا اہل سنت کے
نزدیک رتبہ پیغمبر او صحابہ کبار کا ہے کہ انکا اتباع مقصود رکھتے ہیں لاکن شیعوں کی نسبت
ان کی طرف نہیں کرتے ہیں اگر حال شیعہ کا ہم بخوبی لکھیں تو ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے کبھی
تبعیت ایسے لوگوں کی بجا لاتے ہیں کہ وے اپنی نسبت ائمہ کرام کے ساتھ اور ائمہ
علم کا ادعا انہیں حضرات سے کرتے ہیں نہ ائمہ کا اتباع بلا واسطہ۔ اس اعتقاد میں تفاوت
ہے کہ اہل سنت کے پیشوایان اصول عقاید میں ائمہ اہل بیت کے مخالف نہیں ہے اور ائمہ
کرام ان کے حق میں بشارتیں دے کر بخلاف پیشوایان شیعہ کے جیسے ہشامین اور احول
طاق اور ابن اعین اور ان کے امثال کہ عقاید اصلیہ میں صریح مخالف ائمہ کے ہوئے
اور باری تعالیٰ شانہ کی جسمیت کے قائل تھے اور ائمہ انہوں سے بیزار رہے اور انکے
عقاید کے بطلان پر گواہی دئے ہیں اور انکو دروغ گوئی اور افترا سے منسوب کئے ہیں
چنانچہ یہ تمامی مطالب اس کتاب کے باب سیوم و چہارم میں شیعہ کے روایات معتبرہ سے
منقول ہونگے حقیقۃ الامر یہ ہے کہ منصب امام کا اصلاح عالم اور دور کرنا فساد کا ہے
جسکی فرع میں کہ قصور پاوے اسکی تکمیل فرماوے اور جو کہ روش صواب و راستی پر ہو اس کو
بحال رکھے تا تحصیل حاصل اور ضروریات کی سستی لازم نہ آوے پس حضرات ائمہ نے
زانوئے مجلس سلوک طریقت کے مقدمات کو از اہم مہمات سے بخوبی منتظم کئے اور مقدمہ
شریعت مطہرہ کا ذمہ یاران رشید و مصاحبان سعید کے حوالے فرمائے اور خود متوجہ
طرف عبادات اور ریاضات کے اور تربیت باطن و تلقین اذکار و اوراد کے اور تعلیم
صلوٰۃ و دعوات کے اور القائے فواید سلوک کے طالبوں پر اور حقایق و معارف کلام
اللہ اور کلام رسول سے نکالنے کے طریق کے ارشاد میں مشغول رہتے ہیں اور سبب سے
اختیار عزلت اور حب خلوت کے کم لازم اس شغل شریف کا ہے طرف استنباط

اور اجتہاد کے التفات نہیں کئے۔ اسواسطے علم طریقت کے دقایق اور حقایق اور حقیقت تفسیر
کے غوامض انہیں سے بہت منقول ہیں۔ اور اہل سنت سلاسل ولایت کو انہیں ہی کے ذوات
عالیات میں منحصر رکھتے ہیں۔ اور حدیث ثقلین بھی اسی بات پر اشارہ کرتی ہے کیونکہ
کتاب اللہ واسطے تعلیم ظاہر شریعت کے کافی اور علم لغت اور اصول کو وضع و تقلید کے
ساتھ علاقہ رکھتے ہیں امداد کو فہم شریعت کے لیے کسی امام کے ارشاد کی حاجت
نہیں۔ ہاں جو محتاج تعلیم امام کے ہیں سلوک طریقت کے دقایق ہیں کہ صراحتہً کتاب
اللہ سے مفہوم نہیں ہوتے ہیں حضرات ائمہ اس اشارت کو سمجھ کر عنان عنایت کو اپنے
اسی امر ضروری کے طرف مصروف کئے۔ اور امر اول کو طریق اجمال پر اکتفا فرما کر
مجتہدین کے عقل و علم پر چھوڑ دئے اس لئے اجماع سے سنی و شیعہ نے کوئی ائمہ
کرام سے تالیف و تصنیف کسی کتاب کی اور تاصیل اصول اور تفریع فروع کسی علم کی
نہیں کئے تا کتاب پر اسکے اور فن مدون پر اسکے استغنا واقع ہو۔ بلکہ روایات مسایل
اور احکام کے ائمہ کرام کے یاروں میں منتشر تھے اور استنباط کے قواعد جزئیات میں
مخفی اور مستور رہے لابد کوئی شخص چاہیے کہ دے۔ تمام روایتوں کو جمع کرے
اور قاعدوں کو تتبع کر کے جدا لکھے۔ اور اجتہاد کے رسم و آئین کی بنیاد رکھے
پس معلوم ہوا کہ جیسا کوئی مذہب کی نسبت کسی امام کے ساتھ معنا نہیں رکھتا ہے اسیطرح
اتباع امام بھی بلا واسطہ غیر مجتہد کو ممکن نہیں سو واسطے پیغمبر کی شریعت کی تبعیت میں
مقلد کو مجتہد کی وساطت ضرور ہوا اگرچہ ہر چند شیعہ اول اہل بیت ائمہ کے اتباع کا
ادعا کرتے ہیں لیکن جو مسایل کہ ائمہ سے منصوص نہیں اپنے علمائے مجتہدین کو مانند
ابن عقیل اور غضایری اور سید مرتضی اور شیخ شہید کو اپنے پیشوا بناتے ہیں اور ان کے
اقوال پر کہ ائمہ کے روایات صحیحہ کے مخالف ہوں فتوے دیتے ہیں چنانچہ باب فروع
میں بطریق نمونے کے انشاء اللہ تعالی تھوڑے مسایل ان کے مذکور ہونگے جب تقلید

کسی مجتہد کی اس کے بعضے اقوال ان ائمہ کے بعضے روایات کے مخالف بھی ہوں نزدیک شیعہ
کے جائز ہوا اور اتباع ائمہ منسوخ ہوا پس اہل سنت کو اتباع میں ابو حنیفہ اور شافعی
کے کیا گناہ لازم آیا بلکہ ان نسبت کہ ان کے بعضے روایات ائمہ کے مخالف لاتے ہیں
فی الواقع یہ مخالفت بالمعنی اتفاق اصول قواعد کے مضر نہیں اور تبعیت کے دائرے سے
باہر نہیں لاتے ہیں چنانچہ بہت لوگ جیسے محمد بن الحسن شیبانی اور قاضی ابو یوسف شاگردان
اور تابعان ابو حنیفہ کے ہیں اور بہت جگہ مخالفت اپنے استاد کی اختیار کئے ہیں علی ہذا
القیاس تحقیق کیا اس سب کا اور ابن الاثیر جزری صاحب جامع الاصول کہ حضرت امام
ابن موسیٰ رضا الی مذاہب امامیہ کا مجدد قرن ثالث میں کہا ہے پس مراد اس کی یہ ہے کہ
اپنے مذہب کو اصل امام کا سا اختصار پہنچاتے ہیں۔ اور اسوقت میں اپنے مذہب کا ماخذ اسیکو
جانتے سمجھتے ہیں جیسے کہتے ہیں کہ علقمہ تابعین میں اور عبد اللہ ابن مسعود صحابہ میں مذہب
حنفی کے بانی تھے اسیطرح نافع اور زہری قرن تابعین میں۔ اور عبد اللہ ابن عمر
صحابہ میں مذہب مالکی کے بانی تھے اور ابن الاثیر نے جو لکھا ہے امامیہ کا زعم اور
معتقد لکھا ہے چنانچہ ہر صدی کے مجددوں کے نام بسبب اس مذہب والوں کے زعم
واعتقاد کے لکھا ہے نہ کہ فی الواقع ایسا ہو انتہیٰ فقط

تکمل

ان چاروں اماموں کے مذہب کی حقانیت و سنیت کے باب میں شیخ الہند عبد الحق محدث دہلوی
شرح سفر السعادت میں لکھتے ہیں جسکا ترجمہ یہ ہے کہ یہ چاروں ارکان دین و ملت کے الاصول
پیشوا انہیں سے ہیں جنہوں نے احادیث اور صحابہ و سلف کے اقوال کو ضبط و ربط دئے اور ان کی
تطبیق و توفیق دیتے اور تاویل اور ناسخ و منسوخ کا بیان کر کے اور سعی بلیغ
اس باب میں صرف فرما کے اپنے قیاس و اجتہاد سے کتاب و سنت کے احکام استنباط کئے
بیان ان کی صحیح نہیں پائی گئی پس ہر غیر مجتہد کو ان حضرات کی تبعیت کے سوا

چارہ نہیں۔ پھر اسی میں لکھتے ہیں کہ مذہب حق اور راستہ منزل مقصود کو پہنچنے کا اور خانۂ دین میں داخل ہونیکے راہیں یہی چار مذہب ہیں۔ اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے رسالۂ عقد الجید اور رسالۂ انصاف میں لکھتے ہیں اعلم ان فی الاخذ هذه المذاهب الاربعة مصلحة عظيمة۔ الی ان قال والخروج عنها خروجا عن السواد الاعظم۔ انتهى۔ اس پوری عبارت کا ترجمہ یہ جاننا چاہئے کہ ان چار مذہب کے اختیار کرنے میں بڑی مصلحت ہے اور اس سے روگردانی کرنے میں بڑی خرابی ہے۔ ہم بیان کرتے ہیں اس مطلب کو کئی وجوہ سے۔ پہلی وجہ یہ کہ شریعت کو پہچاننے کے باب میں امت اجماع کی ہے اسبات پر کہ سلف پر اعتماد کریں یعنے تابعین اعتماد کریں صحابہ پر اور تبع تابعین اعتماد کریں تابعین پر اور ان کے نیچے کے لوگ تبع تابعین پر ایسا ہی ہر نیچے کا طبقہ اپنے اوپر کے طبقہ پر اعتماد کیا چاہئے کیونکہ شریعت نہیں پہچانی جاتی مگر نقل و استنباط سے۔ اور نقل نہیں مستقیم ہوتی مگر اسطرح کہ ہوئے ہر طبقہ اپنے اگلوں سے ساتھ اتصال کے۔ اور استنباط میں یہ بات ضرور ہے کہ اگلوں کے مذاہب کو بخوبی پہچانے تا نہ باہر ہو ان کے اقوال سے اور خرق نہ کرے اجماع کو اور سلف کے اقوال پر اعتماد کرنا جب متعین ہو چکا۔ پس ضرور ہوا کہ ہو وہیں وے اقوال جن پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ روایت کئے گئے ساتھ اسناد صحیح کے۔ یا جمع کئے گئے کتب مشہورہ میں اس طور سے کہ بیان کرے۔ راجح کو اس کے محتملات سے اور خاص کرے اس کے عموم کو بعض مواضع میں۔ اور مقید کرے اسکے مطلق کو بعض مواضع میں اور جمع کرے اس کے اختلافات کو اور بیان کرے اس کے احکام کے سببوں کو۔ وگرنہ صحیح نہ ہوگا اسپر اعتماد۔ اور نہیں ہے کوئی مذہب اس زمانہ اخیر میں جو موصوف ہو اس صفت سے مگر یہی چار مذہب۔ دوسری وجہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اتبعوا السواد الاعظم یعنے تابعداری

کرو سواد اعظم کی۔ اور جب سب مذاہب مٹ گئے سوائے ان چار مذہب کے۔ پس ان مذاہب اربعہ کی تبعیت سواد اعظم کی تبعیت ہے۔ اور نکلنا ان چار مذہب سے نکلنا ہے سواد اعظم سے انتہی اور سواد اعظم سے باہر ہونا آخرت کی خرابی کا سبب ہے وبس۔

تکملہ

جب ان حضرات مجتہدین کے چار مذہب کی حقانیت معلوم ہو چکی اب ان مذاہب معینہ کی تبعیت و تقلید کا حکم جو واجب ہے اسکا بیان یہ ہے کہ اس وجوب کا حکم مطلق نہیں بلکہ اسمیں فرق ہے سلف و خلف کا یعنے اگلوں اور پچھلوں کے لئے۔ یعنے مذاہب مدون و مشہور ہو چکے بعد پچھلے لوگوں پر مذاہب معینہ کی تبعیت و تقلید بے شک واجب ہے ہاں سلف جو تشہیر و تدوین مذاہب کے آگے ہوے ان پر واجب نہیں چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رسالہ انصاف میں کمال تحقیق و تدقیق سے لکھتے ہیں اعلم ان الناس کانوا فی المائة الاولی والثانیة غیر مجمعین علی التقلید لمذهب معین بعینه وبعد المائتین ظهر فیهم التمذهب للمجتهدین باعیانهم وقل من کان لا یعتمد علی مذهب مجتهد بعینه وکان هذا هو الواجب فی ذلك الزمان الی ان قال نیبغی ان یقاس التقلید لامام بعینه انتهی۔ اس پوری عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ پہلی اور دوسری صدی میں مذہب معین کی تقلید پر لوگ مجتمع نہیں تھے اور دو سو برس کے بعد یعنے جب مذاہب مدون ہو کے بخوبی جو طرف شہرت پکڑے) تب ظاہر ہوا لوگوں میں مذہب اختیار کرنا مجتہدین معین کا۔ اور مجتہد معین کے مذہب پر اعتماد نہیں کرنے والا اسوقت بہت ہی کم تھا اور یہ بات یعنے مذہب معین پر رہنا اس پچھلے زمانے میں واجب تھی بالجملہ حضرات مجتہدین کا مذہب اختیار کرنا یہ ایک بھید ہے جو الہام کیا ہے اللہ تعالی نے علما کے دلوں پر۔ اور جمع کیا ان کو اسپر جانیں یا نجانیں۔ اگر تو کہیگا کیونکر

ہووے یہ بات کہ ایک چیز ایک زمانہ میں واجب نہ ہو اور وہی دوسرے زمانہ میں واجب ہووے
حالانکہ شریعت ایک ہی ہے اسکا جواب یہ کہ واجب اصلی یہ ہے کہ ہووے امت میں ایک
شخص جو جانتا ہو احکام شرعیہ کو اسکے دلائل تفصیلیہ کے ساتھ جیسا اجماع کئے
اہل حق۔ اور مقدمہ واجب کا واجب ہے۔ جب واجب کیلیئے راستے بہت ہوں پس
واجب ہوا حاصل کرنا ایک راستہ ان راستوں سے بغیر تعین کرنے کے۔ اور جب متعین
ہو جاوے ایک ہی راہ تو واجب ہو گئی راہ مخصوص کیونکہ واجب کو حاصل کرنے کا راستہ
مقدمہ ہے اس واجب کا جیسے کوئی شخص مخمصہ کی حالت میں مبتلا ہوا جس سے ہلاک کا
اندیشہ ہے۔ اور دفع مخمصہ کیلیئے راستے بہت ہیں جیسے طعام خرید کرنا۔ یا سوال
جنگل سے چن لینا یا شکار کرنا وغیرہا تو واجب ہے کہ بلا التعین کوئی ایک راہ اختیار
کرے یعنے بلا التعین کوئی چیز حاصل کرکے اپنا قوت کرلے۔ اور جب وہ شخص کوئی ایسی
جگہ پر ہے کہ وہاں طعام تیار شدہ حاضر ہے تو واجب ہے اسپر کہ طعام متعین ہی
خرید کرکے اپنی حاجت روائی کرلے۔ پس ایسا ہی سلف کو اس واجب کے حاصل
کرنے کیلیئے راستے بہت تھے پس ان پر واجب یہی تھا کہ ان راستوں سے بلا التعین
کوئی ایک راستہ ہو اختیار کریں سوے پھر جب بند ہوگئے وے سب راستے مگر ایک ہی
راستہ کھلا ہے تو واجب ہو گیا حاصل کرنا اسی راہ مخصوص کا۔ اور سلف حدیث نہیں
لکھتے تھے مگر پیچھے کے زمانہ میں اسکا لکھنا واجب ہے اس لیئے کہ اس زمانہ میں حدیث کی
معرفت نہیں ہوتی مگر کتب حدیث سے۔ اور سلف جب عربی زبان رکھتے تھے لغت
اور نحو میں مشغول نہ رہتے تھے۔ لیکن اس زمانہ میں لغت عربی کا جاننا واجب ہے
بسبب بعد زمان کے عرب اول سے۔ اور بھی ایسے ہی بہت سے مثالیں ہیں
اسباب میں پس مجتہد معین کے تقلید کے وجوب کو بھی ایسا ہی سمجھیں انتہے

کمل

مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ احکام شریعت کی معرفت
میں عامۂ مومنین کو ایسی حاجت ہے جیسے بھوکے آدمی کو غذا کی۔ اور بھوکے آدمی کو
غذا کیلئے جب تک طعام تیار شدہ متعین و مقرر ہو تب تک اسکو یہی واجب ہے کہ جو چیز قابل
غذا ہو۔ وہ جہاں کہیں ملے بلا تعین حاصل کرلے خواہ میوہ ہو یا شکار یا اور کوئی چیز۔ اور
طعام تیار شدہ جسمیں کچھ عیب و نقصان ہو اور وہ پوری حاجت روائی کے موافق حاصل
ہووے۔ اور طعام بھوک کو دفع کرنے کیلئے ایسی غذا ہے مقرری اور کافی و وافی ہے
کہ اسکو غذا کئے بعد پھر کسی چیز کی حاجت اصلی باقی نہیں رہتی بخلاف میوہ یا شکار وغیرہ کے
کہ یہ دفع بھوک کیلئے چنداں کافی نہیں۔ اور طعام ہر قسم کی غذا کا مجموعہ بھی ہے۔ پس
ایسی چیز بالتعین باآسانی تمام حاصل ہوتے ہوئے اسکو چھوڑ کے پھر بھوک دفع
کرنیکے لئے میوہ یا شکار یا اور کوئی چیز تلاش کرنا صرف نادانی یا دیوانہ پن ہے
یا لڑکوں کا کھیل۔ یا ایک جگہ ایسا طعام حاضر رہتے ہوئے پھر دوسری جگہ کا طعام تلاش
کرنے نکلنا یہ بھی عبث و بیہودہ اور ہوا و ہوس ہے۔ ایسا عبث و بیفائدہ کام جو بلا ضرورت
شرعی ہو دین میں لہو و لعب کہلاتا ہے بھوکے آدمی کو واجب و ضروری تھا کہ طعام تیار
شدہ جو بالتعین حاضر ہے اسی کو غذا کرے نہ کہ اسکو چھوڑ کے اور چیز تلاش کرتا پھرے
یعنے صحابہ کے زمانہ میں احادیث مختلفہ و متفرقہ ناسخ و منسوخ مؤول غیر مؤول معارض
غیر معارض عام و خاص مطلق و مقید وغیرہ کے فرق کے ساتھ مع احکام مستنبطہ یک جگہ
جمع نہیں ہوئی تھیں عملیات کے باب میں ان چیزوں کے مجموعہ کا ایک طریقہ ایک مذہب
طعام تیار شدہ کے مانند متعین و مقرر ہونے نہیں پایا۔ اگرچہ کام اسوقت ہوا ہوتا
دین کے کسی امر میں کچھ اختلاف ہی نہ ہوتا اور مذاہب کبھی جدا جدا نہ ہوتے اور حدیث کے
کتابیں کبھی جدی جدی نہ ہوتیں اور حدیث کی صحت و ضعف وغیرہ میں کبھی اختلاف نہ
آتا غرض اُس زمانہ میں ہر شخص پر یہی واجب تھا کہ جو جانتے والا ملے اس سے مسئلہ

پوچھ لیوے جسکو جو حدیث ملی اسپر عمل کرلے اور دفع حاجت کرے جیسے بھوکے آدمی کو جب طعام تیار شدہ نہ ملے تو اسکو یہی واجب ہے کہ کسی ایک چیز سے میوہ ہو یا اسکا ر جسقدر ملے اسقدر حاجت روائی کرلے۔ اس زمانے میں ایساہی عمل چلتا تھا جب تابعین تبع تابعین کے زمانہ میں یعنی صدی دوم میں آیات واحادیث کے معانی و مطالب صحابہ کے قول و فعل کی مطابقت اور ناسخ و منسوخ۔ معارض غیر معارض۔ مؤول غیر مؤول عموم و خصوص مطلق مقید کے فرق اور اس کے احکام کیسا ایک ایک جگہ جمع و مدون ہوئے مذاہب اربعہ طعام تیار شدہ کے مانند قرار پائے۔ دوسری صدی کبھی پوری ہوچکی پھر ہر مذہب کے فقہ کی تعلیم و تدریس جاری ہوئی اور ہر مذہب کی کتابیں اس کے اصول و فروع اور اسناد حدیث و آثار کیسا مبوب و مفصل ہوکے تصنیف و تالیف ہونے لگیں ہر مذہب عرب و عجم میں شہرت و شیوع پکڑا۔ جو شخص جو مذہب اختیار کیا عملیات کے ہر مسئلہ میں عبادات ہو یا معاملات وغیرہ اس مذہب سے اسکی پوری حاجت روائی ہونے لگی۔ اور دوسرے متفرق راستے سب بند ہوگئے۔ مذاہب اربعہ کی یہی ایک شاہراہ باقی رہی جسپر جمہور ملت چل رہی۔ پس ہر شخص اسی راہ و مذہب کو اختیار کرنا واجب ہوچکا۔ کیونکہ احکام شرعیہ کی معرفت جو واجب ہے۔ مذہب اس کے حاصل کرنیکا طریقہ اور مقدمہ ٹھہرا۔ اور واجب کا مقدمہ بھی تو واجب ہی ہے۔ پس مذہب مدون کو اختیار کرکے جسے وہ عملیات کی پوری حاجت روائی کرتا ہے پھر اسکو بلاضرورت شرعی چھوڑکے دوسرے طرف جانے کی ہرگز حاجت نہیں۔ اور یہ امر زمانہ سلف میں واجب نہ ہونا کچھ مضائقہ نہیں بہت سے امور دینیہ جو دین کے موبدات سے ہیں پچھلے زمانہ میں واجب کا حکم پیدا کئے ہیں جیسے تصنیف کتب اور علم صرف و نحو کا پڑھنا علم دین کے مدرسہ بنا کرنا اور ایسے ہی ایسا امور و پس جیسا مولینا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مذہب معین مدون اختیار کرنے اور اس کی تبعیت و تقلید واجب ہونے میں زمانہ سلف و خلف کا فرق بتلاتے

ہیں۔ مولینا شیخ عبد الحق محدث دہلوی بھی شرح سفر السعادۃ میں ایسا ہی کہتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں۔ درینجا اختلافے در روش پیشینیان و پسینیان رفتہ و این (یعنی عمل بالحدیث) طریقہ متقدمان است اما دریں روزگار این کار صورت نمی بندد جز متابعت مجتہداں کردن و درپے ایشاں رفتن سبیلے نبود و چارۂ نے انتہی ملخصہ

نکتہ

سلف کے سوائے پچھلے زمانہ کا ہر عامی مذہب معین اختیار کرنا جو واجب ہے اس وجوب کا کیا سبب ہے معلوم کیا چاہیئے کہ یہ امر دو سبب سے واجب ہوتا ہے پہلا سبب یہ کہ عامی دو قسم کا ہوتا ہے ایک عامی بحت دوسرا عامی منتسب الی المذہب۔ عامی بحت وہ ہے کہ ابھی کوئی یک مذہب بھی اختیار نکیا جیسے نو بالغ و نو مسلم وغیرہ پس اسکو بے شک اختیار ہے کہ چار مذہب سے کوئی ایک مذہب اختیار کر لیوے۔ اور عامی منتسب الے المذہب وہ ہی جو کوئی ایک مذہب اختیار کر چکا ہو۔ یعنی حق تعالی قرآن مجید میں فرماتا ہے فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون یعنے نہیں جاننے والے جاننے والوں سے پوچھنا چاہیئے۔ جب یہ حکم خود حقتعالی ہی کیا پس وہ واجب ہو چکا۔ اور جو شخص حد اجتہاد کو نہ پہنچا گو کہ وہ کیسا ہی عالم علامہ ہو۔ مجتہد مطلق کے بہ نسبت نہیں جاننے والا عامی ہی ٹھہرا بتفاوت درجات۔ اسی واسطے ایقاظ النیام میں لکھتے ہیں کہ اس زمانے کے دستار بنداں یعنے فارغ التحصیل علما بھی عوام کے دائرہ سے خارج نہیں باعتبار علم اجتہاد کے انتہی غرض اسکو واسطے ایسا ہوا کہ جاننے والے یعنے مجتہد مستقل مطلق سے پوچھے۔ کیونکہ اہل ذکر جو قرآن مجید میں وارد ہوا مطلق ہے۔ اور مطلق منصرف ہوتا ہے فرد کامل کے طرف۔ پس علم عقائد میں علمائے عقاید یعنے متکلمین افراد کاملہ ہیں اور علم تصوف میں صوفیۂ کرام اور عملیات یعنے علم فقہ میں یہ چار مجتہدین مسلم الاجتہاد افراد کاملہ ہیں پس ہر فن کا مسئلہ اس فن کے اہل ذکر یعنے افراد کاملہ سے ہی پوچھنا اللہ کے حکم سے واجب ہوا اسی واسطے مولانا شاہ ولی اللہ

محدث دہلوی قول الجمیل میں سالک راہ خدا کو جو کئی باتیں ضرور ہیں لکھتے ہیں از انجملہ یہ بھی فرماتے
ہیں کہ وہ راغب ہو سنت میں اور احادیث اور آثار صحابہ کی تتبع کرے اس شرح و بیان کے
ساتھ جو فقہائے محققین بتلائے ہیں چنانچہ کہا راغباً فی السنۃ متبعا لحدیث رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آثار الصحابۃ طالباً لشرحھا و بیانھا من کلام
الفقہاء المحققین المائلین الی الحدیث عن النظر انتہی ۔ غرض مجتہد کا
مذہب معین طعام تیار شدہ کے مانند رہتا ہے اور ہر کوئی آدمی اپنی حاجت روائی کیلئے اسی کو اختیار
کرنا واجب رہنے کے سبب سے اور ہر فن کا مسئلہ اس فن کے کامل سے پوچھنا بھی حکم الہی فاسئلوا
کے موافق واجب ہونے کے سبب سے وہ عامی غیر مجتہد فقہ کے مسائل عملیہ کسی ایک مجتہد سے جو فن کامل
ہے پوچھا۔ یعنے ان چار اماموں کے چار مذہب سے کوئی ایک مذہب اختیار کیا تو وہ شخص عامی
منتسب الی المذہب ٹھہرا پس ایسے عامی کو واجب ہوگا کہ اس مذہب مخیر و مختار پر ٹھہرا
رہے جب تک ویسی ضرورت شرعی داعی نہ ہو کسی امر میں مخالفت اس مذہب کی نہ کرے
مولانا شاہ ولی اللہ محدث عقد الجید میں لکھتے ہیں والمرجح عند الفقہاء ان العامی
المنتسب الی المذہب لہ مذھبہ ولا یجوز مخالفتہ یعنے تمامی فقہا کے نزدیک
قوی اور راجح تو یہ بات ہے کہ عامی منتسب الی المذہب کو اسکا مذہب ہے اور اسکو اسکی مخالفت
جائز نہیں انتہی ۔ اور عامی منتسب الی المذہب کو مذہب معین کی تبعیت و تقلید جو واجب ہے
اسکا دوسرا سبب یہ کہ اگرچہ کہنے کو مجتہدین کی یا انکے مذہب کی تقلید کہلاتی ہے لیکن
حقیقت میں وہ خدا و رسول اور قرآن و حدیث کی ہی تبعیت و تقلید ہے پس وہ کیونکر
واجب نہو۔ ہر مذہب کے فقہ و حدیث کے کتابیں دیکھ لیجئے کہ ہر مسئلہ پر ہزاروں جگہہ
قرآن سے یا حدیث سے یا آثار صحابہ سے نص صریح موجود ہے۔ نادر کسی جگہ جہاں نص
صریح نہ پائی جاوے اسی قرآن اور حدیث اور آثار سے نص اجتہادی و قیاسی لکھی ہے
غرض کسی وجہ سے بھی ہو چاروں مذہب میں کوئی مسئلہ دلیل قرآن و حدیث سے خالی نہیں

چنانچہ علما پر یہ بات پوشیدہ نہیں۔ خصوصاً مذہب حنفی کے کتب فقہ و حدیث میں دیکھ لیں
تو یہ بات بخوبی ظاہر ہوگی کہ فقہا و محدثین حنفیہ اپنی کتابوں میں ہر مسئلہ پر کتاب اللہ سے
خصوصاً احادیث و آثار سے سندیں بتلاتے ہیں جیسے مسند حماد فرزند امام اعظم مسند
حصفکی وغیرہا۔ فتح القدیر شرح ہدایہ۔ عینی شرح ہدایہ۔ عینی شرح بخاری۔ کرمانی
شرح بخاری۔ معانی الآثار طحاوی۔ عقود الجواہر المنیفہ فی دلائل مذہب ابی حنیفہ۔ شرح
مشکات ملا علی قاری۔ شرح مشکات شیخ عبد الحق دہلوی۔ شرح سفر السعادت۔ تیسیر القاری
شرح بخاری۔ مظاہر حق شرح مشکات۔ فتح المنان شیخ دہلوی۔ فیض الباری شرح بخاری
وغیرہا اسکے سوا مواہب الرحمن ایک کتاب ہے جسکا شارح لازم کرلیا ہے یہ بات کہ مذہب حنفی کے
ہر مسئلہ پر قرآن یا بخاری و مسلم کے ہی حدیثوں سے سندیں بتلاوے چنانچہ ویسا ہی بتلایا ہے
وبس۔ جب مذہب حنفی بھی سنن و احادیث کے معانی و مطالب کا ہی ایک مجموعہ ہی ہے۔ اور
اسکا طریقہ طریقہ سنت ہے مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں

عرفنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی المذہب الحنفی طریقۃ انیقۃ
ھی اوفق الطرق بالسنۃ المعروفۃ یعنے معلوم کرایا مجھکو رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ مذہب حنفی میں جو طریقہ ہے وہ طریقہ انیقہ ہے جو سنت معروفہ کے ساتھ زیادہ تر
موافقت رکھتا ہے وبس۔ ہاں اتنی بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اجرا و انفاذ
شریعت میں اللہ کے طرف سے نائب مختار تھے۔ مناسب وقت آپ کا عمل خصوصاً سنن و مستحبات میں
مختلف واقع ہوا کرتا تھا کبھی ایک عمل کرتے پھر اسکو ترک فرماتے سوا احادیث بھی مختلف
صادر ہوئیں جس جس صحابی کو جو حدیث یاد تھی وہ اپنے پچھلوں کو پہنچایا پھر عن فلاں
عن فلاں کے واسطے سے احادیث چاروں ائمہ مجتہدین تک پہنچے پھر عن فلاں عن
عن فلاں ہوتے ہوئے بخاری و مسلم و دیگر ائمہ محدثین کو بھی پہنچے لیکن پہنچانے والے
راویوں کے عدالت و تقوے اور حفظ و صداقت کے باعتبار حدیث کو ایک ایک نام ٹھہرا

جیسے صحیح وضعیف مشہور ومرسل وغیرہ انمیں کبھی یعنے صحت وضعف کے قاعدے میں اپنی اپنی
تحقیق کے موافق مجتہدین میں باہکدیگر اور محدثین میں باہکدیگر اختلاف بھی واقع ہوا یہانتک
تک کہ ایک حدیث ایک کی تحقیق میں صحیح ٹھہری۔ دوسرے کے پاس اسکی تحقیق کے باعتبار ضعیف
تھی تو اسکے پاس صحیح غرض اس اختلاف کے لنظر کرتے امام اعظمؒ یا دیگر حنفیہ کے پاس اگلے
زمانہ میں صحت یافتہ کسی حدیث کو نیچے کے محدثین جیسے صحاح ستہ والے اپنے قاعدے کے موافق
ضعیف کہتے ہوں لیکن ان کے کہنے سے لازم نہیں کہ وہ صحیح حدیث فی الواقع ضعیف ہوجاوے
اسی واسطے شیخ ابن ہمام محدث کہتے ہیں کہ حدیث کا صحیح ہونا اور ضعیف ہونا اگلے اور پچھلے
زمانے میں مختلف ہے بہت سے حدیثیں متقدمین کے پاس صحیح اور قوی ہیں اور متاخرین کے
پاس ضعیف اسکا وجہ یہ ہوسکے کہ جتنے راوی امام اعظم کے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
درمیان تھے سب میں صحت کی شرطیں مجتمع تھیں اسواسطے وہ حدیثیں صحیح اور قوی ہوئیں پھر انکے
زمانے کو بعد ان احادیث کے روایت میں دوسرے اور واسطہ زیادہ ہو۔ اور ان دوسرے راویوں میں
صحت کی شرطیں پائے نہ گئیں اسی واسطے وہی حدیثیں پچھلے محدثین کے پاس ضعیف ٹھہریں پس
اگر پچھلے محدثین سے کسی نے کسی حدیث کو ضعیف کہا تو اس سے لازم نہیں آتا کہ امام اعظمؒ کے زمانہ میں
بھی وہ حدیث ضعیف تھی فافہم

گل

جاننا چاہئے کہ حدیث کی روایت میں جسقدر راویاں کم رہتے ہیں شک وشبہ کو گنجائش نہیں رہتی
جسقدر زیادہ ہوں راویوں کی عدالت وتقوے وغیرہ میں شبہے رہ دیتے ہیں پس حدیثیں
ضعیف پیدا ہوتا ہے یہ بات امام اعظمؒ کے وقت نہیں تھی کیونکہ انکا زمانہ زمانہ صحابہ سے قریب ملنے
سے انکے راویونکا واسطہ آنحضرت تک دو تین سے زیادہ نہیں تھا صحابی یا تابعی یا تابعی سے
تابعی نادر کہیں تبع تابعی وبس اذا صح الحدیث فھو مذھبی۔ یعنے جب حدیث صحت کو
پہنچتی وہی میرا مذہب ہوتا پس ایسے قوی اور کم راویوں سے امام کے پاس زمانہ تابعین میں

صحت کو پہنچی سو حدیث پھر ایک سو برس کے بعد راویوں کی زیادتی کے سبب امام بخاری و مسلم اور ان کے شاگردوں کے پاس ضعیف ہوئی تو کچھ پروا نہیں اسی واسطے شیخ نور الحق محدث دہلوی تیسیر القاری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں کہ امام اعظم کے پاس جب صحت حدیث کی ہو چکی پھر نہ امام بخاری کی تحقیق و تضعیف اس کے معارض ہو سکتی ہے نہ امام مسلم کی پہنچی ہیں۔ شامی مسند خوارزمی سے لایا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہزار آدمی تک جمع ہوئے تھے سب میں اجل و افضل چالیس تھے جو درجۂ اجتہاد کو پہنچے تھے اگر کوئی مسئلہ درپیش ہوتا امام ان اصحاب و تلامذہ سے ایک ایک مہینے تک اسمیں بحث و مناظرہ کرتے اور ان کے پاس جو احادیث ہیں سنتے اور اپنے پاس جو احادیث ہیں بیان کرتے یہاں تک کہ آخر قول استقرار پاتا امام جعفر صادق علیہ السلام نے امام اعظم کو دیکھ کے فرمایا اے فلاں میں تجھ کو دیکھتا ہوں کہ زندہ کرنے والا ہے سنت کو میرے جد کے تجھ کو اللہ کے طرف سے مدد و توفیق ہے راہ چلینگے تیرے ساتھ ربانی لوگ نکلتے ہیں

گل

جب مذہب معین کی تبعیت و تقلید واجب ہونے کے دو سبب معلوم ہوے۔ اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح کے رسالہ انصاف و عقد الجید اور مولانا شیخ عبد الحق دہلوی کی شرح سفر السعادت کیسی عبارات سے جو کلام محققانہ و منصفانہ ہے یہ بات معلوم ہو چکی کہ مذہب معین کی تقلید کا وجوب متقدمین و متاخرین میں مختلف فیہ ہے کہ زمانہ سلف یعنے اگلے زمانے میں دوسری صدی تک اس کے وجوب پر سب لوگ مجتمع و متفق نہیں تھے لیکن اس کے بعد کے زمانہ سے جو مذاہب مدونہ کی تعلیم و تدریس اور تصنیف و تالیف سے ترویج و تشہیر ہو چکی اور عملیات کیلئے ہر ایک مذہب مکتفی اور بآسانی ہدست ہونے لگا جب کوئی آدمی کسی ایک مذہب کو اختیار کیا تو پھر دوسرے طرف جانے کی حاجت اصلی باقی نرہی پس یہ وجوب ثابت و متحقق ہو چکا۔ نادر آدمی ہوگا جو اس وجوب کا قایل نہو۔ اور یہ بات بھی معلوم ہو چکی کہ یہ امر اگلے زمانے میں واجب نہ تھا اور پچھلے زمانے میں واجب ہو نیکی کیا وجہ ہے اور یہ وجوب کسطرح ناشی ہوا

جب یہ سب باتیں معلوم ہو چکیں۔ اب جاننا چاہیئے کہ مطلق مجتہدین کی تقلید کے واجب
ہونے پر مقلدین و غیر مقلدین سب کے سب قائل و متفق ہیں جو اہل علم کہ حدیث و فقہ میں مہارت
تامہ و فہم سلیم رکھتا ہو اسکا مخالف نہیں اور وہ اسبات کو روا نہیں رکھتا کہ عملیات و فقہیات
میں احادیث و آثار کے فہم معانی میں آدمی کسی یک مجتہد کو اپنا پیشوا و استاد نہ ٹھہراوے
اور اسکی تبعیت و تقلید نہ کرے۔ افہام ناقصہ کا پیرو بنے یا تارک المذہب و مطلق العنان ہو جاوے
ہماشما۔ بلکہ اس زمانہ میں بعض لوگوں کے درمیان اختلاف رو دیا ہے تو بعض اسمیں ہے کہ
مذہب معین یا مجتہد معین کی تقلید جسکو تقلید شخصی کہتے ہیں واجب جانتے ہیں مگر پچھلے زمانہ
میں جو واجب ٹھہر البعض لوگ اسکو نہیں جانتے ہیں جب یہ اختلاف عوام الناس میں نزاع
وجدال اور نفاق و شقاق کا باعث ہوا اب ہم تنزل کر کے کہتے ہیں کہ مطلق مجتہدین کی تقلید
ہو کے یا مجتہد معین کی اسکا وجوب کسطرح پیدا ہوا ہے اور وہ کہاں سے ناشی ہوا اور یہ
تقلید واجب ہونیکا سبب کیا ہے اور یہ واجب کیسا ہے چنانچہ ہم یہاں تھوڑا بیان کیے
ہیں۔ بارے اگر کسی کا ذہن و فہم اسکو قبول نکرے اس بحث کو اسکے اہل و محل پر چھوڑ دیجئے
اخیر مذہب معین و مجتہد معین کی تبعیت و تقلید کیا کرنے کے لیے اتنی بات تو بس ہے مولانا
شیخ عبد الحق محدث دہلوی شرح سفر السعادت میں لکھتے ہیں کہ قرارداد علماء متاخرین کا
تقلید مذہب معین ہے دین کی مصلحت اور امور دین و دنیا کا ضبط و ربط اسی میں ہے وہی مختار
و پسندیدہ ہے اور اسی میں خیر ہے چنانچہ لکھتے ہیں کہ قرارداد علماء و مصلحت دید ایشاں در
آخر زمان تعیین و تخصیص مذہب است و ضبط و ربط کار دین و دنیا ہم دریں صورت است
قرارداد علماء متاخرین ہمیں است ہو المختار وفیہ الخیر انتہی لفظہ و لہٰذا کسی امر خیر کو اختیار
کرنے کیلئے اسکی خیریت و خوبی بس کرتی ہے دیکھئے کہ دین میں جو امر کہ مستحب و مستحسن
رہتا ہے اگرچہ وہ اختلافی ہو خوف خدا و اندیشۂ آخرت رکھنے والا مرد مسلمان تا وسع
اسکو اختیار کرتا ہے پھر واجب گو کہ وہ اختلافی ہو بلا ضرورت شرعی کیونکر اسکو ترک

کریں علم و انصاف یہی حکم کرتا ہے۔ ہاں تعصب اور غلو فی الدین ایک اور بات ہے ایزد تعالےٰ شانہٗ مومنوں کو توسط نصیب کرے افراط اور تفریط اور غلو سے بچاوے آمین

گل

مجتہد معین مذہب معین کی تقلید کا وجوب جو اختلافی ہے یہ اختلاف کسطرح ثابت ہے معلوم کیا چاہئے کہ زمانۂ سلف میں یعنی پہلی اور دوسری صدی میں یہ امر واجب نہیں تھا۔ بلکہ اس وقت عمل یوں جاری تھا کہ انمیں جو مجتہد تھے کتاب و سنت پر اپنے اجتہاد سے عمل کرتے تھے۔ اور جو غیر مجتہد تھے بلا التزام مذہب واحد اور بلا تعین کسی ایک مجتہد کے طرف رجوع لاتے چنانچہ شرح سفر السعادت میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ امثال یعنی متقدمین تعیین مذہب و اتباع مجتہد واحد از واجبات نمی داشتند۔ مجتہدان را عمل باجتہاد خود بود۔ وسبیل عوام رجوع بامثال ایشان بے التزام مذہب معین بود احدے کنند انتہی اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بھی رسالۂ انصاف میں یونہی تحریر فرماتے ہیں اعلم ان الناس کانوا فی المایة الاولی والثانیة غیر مجمعین علی التقلید لمذہب معین بعینہ انتہی اور چار مذہب کی بنا تو زمانۂ سلف یعنے دوسری صدی کے بعد ہے یعنی جب دوسری صدی پوری ہو چکی کہ مذاہب معینہ مرتب ہو کے بخوبی شہرت پکڑنے لگے اور ہر مذہب کی کو بہت سے ہونے لگے۔ اور ہر مذہب اپنے مقلد کو عبادات و معاملات میں قرآن و حدیث و اجماع و آثار صحابہ کے دلائل سے بخوبی سربراہی دینے لگا۔ پھر تقلید مذہب معین کی بھی واجب ہو چکی۔ چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث اسی رسالۂ انصاف میں لکھتے ہیں وبعد المائتین ظہر فیہم التمذہب للمجتہدین باعیانہم وقل من کان لا یعتمد علی مذہب مجتہد بعینہ وکان ہذا ہو الواجب فی ذالک الزمان انتہی غرض کہ یہ امر متقدمین میں واجب نہیں تھا پر متاخرین میں واجب ٹھہرا۔ اس کے سوا دوسرا اختلاف جو خود متاخرین میں رو دیا ہے یہ ہے کہ انہیں کئے علماء و فقہاء اسکو واجب کہتے ہیں اور کتنے غیر واجب بتلاتے ہیں۔ قائلین وجوب جیسے امام احمد بن حنبل۔ اور امام غزالی احیاء العلوم

میں وکیمیا میں۔ امام شعرانی میزان صغرا میں۔ قہستانی نقایہ شرح مختصر وقایہ میں شامی حاشیۂ درمختار میں۔ اور شیخ ابن ہمام شرح ہدایہ میں۔ اور امام جلال الدین سیوطی جزیل المواہب میں اور صاحب خزانۃ الروایت اور صاحب بحر الرائق رسالۂ زینیہ میں۔ اور صاحب درمختار اور طحطاوی اور شارح ملتقی اور صاحب فتاوی عالمگیریہ۔ اور جلال الدین محلی شرح جمع الجوامع میں اور صاحب تفسیر احمدی اور ایسے ہی کئے علماء فقہا اپنے کتابوں میں۔ یہ علما کہتے ہیں کہ آدمی جب یک مذہب اختیار والتزام کیا اور اس کے طرف منتسب ہوا۔ اس کو واجب ہے کہ اسی مجہ رہے دوسرے مذہب طرف نقل کرنا حرام ہے کیونکہ کسی بات کو باعتقاد غلبۂ حق اختیار کئے بعد اسکو چھوڑنا بغیر اسکو ناحق جاننے کے نہو سکیگا۔ پھر ایک ہی امر حق و ناحق کیونکر ہو سکے چنانچہ مولانا بحر العلوم شرح مسلم الثبوت میں لائے ہیں ولو التزم مذہبا معینا فہل یلزمہ الاستمرار علیہ لما فقیل نعم یجب و یحرم الانتقال من مذہب الی مذہب اٰخر لان الالتزام لا یخلو من اعتقاد غلبۃ الحقیۃ فیہ اور جو علماء وجوب کے قائل نہیں ہیں جیسے مولانا اکمل صاحب عنایہ قرافی۔ عابد سندی۔ علامہ سید بادشاہ شارح تحریر الاصول شیخ ابن ہمام صاحب تحریر الاصول مولانا بحر العلوم وغیرہم یہ علما کہتے ہیں کہ التزام مذہب معین واجب نہیں۔ دوسرے مذہب طرف نقل کرنا بیشک درست ہے کیونکہ واجب وہ ہے جو خدا تعالی واجب کیا ہو حالانکہ ایک امام کے مذہب کو التزام کرنا خدا تعالی واجب نہیں کیا۔ پس اسکا ایجاب تشریع جدید ہے چنانچہ بحر العلوم شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں وقیل لا یجب لا استمرار علیہ ویصح الانتقال اذ لا واجب الا ما اوجبہ اللہ ولم یوجب علی احد ان یتمذہب بمذہب رجل من الائمۃ فایجابہ تشریع جدید انتہی ہو تحریر الاصول میں بھی شیخ ابن ہمام نے یونہی لکھا ہے۔ تعیین مذہب کے وجوب میں متاخرین کے درمیان یہ اختلاف جو اوپر سے چلا آیا۔ چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی طرفین کے اقوال مختلفہ مسائل عقد الجید میں ذکر کئے ہیں۔ اب ہم اس اختلاف میں اگر غور و تامل کریں

اور نظر تعمق سے دیکھیں۔ تو واضح ہوتا ہے کہ جو علما وجوب کے قائل ہیں وہ بھی حق پر ہیں
اور جو علما وجوب کے قائل نہیں وہ بھی حق پر ہیں۔ ان اختلاف کے درمیان ایک وجہ تطبیق و
توفیق متحقق ہے کہ جس سے طرفین کے غلات معتقدین بخوبی پے نہ لیجا کے تعصب کو کام فرما رہے
ہیں۔ اب وہ وجہ تطبیق و توفیق کیا ہے معلوم کیا چاہیئے کہ التزام مذہب معین یہ ہے کہ
اللہ نے واجب نہیں یعنے نہیں فرمایا کہ فلاں مذہب ہی اختیار کریں اور اسی پر استمرار کریں
یعنے وہ واجب واجب قطعی نہیں جو یعنی فرض یا فرض کا ہم پہلو ہو۔ بلکہ وہ من جملہ واجبات دینیہ
اور قسم کا واجب ہے۔ اور وہ اس طور سے ناشی ہوا ہے کہ احکام شرعیہ کی معرفت جو واجب اصلی ہے
مذہب اس واجب کو حاصل کرنیکا طریق اور اس واجب کا مقدمہ ہے اور جو کہ واجب کا مقدمہ ہو
وہ بھی واجب ہے یعنے مذہب شریعت کے احکام اصولیہ و مسائل فرعیہ اور دلائل تفصیلیہ کا
مجموعہ ہے کہ اصول کے قواعد اور مسائل فروع کی صورتیں اور قرآن و حدیث۔ آثار صحابہ اجماع
و اجتہادات صحیحہ سے انکی دلیلیں۔ یہ سب مذہب سے ہی معلوم ہوتے ہیں۔ بغیر اتباع مذہب کے
ان چیزوں کی معرفت ہو سکتی نہیں پس ان احکام شرعیہ کی معرفت جو دین میں واجب
اصلی ہے۔ مذہب کی بیعت و تقلید اوس واجب اصلی کو حاصل کرنے کا طریق اور مقدمہ
منحصر اور واجب ہوئی چنانچہ یہ مطلب مولینا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے قول فیصل
و کلام معقول سے جو رسالہ انصاف میں لکھتے ہیں۔ اور انصاف کی داد دیتے ہیں معلوم ہوتا ہے

وھو ہذا الواجب الاصلی ھو ان یکون فی الامۃ من یعرف الاحکام الفرعیۃ من ادلتھا التفصیلیۃ اجمع
علی ذلک اھل الحق ومقدمۃ الواجبۃ فاذا کان للواجب طرق کثیرۃ متعددۃ وجب تحصیل طریق من
تلک الطرق من غیر تعیین واذا تعین لہ طریق واحد وجب ذلک الطریق بخصوصہ انتھی۔

مذہب کی بیعت و تقلید جیسا واجب اصلی کا مقدمہ منحصرہ کے واجب ہوئی ایسا ہی واجب اصلی کا
موقوف علیہ منحصر کے بھی واجب ہوتی ہے یعنے دین میں چند چیزیں ایسی ہیں کہ
واجب اصلی کے موافق موقوف علیہ منحصر کے واجب ہوئی ہیں منجملہ ان کے اصل واجب

اتمام کو نہیں پہنچتا سو مذہب بھی ان ہی چیزوں میں داخل ہے۔ چنانچہ طیبی شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں والاشتغال بعلم النحو الذی یفہم بہ کلام اللہ ورسولہ صلے اللہ علیہ وسلم وحفظ اعراب الکتاب والسنۃ وتدوین اصول الفقہ وفروعہ والکلام فی الجرح والتعدیل وتمییز الصحیح والسقیم والرد علی الجبریۃ والقدریۃ والمرجیۃ والمجسمۃ لان حفظ الشریعۃ واجب ولا یتاتی الا بذلک وما لا یتم الواجب الا بہ فھو واجب انتہٰی۔ یعنی شغل علم صرف ونحو کا جس سے کلام خدا ورسول معلوم ہوتا ہے اور قرآن وحدیث کے اعراب کی حفاظت اور قرآن کی تفسیر اور حدیث کی شرح جو قرا سبعہ ومفسرین وشارحین حدیث بتلاتے ہیں (اور فقہ کے اصول وفروع کی تدوین) جو چار ائمہ مجتہدین نے کی ہے یعنی ان کے مذاہب معینہ (اور حدیث کے جرح وتعدیل میں کلام کرنا اور صحیح وسقیم میں تمیز کرنا) جو امام بخاری ومسلم ودیگر اگلے پچھلے محدثین نے کیا ہے (اور جبریہ قدریہ مرجیہ مجسمہ ودیگر فرقہائے اہل ضلالت کو رد کرنا) جو علمائے متکلمین نے کیا ہے) ان سب چیزوں سے شریعت کی حفاظت بخوبی ہوتی ہے۔ اور شریعت کی حفاظت اصل واجب ہے۔ اور یہ واجب حاصل نہیں ہوتا مگر ان علوم سے اور جو چیز کہ بغیر اس کے اصل واجب اتمام کو نہ پہنچے وہ بھی واجب ہے انتہٰی مخفی نہ رہے کہ واجب اصلی کا مقدمہ وموقوف علیہ ٹھہر کے دین میں ایسے بہت سے واجبات ناشی ہوتے ہیں۔ اور دین کے قیام واستحکام کا سبب ٹھہری ہیں گویا وہ خیمۂ دین کے طناب اور اوتاد ہیں۔ اسی سبب سے دین اب تک کمال ضبط وربط کے ساتھ چلا آیا اس لیے ایسے واجبات کا ترک وانکار دین کے احکام اور شریعت کے حدود میں کیونکر خرابی وخلل اندازی نکریگا۔ لیکن ان چیزوں کا وجوب اس صورت کے ساتھ صحابہ کے زمانے میں نہیں تھا بسبب اس کی عدم احتیاج کے۔ کیونکہ قرآن وحدیث کا اعراب اور اسکی تفسیر وشرح اور اس کے مطالب ومعانی مصرحہ ومستنبطہ صحابۂ کرام کے افہام سلیمہ پر روشن تھے

اور انکی زبان بھی عربی تھی۔ اور حدیث کا صحت وسقم تو انکو معائینہ تھا کہ خود وہ راویان حدیث تھے۔ اور ان کے زمانہ میں بہتیرے مذاہب باطلہ بھی پیدا نہ ہوے۔ اور اس کے تفصیلات شیوع نہیں پکڑے تھے اس لئے قدمائے سلف کو صرف ونحو اور لغت دانی اور فروع کی تفریع اور اصول کی تمہید اور مذاہب کی تدوین۔ اور کتب حدیث کی تالیف اور علم کلام کے مباحث وغیرہ کی حاجت درپیش نہوی۔ اس کے سوا انکو جنگ وجہاد اور اعلائے کلمۃ اللہ میں فرصت ہاتھ نہ دی۔ پھر زمانہ سلف کے بعد یعنے دوسری صدی کے بعد دین میں ان چیزوں کی اشد حاجت ہو دی۔ کہ بغیر ان کے اعتقادات وعملیات میں طریقہ حقہ کا احکام دشوار تھا۔ پس وہ چیزیں دین کے واجبات سے ٹھہریں۔ ازانجملہ مذہب معین کی تبعیت وتقلید بھی واجب ٹھہری۔ چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رسالہ انصاف میں لکھتے ہیں۔ وکان السلف لا یکتبون الحدیث ثم صار یومنا ھذا الکتابۃ الحدیث واجبۃ لان روایۃ الحدیث لاسبیل لھا الیوم الا معرفۃ ھذہ الکتب وکان السلف لا یشتغلون بالنحو واللغۃ وکان لسانھم عربیا لا یحتاجون الی ھذہ الفنون ثم صار یومنا ہذا معرفۃ اللغۃ واجبۃ لبعد العھد عن العرب الاول وشواہد ما نحن فیہ کثیرۃ جدا وعلی ہذا ینبغی ان یقاس التقلید لامام بعینہ انتہی

اور بھی کئے چیزیں ہیں۔ جو زمانہ سلف میں واجب نہیں تھیں۔ بعد ازاں واجب ٹھہریں اور ایسے بھی کئے چیزیں ہیں کہ سلف میں واجب تھیں اب اسکا وجوب باقی نہ رہا مثلاً تیر اندازی سیکھنا فرض تھا۔ غرض کہ دین میں واجب ایک قسم ما اوجبہ اللہ میں ہی منحصر نہیں یعنے واجب قطعی جو فرض کا ہم پلہ ہے۔ بلکہ اس کے سوا واجبات دینیہ بہت سے ہیں اسکا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اصلاح معاش ومعاد خصوصاً اصلاح معاد کیلئے اہل اسلام کو جس چیز کی حاجت وضرورت ہو۔ وہ اور اسکے حاصل کرنے کی راہیں اور اس راہ کا سلوک سب واجب ہے

جب یہ بات ثبوت وتحقیق کو پہنچی کہ مذہب معین کی تبعیت وتقلید ایک قسم ما اوجبہ اللہ کے

سوا انہوں نے دیگر واجب ہوئی ہے پس متأخرین کے درمیان جو اختلاف رو دیا تھا کہ
کیا اسکو کہتے ہیں بعض علما واجب کہتے ہیں اور بعض علما غیر واجب۔ اب یہ اختلاف صاف اٹھ گیا۔
طرفین کچھ مخالفت و منازعت باقی نہ رہی۔ کیونکہ جو علما اسکو واجب کہے سو وے اس
واجب کو واجب ما اوجبہ اللہ نہیں ٹھہراتے۔ اور یوں نہیں کہتے کہ مذہب معین کی ہی تبعیت
و تقلید اور التزام و اصرار کو خود خدا تعالیٰ نے واجب کیا ہے۔ قائلین وجوب میں کسی نے ایسی
تصریح نہ کی۔ بلکہ ان کے پاس یہ واجب دوسرے قسم کا ہے۔ اور جو علما اسکو واجب نہیں کہتے۔ وے لوگ
اس واجب کو واجب ما اوجبہ اللہ سے مقید کر دیتے کہ یہ واجب وہ واجب نہیں۔ جو خدا
واجب کیا ہوا۔ اور یہ نہیں کہتے کہ وہ من جملہ واجبات دینیہ کسی قسم کا بھی واجب نہیں۔ پس
اس سے معلوم ہوا کہ یہ قائلین عدم وجوب۔ محض ایک قسم واجب یعنی ما اوجبہ اللہ کے سوا
دوسرے قسم وجوب سے واجب رہنے کے منکر نہیں بلکہ وے بھی التزام مذہب معین۔ از جملہ واجبات
شرعیہ ایک قسم کا واجب رہنے کے قائل اور عامل ہی نظر آتے ہیں۔ چنانچہ وے خود مذہب
معین کے بڑے مقید و پابند ہیں۔ اور اس کی تبعیت و تقلید آپ پر واجب و لازم رکھتے ہیں
زنہار زنہار غیر مقلد و لامذہب نہیں۔ دیکھئے کہ شیخ ابن ہمام محدث تحریر الاصول میں لکھتے
ہیں کہ التزام مذہب معین واجب نہیں۔ باایں آپ مذہب حنفی کے پابند اور بڑے مقلد ہیں
اور بڑے حامی۔ چنانچہ یہ بات ان کی فتح القدیر شرح ہدایہ سے بخوبی ظاہر ہے کہ مسائل
مذہب حنفی کو احادیث و آثار سے مؤید کرنے اور اس کے دلائل بتلانے اور مخالفین کو
رد کرنے میں کیا کیا کوششیں کی ہیں۔ اسیطرح مولانا بحر العلوم بھی شرح مسلم الثبوت
میں لکھتے ہیں۔ کہ التزام مذہب واحد واجب ما اوجبہ اللہ نہیں۔ باایں خود مذہب حنفی کے
بڑے مقلد و حامی اور سخت مقید و پابند ہیں۔ چنانچہ یہ بات انہی کی شرح مسلم الثبوت
اور کتاب ارکان اربعہ سے بظاہر ہے کہ مذہب حنفی کی کسقدر تبعیت کرتے ہیں۔ اور
اسکو کتاب و سنت سے اور آثار صحابہ وغیرہ سے مدلل کر بتلانے میں کیا سعی بلیغ کرتے ہے

ہیں۔ رحمہما اللہ۔ اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث بھی دائرہ حنفیت سے باہر نہیں ہیں اسی طرح
دوسرے علماء محدثین بھی دبس الی یومنا ہذا پس اس سے واضح ہو چکا کہ باتفاق طرفین
مذہب معین کا اتباع والتزام سوائے ایک قسم واجب ما اوجبہ اللہ کے من جملہ واجبات دینیہ
دوسرے قسم کے وجوب سے بے شک واجب ہے۔ اور اس قسم کا وجوب۔ سلف کے بعد
یعنی متاخرین علماء و ائمہ اہل سنت کے پاس باتفاق ثابت ہے۔ اس میں کچھ اختلاف ہی
نہیں۔ تا بین موجوب و قائلین عدم وجوب ہر دو کے پاس جب واجب جدا جدا ہے پھر طرفین
اختلاف کہاں باقی رہا۔ ہاں اگر واجب ایک ہی قسم کا ہوتا ایک فریق اس کا اثبات دوسری
فریق اس کا انکار کرتے ہوتے۔ البتہ طرفین اختلاف باقی رہتا۔ دلیس فلیس۔ اب یہاں راست
آئی وہ بات جو رسالہ انصاف میں مولانا شاہ ولی اللہ محدث نے فرمایا کہ زمانہ سلف دو سو
برس کے بعد تقلید مذہب معین صاحب شہر ہوگئی۔ اور راست آئی وہ بات جو شیخ عبدالحق محدث
دہلوی نے شرح سفر السعادت میں فرمایا کہ علمائے متاخرین کا قرار داد یہی ہے۔

گل

ہمارے زمانے سے زمانہ سلف تک جہاں تک ہم نظر دوڑاتے ہیں عامہ مومنین ہوں یا علماء و ائمہ محدث
جو کہ مجتہد ہوں یا فقیہ و صوفی ان میں کوئی ایک فرد ایسا نظر نہیں آتا ہے کہ مذہب مجتہد سے کچھ سروکار
نہ رکھتے ہوں۔ یہ بات صاف نظر آتی ہے کہ زمانہ سلف میں جو مجتہد مطلق تھے (جیسے یہ چار امام
مذاہب و سنت) اپنے اجتہاد پر عمل کرتے تھے اور جو لوگ درجہ اجتہاد مطلق کو نہ پہنچے ہوں وہ
بالتعیین و بخصوص مطلق مجتہدین سے کسی ایک مجتہد کے تابع ہی رہا کرتے تھے اور ان میں جو لوگ
درجہ اجتہاد مطلق کے سوا نیچے کے پانچ درجہائے اجتہاد سے کوئی ایک درجہ رکھتے ہوں جیسے
اصحاب مسائل میں یا اصول و فروع ہر دو میں مجتہد مطلق کسی کے ہی مقلد و منتسب رہتے تھے جیسے
یہ مجتہد امام ابو یوسف کہ مجتہد فی المذہب ہیں تابع تھے امام اعظم کے اصول میں۔ اور
جیسے کہ مجتہدین حنفیہ بھی تابع و مقلد تھے امام اعظم کے اصول و فروع میں ایسا ہی ہر ایک

مذہب میں بھی۔ بلکہ اگر محدثین ہوں تو بھی انہیں چار مذہب سے کسی ایک مذہب کے طرف
منتسب تھے جیسے صحاح ستہ والے ائمہ محدثین کہ مذہب شافعی کیطرف منتسب ہیں اور بعض
مذہب حنبلی کیطرف۔ پھر ان کے بعد کے محدثین اور علماء و فقہاء سب کے سب مجتہد معین یا مذہب واحد
کے ہی مقلد یا منتسب ہوتے آئے۔ حضرات مجتہدین کے مذاہب حقہ کی تدوین ہوئی بعد
سلف و خلف سے جمہور اہل سنت میں کوئی فرد بشر ایسا نہیں پایا جاتا ہے کہ مذہب مجتہد کا مقلد
یا منتسب نہ ہو۔ بلکہ ہر غیر مجتہد گو وہ کیسا ہی عالم علامہ عصر ہوتے تھے فہم کو بالکلیہ سلف کے مجتہد مطلق
کے فہم نورانی کا تابع ہی رکھتا تھا۔ ہاں اتنی بات ہے کہ اتباع مجتہدین سلف میں بلا تعیین
تھی اور خلف میں باتعیین۔ بہرحال کسی مجتہد اور غیر مجتہد نے ان مجتہدین سلف کو نہیں چھوڑا
اور ان کے مذاہب سے تقلیداً یا انتساباً بے تعلق نہ رہا بلکہ ان سے کسی ایک کو پیشوا مان کے
اسی کی راہ چلا خصوصاً علمائے متاخرین میں کسی نے مذہب معین کی تقلید کو گو کہ وہ واجب
یا واجب اللہ نہ ہو۔ مگر من جملہ واجبات دینیہ دین میں تو ایک قسم کی واجب ٹھہری ہے ہاتھ
سے نہ دیا اور اسکا انکار نہ کیا۔ اور اس وجوب کا ربقہ اپنی گردن سے نہیں نکالا۔ تمام ہی خلف
و سلف میں جہاں تک نظر کریں۔ مجتہد کی تبعیت و تقلید ہی نظر آرہی ہے یا انتساب
الی المذہب۔ مگر یہاں سے وہاں تک کسقدر تجسس و تلاش کریں لامذہبی کہیں نظر آتی
نہیں۔ طرفہ تماشا ہے کہ اس زمانہ کے غیر مقلدین۔ جب کہ مذہب معین کی تقلید
و تبعیت۔ واجب یا واجب اللہ نہیں جو فرض کا ہم پہلو ہو پھر ربقہ مذہب معین کی تقلید کا
اپنے رقبہ سے نکال پھینکے۔ واجب کو وجوب قطعی میں ہی منحصر کر دئے۔ دین میں جو اور
قسم کے واجب ثابت و متحقق ہیں اس کا صاف انکار کر بیٹھے ع دانستہ یکبارگہ صد بار
وائے۔ انواع واجبات شرعیہ سے کسی نوع کا انکار کرنا۔ بلا ضرورت شرعی اس کو ترک کرنا
دین کی برہم زنی اور دین کے ہیئت اجماعی میں تفرقہ اندازی کا سبب ہوگا سو اسبات
کا کچھ غم نہ کھاتے ع غم دین خور کہ غم غم دین است۔ یہ غیر مقلدین جو ترک مذہب

اختیار کئے ہیں گویا فی الواقع سلف وخلف میں تعین کے ساتھ اوپر سے چلی آتی ہے اور سلف
میں بھی بلا تعین جاری تھی۔ یہہ کیا **قیامت** ہے کہ یہہ غیر مقلد قرآن وحدیث کے فہم
میں خصوصاً عملیات کے باب میں نہ بزرگان خلف کی اتباع سے مجتہد معین کی تقلید کرتے
نہ بزرگواران سلف کی پیروی سے مطلق مجتہدین کی تبعیت کرتے نہ مذاہب اربعہ میں کسی مذہب
سے تمسک رکھتے ہیں نہ بہ تعین نہ بلا تعین۔ چاروں مجتہدین کو جو پیشوایان واستادان
امت ہیں یکلخت چھوڑ دے اور بدعوی عمل بالحدیث مذاہب اربعہ حقہ کو جو احادیث
کے ہی معانی ومطالب کا مجموعہ ہے۔ بغلط خلاف حدیث قرار دے کے چھوڑ بیٹھے
اور نری لامذہبی اختیار کر بیٹھے ہیں ان کی راہ نہ سلف کی رہی نہ خلف کی بلکہ کچھ اور
ہی ہے۔ شعر ترسم نرسی بکعبہ ای اعرابی * کین رہ کہ تو میروی بہ ترکستان است
علاوہ یہہ کہ یہہ سلف کی پیروی کا نام لیتے ہیں پر سلف کا کام نہیں کرتے غرض
انکی لامذہبی کا پتا نہ خلف میں نظر آتا ہے نہ سلف میں۔ بلکہ یہہ ایک گل تازہ ہے جو
اس زمانہ ضعف اسلام میں شگفتہ ہوا اور یہ اس زمانہ قرب قیامت کے علامات
وخصوصیات سے ہے وبس۔ بلکہ یہ ایسی بدعت نوایجاد ہے کہ جس کا نظیر زمانہ سلف
میں پایا ہی نہیں جاتا۔ اور وہ جو غیر مقلدین ترک مذہب پر یہ سند لاتے ہیں کہ مذہب خاص
کی تقلید واجب یا لوجہ لابد نہیں۔ یہ سند انہیں کچھ فائدہ نہیں بخشتی اور لامذہبی کو رخصت
نہیں دیتی۔ کہاں مذہب واحد کی تعیین وتخصیص کے وجوب کا بحث اور کہاں چاروں مذاہب
کو یکلخت چھوڑ بیٹھنا نری لامذہبی اختیار کرنا۔ کجا آسمان کجا ریسمان ؏ ببین تفاوت رہ
از کجاست تا بکجا۔ ہاں بحث وجوب البتہ مقلدین مذہب کو فائدہ دیگا کہ تقلید مذہب معین
کو کس قسم کو واجب سمجھیں محل غور وتامل ہے وبس

فصل

اس زمانہ میں بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم کو کسی امام ومجتہد اور کسی مذہب کی **تبعیت**

و تقلید سے کام نہیں ہم عمل بالحدیث کرتے ہیں یہ دعویٰ تو محض غلط اور خلاف واقع ہے
کیونکہ حدیث کو فلاں صحیح اور فلاں ضعیف ہے کر کے نہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بتلائے
نہ آپ کے صحابہ کرام یہ نام ٹھہرائے بلکہ کوئی عالم ان کو کہا کہ فلاں حدیث صحیح ہے اور فلاں
ضعیف۔ اور صحت و ضعف کے قاعدے میں محدثین متقدمین و متاخرین کا اتفاق بھی
نہیں بلکہ خود ان میں اختلاف بھی رہ دیا ہے کہ کسی نے ایک حدیث کو ضعیف کہا ہے
تو دوسرے نے اسی کو صحیح بتلایا۔ پس کسی کے صحیح و ضعیف کہنے پر پہلے تو جزم نہیں کیا
جاتا معہذا اس پر جزم کریں اور اس کے کہے پر کسی حدیث کو صحیح جانے اور کسی حدیث
کو ضعیف تو اس باب میں اس عالم کے مقلد ہوئے نہ نفس حدیث کے۔ وا نا کیوں نہو
کہ محدث مجتہد کی تقلید سے بھاگے اور یک عالم غیر مجتہد کی تقلید میں جا گرے۔ فرّ
من المطر و وقف تحت المیزاب۔ عمل بالحدیث ہو تو ایسا ہو کہ معرفت حدیث میں
کسیکی تقلید کا درمیان کچھ دخل ہی نہو۔ یہ بات زمانہ خیر القرون کے بعد آج تک کسی کو
حاصل نہیں ہوسکتی معرفت حدیث میں سوائے طور تقلید کے طور حقیقی آج کسیکو حاصل ہوسکتا
ہی نہیں۔ کون مسلمان عمل بالحدیث کو منع کریگا معاذ اللہ من ذالک مگر ہم یہ کہتے ہیں
کہ عمل بالحدیث ہی چاہیے لیکن چونکہ حدیث کے معانی و مطالب پر بخوبی پہنچ جانے اور
عمل بالحدیث کرنے کیلیے فہم اجتہادی چاہیئے اور حق تعالے بھی بکریمۂ فاسئلوا اھل
الذکر جاننے والوں سے پوچھکے عمل کرنے کے لیے حکم فرمایا پس جو احادیث کہ فقہیات
و عملیات کے باب میں وارد ہوئی ہیں۔ اس کا سبق بالحق اور حدیث کا قصہ اور مورد اور
حدیث قولی و فعلی ہیں اور دو حدیث متعارض ہوں تو اس میں وجہ تطبیق و ترجیح کیا ہے
اور حدیث کی تقدیم و تاخیر اور اس کا حکم مطلق احوال میں ہے یا کسی عذر میں اور
اس کا عموم و خصوص اطلاق و تقلید کیا ہے اور اس کی دلالت کس قسم کی ہے اور ...
معمول ہے یا غیر معمول ایسے ہی چیزوں کی رعایت ہے حدیث کے معانی و مطالب ...

مجتہدینؒ اعلیٰ درجے کے محدث ہوکے پرے درجے کے مجتہد مطلق بھی ہوے ہیں جانتے ہیں اور بتلاتے ہیں اور یہہ ائمہ اربعہ فن عملیات و فقہیات میں اہل ذکر کے افراد کاملہ اور اسباب میں یک خفی اور اس علم کے متکفل اور اوستاد ان امت ہیں پس چاہیئے کہ اس قسم کے احادیث کے معانی و مطالب ان ہی سے پوچھ کے یعنی ان کے مذاہب کے تابع ہوکے اس کے موافق عمل کیا کریں کہ یہ فی الواقع عمل بالحدیث ہی ہے۔ مذاہب اربعہ سے ہر ایک مذہب رکھنے والا ہر مسلمان فقہ میں ایساہی عمل بالحدیث کر رہا ہے اگلے پچھلے جمہور اہل سنت سواد اعظم کی یہی راہ ہے وبس واللہ الموفق ۔

گل

جب معلوم ہوچکا کہ حضرات مجتہدین کی تبعیت و تقلید میں جملہ واجبات دینیہ یک علم واجب ہے اور یہ واجب۔ واجب اصلی کا مقدمہ اور موقوف علیہ ٹھہر کے واجب ٹھہرا۔ اب جاننا چاہیئے کہ اس واجب کا نام کیا ہے۔ اور [illegible] کو ترک کرنے کا حکم کیا ہے اور اس کا ترک کس صورت میں درست ہے اور کس صورت میں نہیں۔ مخفی نرہے کہ اس واجب کا نام واجب مخیر ہے چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تفسیر فتح العزیز میں لکھتے ہیں دوسری گروہ مجتہدین شریعت و شیوخ طریقت ہیں جن کا حکم بطریق واجب مخیر لازم الاتباع ہوتا ہے عوام پر انتہی اور حضرات مجتہدین کے مذاہب اربعہ سے کسی مذہب کو اختیار کئے بعد پھر اس کو چھوڑنا دو قسم پر ہوگا۔ یا ایک مذہب کا مقلد وہ پابند ہی رہ کے دوسرے مذہب طرف نقل کرے مثلاً حنفی کسی مسئلہ میں شافعی کی تقلید کرے مگر حال کہی ایک مجتہد کی تبعیت و تقلید ہی کرے۔ نرا غیر مقلد و لامذہب نہووے یا مطلقاً کسی مذہب سے کچھ کام ہی نہ رکھکے صاف غیر مقلد و لامذہب ہوجاوے اور ایک مذہب ہی میں رہ کے کسی مسئلہ میں دوسرے مذہب طرف نقل کرنا بھی دو قسم پر ہوتا ہے کہ بسبب کسی ضرورت شرعی کے نقل کرے یا بلاضرورت اب اس کا حکم معلوم کیجیئے کہ علمائ

کسی مذہب کو اختیار کیا اور منتسب الی المذہب ہو چکا تو اسی مذہب معین پر رہنا اسکو
واجب ہے بنوع من الواجبات الشرعیۃ۔ لیکن جب کوئی ضرورت شرعی اسکو داعی
ہو اس وقت دوسرے مذہب کا مقلد ہو کے کسی مسئلہ پر عمل کرنا بے شک جائز ہے
اور بغیر کچھ ضیق اور ضرورت شرعی کے مذہب معین کی تقلید کو جو واجب تھی بے سبب
ترک کرنا مکروہ بلکہ قریب حرام ہے کیونکہ وہ کھیل بازی ہے دین میں۔ اور امور دینیہ
میں لہو و لعب تقلید مذہب میں ہو یا اور کسی امر میں حرام ہے اسمیں کچھ شبہ نہیں
جو علما و فقہا ایک مذہب سے دوسرے مذہب طرف نقل کرنا حرام لکھتے ہیں اس کی وجہ
یہی بتلاتے ہیں کہ وہ دین میں لہو لعب کا موجب ہے وبس۔ تقلید مذہب معین کے
قائلین وجوب۔ و قائلین عدم وجوب طرفین کے علما سب کے سب بالاتفاق یہی کہتے
کہ لہو لعب کی راہ سے (یعنی بلا ضرورت شرعی) دوسرے مذہب طرف نقل کرنا حرام
ہے۔ مگر ضرورت پر جائز ہے۔ چنانچہ من جملہ قائلین وجوب طحطاوی نے کہا لئلا یکون
فی الدین متلاعبا سیما فی ذالک الزمان لفساده یوما فیوما۔ انتہی۔
اور شرح ملتقی میں لکھا ہے و وجد انہ یتردد بین المذاہب صار متلاعبا
بها یجب تعزیره۔ اما اذا انتقل لضرورۃ کان وجد تیسیرا فی اتباع المذهب
الشافعی فلا یحکم بما ذکر انتہی اور عدم وجوب کے قائلیں سے مولانا بحر العلوم شرح مسلم
الثبوت میں لکھتے ہیں۔ و لکن ینبغی ان لا یکون الانتقال للتلهی فان التلهی
حرام سیما فی التمذهب او فی غیره انتہی اور مولانا شاہ عبد العزیز
دہلوی نے بھی اپنے فتویٰ میں جو بادشاہ بخارا کے جواب میں لکھا ہے تین قسم کی ضرورت
کے سوا بے سبب مذہب معین کی تقلید ترک کرنا قریب حرام فرماتے ہیں۔ کیونکہ وہ لہو
و لعب ہے دین میں چنانچہ وہ فتویٰ یہ ہے۔

فتویٰ رئیس المحدثین والمفسرین مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی

سوال اگر حنفی المذہب بعض احکام میں مذہب شافعی کا عامل ہو جیسے رفع الیدین وغیرہ کرے کیا حکم ہے **جواب** اگر حنفی المذہب بعض احکام میں شافعی پر عمل کرے تین وجوہات سے ایک وجہ پر جائز ہے پہلی وجہ یہ کہ اس مسئلہ میں کتاب و سنت کے دلیلیں ایسے اسکے پیش نظر ہوں کہ مذہب شافعی کو ترجیح دیسکے۔ دوسری یہ کہ ایک تنگی میں مبتلا ہووے کہ مذہب شافعی کے سوائے چارہ نہ ہے جیسے اس ملک میں احکام چاہ یا مفقود کے۔ تیسری یہ کہ کوئی شخص صاحب التقوی ہو۔ اور احتیاط پر عمل کرنا چاہے۔ اور احتیاط مذہب شافعی میں پاوے۔ جیسے صدقہ فطر دو سیر سے زیادہ دینا یا گوشت سور کا نہ کھانا وعلیٰ ہذا القیاس۔ لیکن ان وجہوں میں ایک دوسری شرط بھی ہے وہ یہ ہے کہ تلفیق واقع نہ ہو یعنے ترکیب کے سبب سے ایک ایسی صورت متحقق ہو کہ ہر دو مذہب میں روا نہ ہووے جیسا کہ فصد کو ناقص وضو جانے پھر اسی وضو سے نماز امام کے پیچھے بغیر قرات فاتحہ کے ادا کرے کہ یہ صورت کسی مذہب میں بھی روا نہیں وضو مذہبی حنفی پر باطل ہوا اور نماز مذہب شافعی پر اگر ان تین وجوہات کے سوائے حنفی کا اقتدا چھوڑ کے شافعی کا اقتدا کرے یا بالعکس تو مکروہ قریب حرام ہے کیونکہ وہ کھیل بازی ہے دین میں انتہی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادت میں لکھتے ہیں ایک جماعت کہتی ہے کہ ایک مذہب سے دوسرے مذہب طرف نقل کرنا شہوت نفس و اتباع ہوا و تتبع رخص کے لیئے نہ ہو مگر یہ کہ دوسرے مجتہد کیطرف اعتقاد حقانیت کا غالب آوے اور اس کو افضل جانے یا ورع و احتیاط دوسرے مذہب میں زیادہ پاوے۔ یا کسی سخت واقعہ و حرج عظیم میں مبتلا ہو کہ بغیر دوسرے مذہب کے طرف نقل کرنیکے خلاصی نہ پاوے تب بحکم ضرورت روا ہوگا انتہی پھر اسی میں لکھتے ہیں کہ جو کوئی ان چار دروازوں سے یک دروازہ اور ان چار

راہوں سے ایک راہ پکڑا پھر دوسری راہ چلنا دوسرا دروازہ اختیار کرنا عبث و بیہودہ
و بے فائدہ ہوگا۔ اور کارخانۂ عمل کو ضبط و ربط سے باہر ڈالنا۔ اور راہ مصلحت سے باہر
کرنا ہے یہ طریقہ متاخرین کا ہے اور شک نہیں کہ یہ طریقہ زیادہ محکم و مضبوط ہے انتہی
شیخ دہلوی نے مذہب معین و تخییر کی ترک تقلید کو جو عبث و بیہودہ فرمایا سچ کہا کیونکہ
مذاہب اربعہ کی بنا تو زمانہ خیر القرون میں ہی ہوئی اور اسکی تبعیت و تقلید اس زمانے
کے بعد گیارہ سو برس سے کافۂ اہل سنت میں بطریق واجب تخییری چلی آئی ہے اور دنیا کی
مصلحت و خوبی اور امور دین و دنیا کا ضبط بھی اسی پر ہے۔ شیخ نے اسی کو پسند کیا اور
اسی میں خیر ہے کما قال الشیخ الدہلوی۔ اور مذہب اپنے ہر مقلد کے [illegible] مسائل عملیہ میں
اس کی پوری حاجت روائی کرتا ہے اور کسی ضرورت شرعی کے وقت دوسرے مذہب
کی تقلید کر لینا منع بھی نہیں۔ پس ایسے امر کو جو مجموعہ خیر و صواب ہے [illegible] ترک کرنا
کیونکر عبث و بیہودہ نہ ہوگا اس کام کو کہتے ہیں جو بغیر ضرورت و حاجت اصلی کے کیا جائے
پس مذہب معین کی تبعیت و تقلید بھی بغیر ضرورت شرعی کے چھوڑنا بیشک عبث و بیہودہ
ہوگا جب آدمی کا نفس کسی ایک مذہب معین کا مقید و پابند نہ ہو احکام شرعیہ [illegible]
بے لگام سا مطلق العنان ہو جاوے تو یہ مطلق العنانی دین میں لہو و لعب ہے بلکہ تکلیفات شرعیہ
میں حیلہ جوئی کی طرف منجر ہونے والی چیز بھی حرام اور اس سے بچنا واجب اور واجب کو
ترک کرنا حرام ہے جب مذہب معین مجتہد معین کا تابع و مقلد کسی امر بلا ضرورت
شرعی دوسرے مذہب کی طرف نقل کیا کرنا دین میں لہو و لعب اور حرام ہوا پھر جاننی مذاہب
اربعہ سے کسی یک مذہب سے بھی کچھ کام ہی نہ رکھ کے غیر مقلد ہو جاوے ترک التمذہب
اور دین میں مطلق العنانی اختیار کرے انواع واجبات شرعیہ کا انکار کر بیٹھے اور مسائل
فقہیہ فقہای مجتہدین سے ہی دریافت کرنے کے لیے آیت فاسئلوا اھل الذکر
جو حکم کرتی ہے اس کو نہ مانے۔ اور ہر غیر مجتہد۔ مجتہد مطلق کا تابع رہنا سلف و خلف

جمہور اہل سنت کا جو طبقہ ہے اس کو چھوڑ دیوے حدیث اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ کا خلاف کرے تو یہ کام کس قدر ممنوع و حرام نہ ہوگا۔ فلیتامل۔

تکملہ

جاننا چاہیے کہ مجتہدین کے چھ طبقے ہیں سب سے اعلے مجتہدین فی الشرع کا طبقہ ہے جنکو مجتہد مطلق و مستقل کہتے ہیں جیسے وے چار امام جو مجتہدین مسلم الاجتہاد ہیں ان میں کسی ایک کو دوسرے کی تقلید نہیں اور راہ اجتہاد میں ایک دوسرے کا پیرو نہیں ہے۔
طبقہ دوم مجتہد فی المذہب ہے جیسے امام محمد و امام ابو یوسف وغیرہما۔ یہ اصول میں اپنے استاد امام اعظم کے مقلد ہیں اگرچہ بعض فروع میں خلاف کریں۔ طبقہ سوم مجتہد فی المسائل جیسے خصاف و ابی جعفر و حسن کرخی و سرخسی و بزدوی وغیرہم یہ لوگ امام کی مخالفت نہیں کرتے نہ اصول میں نہ فروع میں لیکن استنباط مسائل کرتے ہیں امام کے اصول پر۔
طبقہ چہارم اصحاب التخریج جیسے رازی وغیرہ یہ لوگ اصول و ماخذ کو ضبط کرنے سے یہ طاقت رکھتے ہیں کہ تفصیل کرے قول مجمل کو کہ یہ ذی وجہین ہے یا حکم مبہم ہے یا محتمل امرین وغیرہا۔ طبقہ پنجم اصحاب ترجیح ہیں جو ترجیح دیسکتے ہیں بعض روایات کو بعض پر کہ یہ اولیٰ ہے یا اصح۔ طبقہ ششم اصحاب قوی و ضعیف جیسے صاحب کنز و در مختار و صاحب وقایہ کہ یہ قدرت رکھتے ہیں قوی و ضعیف کے تمیز پر کہ یہ ظاہر مذہب ہے یا ظاہر روایت۔ ان کے بعد طبقہ ہفتم صرف مقلدین کا ہے کہ ان کو کلیات پر جمود تقلید مجتہد مستقل کے چار: نہیں و بس یہاں پر معلوم ہوا کہ نیچے کے پانچ طبقے مجتہدین باآنکہ ایک ایک درجہ کے اجتہاد کا قوت رکھتے تھے لیکن مجتہد مطلق کے تابع اور اس کے مذہب کے پابند تھے۔ فقہا تو سب کے سب مقلد مذہب و منتسب الی المذہب ہی ہیں۔ لیکن محدثین بھی جو منتسب الی المذہب تھے سو سننا چاہیے کہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث رسالہ الانصاف فی سبب الاختلاف میں لکھتے ہیں کہ امام بخاری

طبقات شافعیہ میں شمار کئے گئے ہیں امام تاج الدین سبکی نے ان کو طبقات شافعیہ
میں داخل کیا ہے۔ اور قسطلانی شرح بخاری میں کہا کہ امام سبکی نے ذکر کیا کہ ابو عاصم
نے بخاری کو طبقات شافعیہ میں شمار کیا ہے۔ اور ہی رسالہ انصاف میں مولانا شاہ
ولی اللہ محدث دہلوی نے امام مسلم شاگرد امام بخاری کو بھی طبقات شافعیہ میں شمار کیا
ہے اور امام ابو داؤد اور امام ترمذی کے حق میں فرمایا کہ یہ ہر دو مذہب امام احمد بن حنبل و
اسحاق کے طرف منتسب ہیں ایسا ہی ابن ماجہ اور دارمی بھی انتہی اور بعضوں نے ابو داؤد
کو شافعی المذہب کہا ہے اور امام ترمذی کو بھی بعضوں نے شافعیہ میں گنا ہے کذا فی
روضۃ الاسلام۔ اور مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے رسالہ بستان المحدثین میں
امام نسائی کے حق میں فرمایا کہ۔ او شافعی المذہب بود چنانچہ مناسک او بران دلالت
دارد اور حمیدی کے حق میں فرمایا کہ۔ او را از کبار اصحاب شافعی شمردہ اند۔ اور امام
بیہقی کے حق میں کہا کہ او نصرت مذہب شافعی است و بس۔ مخفی نہ ہے کہ یہ ائمہ محدثین
جو منتسب الی المذہب ہیں ان میں ایک امام بخاری کو امام رملی نے مجتہد بھی کہا ہے،
کذا فی منح الباری۔ بس امام بخاری مجتہد ہو تو بھی مجتہد منتسب الی المذہب ہوے
منتسبین مذہب میں تو کئے مجتہد ہوے ہیں۔ امام بخاری بھی ویسے ہی مجتہد ہونا کیا عجب
مولانا شاہ ولی اللہ محدث رسالہ انصاف میں بحوالہ کتاب انوار منتسبین الی المذاہب کے
تین قسم بتلاتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں کہ جو لوگ مذہب شافعی و ابی حنیفہ و مالک و احمد بن
حنبل کی طرف منتسب ہیں وے کئے قسم پر ہیں قسم اول عوام ہیں جنکی تقلید متفرع ہے منتسب
الی المذہب پر قسم دوم وہ لوگ ہیں جو ایک رتبہ اجتہاد کو بھی پہنچے۔ اور مجتہد دوسرے
مجتہد کا محض مقلد نہیں ہوتا مگر منتسب ہوتا ہے اس مجتہد کی طرف بسبب چلنے اس کے
اسی مجتہد کی راہ پر اجتہاد میں۔ اور استعمال کرنے میں دلایل کے اور ترتیب دینے
میں بعض کو بعض پر قسم سوم متوسطین ہیں جو کسی رتبہ اجتہاد کو نہ پہنچے لیکن واقف

ہیں، اس امام مجتہد کے اصول پر اور قادر ہیں قیاس پر اس مسئلہ میں جو نہیں پائے نص اسکی امام سے جو منصوص کیا وہ اس کو یہہ بھی مقلد ہیں انتہی۔ اور بستان المحدثین میں مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی لکھتے ہیں کہ محدث طحاوی حنفی کی مختصر دلالت کرتی ہے اسبات پر کہ وہ مجتہد منتسب تھے نہ کہ مذہب حنفی کے محض مقلد۔ کیونکہ انہوں میں کئے مسائل میں۔ مذہب ابی حنیفہ کا خلاف کئے ہیں۔ ان اقوال سے معلوم ہوا کہ منتسب الی المذہب مجتہد ہو تو بھی اجتہاد میں اوسی امام ومجتہد کی راہ چلتا ہے کہ جس کے مذہب کیطرف آپ منتسب ہے، اور یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ مجتہد منتسب کسی کسی مسئلہ میں اپنے متبوع کا خلاف کرنا اپنے قوت اجتہاد سے درست ہے اور جب تک ایسے درجہ اجتہاد کو نہ پہنچے تو مقلد و منتسب اپنے مذہب مختر کی زنہار مخالفت نہیں کرتا اور نہ کیا۔ اور نہ کریں اور یہ بات معلوم ہوئی کہ کسی کسی مسئلہ فقہیہ میں مذہب کا خلاف کر کے عمل بالحدیث کرنا ویسے محدثین کا ہی کام ہے جو ایسے درجہ اجتہاد کو پہنچے ہوں بخلاف اس کے عوام بلکہ علماء غیر مجتہدین کو بدعوی عمل بالحدیث مذہب کی مخالفت نہیں پہنچتی۔ اگر کوئی ایسا کام کرتا ہے تو وہ خلاف طریقہ سلف و خلف اہل سنت ہے وبس **شگوفہ** منتسبین مذہب میں جو مجتہدین کہ کسی کسی مسئلہ میں اپنے متبوع کی مخالفت کر سکتے ہیں ایسے افراد چاروں مذہب میں موجود ہیں جیسے حنفیہ میں امام محمد و امام ابو یوسف کہ یہ چند مسائل فروع میں اپنے قوت اجتہاد سے امام اعظم کا خلاف کئے ہیں۔ ان کے سوا امام اعظم کے تلامیذ میں اور چالیس آدمی ہیں جو درجہ اجتہاد کو پہنچے تھے اور ان کے بعد کے منتسبین مذہب میں امام طحاوی وامثالہ۔ اگرچہ یہ سب ایک درجہ کا قوت اجتہاد رکھتے ہیں۔ لیکن یہ درجہ درجہ اجتہاد مطلق سے نیچے کا درجہ ہے غرض کہ مذہب شافعی کے منتسبین میں امام بخاری ہوں یا اور کوئی محدث و فقیہ اور مذہب حنفی کے منتسبین میں امام محمد و ابو یوسف ہوں یا ان کے مانند متقدمین میں۔ یا امام طحاوی ہو یا ان کے مانند متاخرین میں۔ بدستور ایسے

ہی منتسبین مذہب مالکی و حنبلی کے یہ سب کے سب ہرچند ایک درجے کے مجتہد ہوں پر مجتہد
منتسب الی المذہب ہیں لیکن وے ایسے مجتہدین نہیں ہیں جیسے چار امام کہ یہ چار
ائمہ خود محدث بھی تھے اور اعلے درجے کے مجتہد بھی یعنے مجتہد مطلق اور خود بانی مذہب
تھے نہ کہ ایک دوسرے کے مقلد نہ کسی مذہب کے طرف منتسب اور ایسے مسلم الاجتہاد
کہ اوس زمانہ سلف سے آج تک ساری جہان کے مجتہدین محدثین علماء فقہاء عامہ
مومنین غیر واحد جمہور اہل سنت بالاتفاق ان کو مجتہد مطلق مانتے ہیں۔ اور انکی
راہ چلتے ہیں۔ تقلیداً یا انتساباً فی الاجتہاد۔ اور ان کے بعد ان کے مانند کوئی مجتہد
مطلق نہ ہوا۔ یہ بات تمامی اہل سنت کے پاس متفق علیہ ہے جب علم حدیث شائع
اور درجہائے اجتہاد میں ان چار اماموں کا درجہ نہایت اعلی ہے ویسے محدثین
و فقہا باآنکہ انکو ایک درجہ اجتہاد بھی حاصل تھا ان کے مذاہب کی طرف منتسب
رہے ان کے سوا اور بہت سے محدثین ان کے مذاہب کے پابند و تابع رہے جیسے مذہب
حنفی میں محدث عینی شارح بخاری کرمانی شارح بخاری شیخ ابن ہمام صاحب فتح القدیر
شارح مواہب الرحمان ملا علی قاری شارح مشکوۃ شیخ عبدالحق دہلوی شیخ نور الحق دہلوی
مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی مولانا اسحق دہلوی
اور ان کے سوا بہت سے۔ جب اگلے پچھلے ایسے ایسے محدثین و فقہا مجتہد و غیر مجتہد
تقلیداً یا انتساباً مذاہب اربعہ کے متعلق رہے پھر اس زمانہ میں ایسا کون ہے کہ ان
مذاہب اربعہ حقہ سے کسی ایک مذہب کا مقلد و منتسب نہ ہووے اور کوئی ایک مذہب
اختیار کرنے کی اسکو حاجت نہ پڑے۔ حالانکہ فی الواقع ان مذاہب اربعہ کی تبعیت
و تقلید عین اتباع سنت ہے چنانچہ مولانا اسحق محدث مایۃ المسائل میں لکھتے ہیں۔ کہ
مذاہب اربعہ کی اتباع بدعت نہیں نہ سیئہ نہ حسنہ بلکہ ان کی اتباع عین اتباع سنت
ہے اور بھی لکھتے ہیں کہ چار مذہب کے مقلدین کو بدعتی نہ کہیں کیونکہ ان کی تقلید

فی الواقع حدیث کی تقلید ہے باعتبار ظاہر و باطن کے پس متبع حدیث کو بدعتی کہنا گمراہی نکال ہے وبس۔ مذاہب اربعہ سے کسی مذہب کی اور مذہب کے امام کی تقلید عین اتباع سنت اسلیئے ہوی کہ اس مذہب کا امام اپنے مذہب کے مسائل پر سند حدیث صریح کی بتلاتا ہے یا سند اجتہادی۔ چنانچہ امام اعظم کے طریق اجتہاد میں کتاب عقود الجواہر المنیفہ میں لکھتے ہیں کہ امام اعظم پہلے حدیث کو اختیار کرتے (یعنے صریح کو) جب ایک باب میں دو حدیث مختلف وارد ہوئیں اور ایک حدیث کے لئے ایک وجہ تاویل کی ہوتی جو موافق ہو دوسری حدیث کی جسکو نہو وے ظاہر میں مگر وجہ واحد پس ان ہر دو حدیث میں توفیق و تطبیق دیتے اور اگر اس مسئلہ میں حدیث رسول نہ پائی جاوے آثار صحابہ کو اختیار کرتے جو موافق ہو کتاب و سنت کے اسی کا نام اجتہاد ہے وبس انتہی۔ جب امام اعظم کے طریق اجتہاد میں حدیث کی اتباع معلوم ہوی۔ اب معلوم کیا چاہیئے کہ امام اعظم کے پاس بدزمانہ صحابہ کی تلاقی کے سبب احادیث کا سامان کسقدر جمع تھا۔ عقود الجواہر المنیفہ میں یحییٰ بن نصر بن حاجب سے لایا ہے انہوں نے کہا دخلت علی ابی حنیفۃ فی بیت مملوء کتبا فقلت ما هٰذہ قال هٰذہ احادیث کلها وما حدثت به الا الیسیر الذی ینتفع به قلت حدثنی ببعضها فاملی علی ۔ ساق الحدیث انتہی یعنے گیا میں ابو حنیفہ کی خدمت میں اس گھر میں جو بھرا ہوا تھا احادیث مکتوبہ سے میں نے کہا کہ یہ کیا ہے فرمایا کہ یہ سب احادیث ہیں۔ اور میں حدیث کی روایت نہیں کرتا۔ مگر جس حدیث سے انتفاع ہو (یعنے فقہ سے علاقہ رکھے۔ میں کہا کہ کوئی ایک حدیث بیان فرمائے پس میری طرف متوجہ ہووے اور فضیلت ابوبکر و عمر کی حدیث ذکر کی وبس انتہی۔

گل

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جو اعلیٰ درجہ کے محدث اور پرلے درجے کے مجتہد مستقل تھے

حدیث کا سامان ان کے پاس اس قدر جمع تھا کہ حدیث سے ان کا ایک گھر بھرا ہوا تھا۔ باایں آپ نے حدیث کی کتاب تصنیف نہیں کی جیسے موطا امام مالک رح کیونکہ اس زمانہ سلف میں کتابوں کی تصنیف و تالیف کی عادت بکثرت نہیں تھی مگر نہایت شاذ و نادر۔ اور علم کو صحائف و دفاتر میں رکھنے سے ان دنوں سینے میں محفوظ رکھنا بڑا کمال تھا۔ اس کے سوا امام کا بیشتر اشتغال حدیث سے استخراج مسائل اور اس کے اصول و فروع کے استیعاب میں تھا پھر آپ کے مذہب کے کتب حدیث یعنے مسانید امام اعظم جو مشہور ہیں امام بذات خود انہیں جمع نہیں کئے بلکہ دوسرے ائمہ و علما آپ کے روایت کئے گئے۔ احادیث کو یکجا جمع کئے وہ ان ائمہ کے تخریج ہیں۔ لیکن اسکو امام کے طرف منسوب کرکے مسند امام اعظم کہا کرتے ہیں۔ چنانچہ عقود الجواہر المنیفہ میں لکھا کہ ایسے چودہ مسندیں ہیں۔ ان سے چار سے ہیں امام ابو یوسف کی۔ اور ایک کتاب امام محمد کی جس کا نام آثار ہے اور ایک حسن بن زیاد لولوی کی۔ ان کی روایت امام سے بلا واسطہ ہے۔ اور ان کے بعد جو ائمہ کہ مسندیں جمع و مدون کئے یہ ہیں مسند ابی محمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی البخاری۔ مسند ابی القاسم طلحہ۔ مسند ابی نعیم۔ مسند محمد عبداللہ بن عدی جرجانی۔ مسند عمر بن حسن اشنانی مسند ابی الحسین محمد بن مظفر۔ یہ چھے امام حفاظ حدیث تھے۔ مسند امام ابی بکر احمد بن محمد بن خالد الکلاعی۔ و مسند ابی بکر محمد بن عبدالباقی الانصاری۔ مسند ابی القاسم بن محمد بن ابی العوام اسعدی۔ و مسند ابی بکر المقری۔ مسند حسین بن محمد بن خسرو مسند امام حصفکی۔ ان تمام مسندوں کو جمع کرکے محمد بن محمد خوارزمی نے ایک مسند لکھا ہے جس کا نام جامع المسانید رکھا ہے متوفی ۶۷۵ھ ہجری۔ امام خوارزمی نے بعض مسانید کو سماع متصل سے پایا ہے اور بعضوں کو بالاجازت اور بعض مندرج ہیں اجازت عامہ کے تحت میں انتہی۔ لیکن ان سب مسندوں میں مشہور ترین یہ مسند ہے۔ مسند خوارزمی

مسند محمدؒ بن یعقوب ۔ مسند حسین بن محمد ۔ چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی بستان المحدثین میں لکھتے ہیں ۔ کہ ان تینوں مسند کی اجازت آپ کو پہنچی ہے اور امام عبدالوہاب شعرانی میزان کبریٰ میں لکھتے ہیں ۔ جسکا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ کا احسان ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہ کے تینوں مسندیں مطالعہ کیا اس میں امام نے بزرگان تابعین سے احادیث روایت کی ہے وے راویان تابعین سب کے سب عدول اور ثقات ہیں جو خاص زمانہ خیر القرون والے ہیں جیسے اسود ۔ علقمہ ۔ عطا ۔ عکرمہ ۔ مجاہد ۔ مکحول ۔ حسن بصری ۔ اور ایسے ہی بزرگان یہ سب راویاں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور امام اعظمؒ کے درمیان ہیں وے سب کے سب ثقات و عدول و مشاہیر اخیار سے ہیں اس میں کوئی مطعون بالکذب نہیں ۔ انتہی پھر اسی میں لکھتے ہیں ۔ کہ مذہب امام حنیفہ کے دلایل حدیث میں کوئی حدیث ضعیف نہیں کیونکہ امام اعظم کا راوی یا تو صحابی ہے یا تابعی نادر کہیں ۔ تبع تابعی ۔ یہ تین سے زیادہ نہیں پس یہ سب جرح سے سلامت ہیں پھر وہ کیا ہے جو بعض متاخرین نے امام اعظم کی کسی حدیث کو ضعیف ٹھرایا ۔ اس کا جواب یہ کہ اس ضعف کا وجہ یہ ہے کہ امام اعظم کے وفات کے بعد اس حدیث کی روایت میں دوسرے کسی راوی کا دخل ہوگیا ہے اور وہ راوی محدثوں کے پاس ضعیف ہے اس لئے وہ حدیث بھی ضعیف ٹھری ۔ یا وہ حدیث امام اعظم کی طریق کے سوا ۔ دوسری ضعیف طریق سے روایت کی گئی اسلئے پچھلوں کے پاس وہ حدیث ضعیف ٹھری وگرنہ امام اعظم کے ویسے قوی راویوں کے نظر کرنے اُس زمانہ میں وہ حدیث صحیح ہی تھی وبس ۔ ہم نے امام اعظم کے تینوں مسندیں دیکھیں اس کی ہر حدیث فی نفسہ صحیح ہی نظر آئی اگر صحیح نہوتی امام اس سے استدلال نہ کرتے (چنانچہ خود امام اعظم نے فرمایا ۔ اذا صح الحدیث فھو مذہبی یعنے حدیث جب صحت کو پہنچی وہ میرا مذہب ہے) پس ویسی حدیث کہ فی حد ذاتہ صحیح ہے کہ زمانہ تابعین میں جس کی صحت ہوچکی پھر بعد ازاں اس کی روایت میں کسی مطعون و ضعیف راوی کا

داخل ہونا کچھ نقصان نہیں پہنچاتا۔ پس واجب ہے ہم پر عمل کرنا امام اعظم کی حدیث پر اگرچہ انکا غیر اس کو روایت نہ کرے پس اگر تو امام اعظم کے مذہب اور سندوں کی حدیث دوسرے محدثوں کے کتابوں میں نہ پایا تو اس کو ضعیف مت سمجھ انتہیٰ۔ ملخصہ اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی شرح سفر السعادت میں شیخ ابن ہمام محدث سے نقل کرتے ہیں کہ اعتماد حدیث کا ائمہ مجتہدین و اکابر سلف کے تصحیح و تضعیف پر ہے جب یہ بزرگان سلف کسی حدیث کو تلقی بالقبول کرلیں اور اس پر عمل کریں۔ بخاری و مسلم و دیگر محدثین کی تقلید سے ان پر انکار و اعتراض کرنا جائز نہیں۔ بلکہ یہ زبردستی و تحکم بڑا ہے ولہ انتہی۔ کیونکہ امام بخاری و مسلم و امام اعظم کے ایک سو برس کے بعد ہوے ہیں۔ بتعدد زمان کے سبب ان کے حدیثوں کی روایت میں عن فلان عن فلان بہت سے راویوں کا دخل ہوا پس ان میں البتہ کوئی ضعیف اور چنان و چنیں ہوگا اس لئے بخاری و مسلم اپنے قاعدے کے موافق اس حدیث کو ضعیف ٹھہرایا لیکن جو حدیث کہ زمانہ سلف میں صحابی یا تابعی کی روایت سے صحت کو پہنچ گئی ہو پھر پچھلے محدثین کے قواعدے پر ہم بھی فی الواقع اس کو ضعیف سمجھنا زنہار جائز نہیں چنانچہ یہ نکتہ عقول سلیمہ پر روشن و مبرہن ہے ولہ۔ فقط اور عقود الجواہر المنیفہ میں لکھا ہے کہ امام ابی حنیفہ کے مذہب کے احادیث اکثر صحیح و حسن ہیں۔ اور کوئی ضعیف نظر آئی تو بھی اس کے طرق کثیرہ ثابت ہیں۔ اور معلوم ہے یہ بات کہ جس حدیث ضعیف کے طرق زیادہ ہوں وہ اس کثرت طرق کے سبب قابل احتجاج ہوتی ہے۔ عند المحدثین ایسے احادیث دوسرے مذاہب میں بھی بہت سے ہیں۔ ولہ انتہی۔ اور کتب حدیث میں بھی فقط۔

گل

امام الائمہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی اعلیٰ درجہ کی محدثی اور ان کے پاس حدیث کی جمعیت اور ان کے احادیث مرویہ کی کثرت اور صحت و قوت۔ اور ان کے راویوں کی عدالت

جو مذکور ہوئی۔ اس سے یہ امر بھی بخوبی ثابت ہوا کہ امام کو حدیث میں روایت و درایت
بدرجہ اتم حاصل ہے۔ روایت حدیث کا ثبوت تو ان کے ۱۷ مسندوں اور عقود الجواہر
المنیفہ سے ظاہر ہے۔ باقی رہی درایت۔ درایت میں یہ بات بھی ہے کہ محدث کو حدیث
کے اسنادوں کی تفصیلی حالات پر اور لفظ حدیث کے معانی و مطالب پر جو قواعد عربیت
اور ضوابط شریعت کے موافق ہوں۔ آگہی رہے۔ سو یہ بھی اس امام ہمام کو بخوبی حاصل
ہے۔ چنانچہ آپ تو تابعین کرام کے ہمزمان تھے۔ اور تعدادے تابعین سے ملاقات و
صحبت رکھتے ہیں۔ اور تین سو تابعین سے بطریق سماع متصل حدیث کی روایت کرتے
ہیں۔ اور آپ کے کل استاذان حدیث چار ہزار تک ہیں اور آپ کے راویان سب
کے سب تابعین ہی ہیں۔ نادر تبع تابعی ہوگا۔ پس آپ ان راویوں کا ورع و تقوی و ضبط
و عدالت۔ حفظ و صداقت و دیگر تفصیلی حالات بخوبی جانتے ہیں اور بذات خود تحقیق
کئے اور بچشم خود دیکھے ہیں۔ پچھلے محدثوں کو بعد زماں کے سبب حدیث کے پہنچنے میں
دیگر راویوں کا دخل ہونے اور اوپر کے راوی سے ملاقات نہ ہونے سے عن فلان عن
فلاں ہر راوی کی عدالت وغیرہ میں جسقدر زیادہ تلاش و تفتیش کی حاجت
و ضرورت لاحق تھی امام اعظم کو قرب زماں کے سبب ایسی حاجت و ضرورت لاحق
نہیں تھی اسی لئے کہتے ہیں کہ روایت حدیث میں امام اعظم کی سند عالی ہے اور آپ
کے پاس صحت یافتہ حدیث کی معارض نہ امام بخاری کی حدیث ہو سکتی ہے نہ امام مسلم وغیرہ
کی کما مر۔ اور جب امام اعظم بہ تبحر علم حدیث احادیث کے عموم و خصوص اطلاق و
تقیید وغیرہ پر فہم اجتہادی سے پے لیجا کے استخراج مسائل و استنباط احکام کریں
اور قوت اجتہاد مطلق رکھیں اور اسباب میں محدثین مجتہدین آپ کو استاد مانیں۔
پھر عربیت و شریعت کے قواعد کے مطابق حدیث کے معانی و مطالب پر کسقدر واقف
نہ ہوں۔ یہ کیا چیز ہے کہ ہر ایک محدث بھی جانتا ہے چہ جائے کہ امام اعظم سرکے اعلیٰ درجہ

کے محدث اور پرلے درجے کے مجتہد مطلق رضی اللہ عنہ **شگوفہ** روایت و درایت کے ثبوت و عدم ثبوت کے بحث سے قطع نظر بالفعل ہمکو مسائل مذہب حنفی کے احادیث سے سروکار ہے فقط یہ تو امام اعظم کے مسانید میں موجود ہیں اس کے سوا آپ کے مذہب کے فقہائے محدثین بھی اپنے کتابوں میں وے احادیث بتلادیے ہیں جیسے کرمانی شرح بخاری میں۔ عینی شرح بخاری میں شیخ ابن ہمام فتح القدیر میں اور عینی شرح ہدایہ میں وغیرہم اور کتاب مواہب الرحمٰن کا شارح تو مسائل مذہب حنفی کے دلایل بخاری و مسلم سے ہی بتلاتا ہے۔ وبس

گل

امام اعظمؒ جو سن ہجری اسی میں پیدا ہوے۔ اور صحابہؓ کا زمانہ باعتبار موت آخر صحابی ابو طفیل کے سن ایک سو دس تک تھا اور امام اعظم کی تیس سال کی عمر صحابہ کے زمانہ میں گذری اس عمر میں آپنے بالاتفاق چار صحابہ سے ملاقات اور ان سے حدیث کی روایت کی ہیں۔ جیسے عبداللہ بن اوفیؓ اور انسؓ اور سہل بن سعدؓ اور ابو طفیلؓ ان کے سوا بعض عبداللہ رضؓ اور عائشہ بنت عجردؓ سے اور واثلہؓ سے بھی ملاقات اور حدیث کی روایت علماء ثابت کرتے ہیں اور کوئی اس سے بھی زیادہ لکھتے ہیں علی الاختلاف چنانچہ چار گلشن میں اس کا ذکر بحوالہ کتب معتبرہ گذرا۔ اور شرح سفر السعادت میں لکھا ہے کہ اصحاب امام ابو حنیفہ رح کہتے ہیں کہ امام اعظم نے صحابہ کی ایک جماعت کو پایا اور ان سے احادیث کی روایت کی ہے اور ان کی ایک مسند ہے کہ جو حدیثیں صحابہ مذکورین سے پائے ہیں اس میں مروی ہیں لیکن تلاقی زمان بیس صحابی سے زیادہ کا امام اعظم کو ہوا ہے یعنے امام کے زمانے میں یہہ صحابہ زندہ تھے چنانچہ انکی تاریخ وفات سے معلوم ہوتا ہے۔ جیسے طارق بن شہابؓ ۸۳ھ عمر بن ابی سلمہؓ ۸۳ھ عمرو بن الحرثؓ ۸۵ھ واثلہ بن اسقعؓ ۸۵ھ بسر بن ارطاتؓ ۸۶ھ صدی بن عجلانؓ ۸۶ھ عبداللہ بن ابی اوفیؓ ۸۶ھ عتبہ

عبد السلمی ۸۷ھ سہل رضؓ بن سعد ساعدی ۸۸ھ عبد اللہ رضؓ بن بسر ۸۸ھ عبد اللہ بن حارث بن جزء ۸۸ھ عبد اللہ بن ثعلبہ ۸۹ھ سایب بن یزید ۹۱ھ مقدام بن معدی کرب ۸۷ھ مالک بن اوس ۹۲ھ انس رضؓ ۹۳ھ مالک بن حویرث ۹۴ھ محمود بن لبید ۹۶ھ عبد اللہ بن حارث بن نوفل ۹۹ھ اسعد بن سہل حنیف الانصاری ۱۰۰ھ قبیصہ بن ذویب ۱۰۰ھ اور ایک روایت سے اسی برس کے سال۔ عامر بن واثلہ ابو الطفیل ۱۱۰ھ کذا فی صدا الحق عن کتب التواریخ جب ملاقات در روایت اور تلاقی زمان اتنے صحابہ سے امام اعظم رحؒ کو ثابت ہے محدثین مورخین کی ایک جماعت امام اعظم تابعی ہونے پر اتفاق کی ہے جیسے امام دارقطنی۔ ابن سعد۔ خطیب بغدادی۔ ذہبی۔ ابن حجر مکی۔ ولی عراقی سیوطی۔ ملا علی قاری۔ اکرم سندی۔ ابو معشر۔ عبد اللہ بن مبارک۔ حمزہ سہمی یافعی۔ جزری۔ تورپشتی۔ ابن جوزی۔ صاحب کشف الکشاف۔ کردری۔ ابن الصلاح اور بھی ان کے سوا بہت سے۔ کذا فی اقامۃ الحجہ۔ اور تابعی ہونے کیلئے صحابی سے ایک ملاقات بھی بس ہے اگرچہ اس سے حدیث نہ سنے کما صححہ ابن الصلاح والنووی وغیرہما جب امام اعظم کو صحابہ سے رویت اور روایت بھی ثابت ہے پس تابعی ہونے میں کیا شبہ اور تاریخ عجلی میں لکھا ہے کہ کوفہ میں جو امام کا وطن ہے ڈیڑھ ہزار صحابہ اور عربیہ فرقیا میں چھسو صحابی آن کے رہے تھے پس امام کو ایک جماعت صحابہ سے ملاقات اور تلاقی زمان ہونا کیا عجب مخفی نہ رہے کہ تابعین کرام کے کئے مذاہب مدون ہوئے تھے پر ٹھے باقی نہ رہے لیکن تابعین سے جس امام و مجتہد کا مذہب ابتک باقی رہا یہی ایک مذہب حنفی ہے وبس باقی تینوں مذہب کے امام بالاتفاق تبع تابعین سے ہیں اور بعضوں نے امام احمد کو تبع تابعین میں بھی نہیں شمار کیا۔ واللہ اعلم

گل

اگر مذہب حنفی کے کسی مسئلہ پر حدیث صریح۔ بخاری و مسلم وغیرہما میں نہ ملے تو یہ جرم و

یقین نہ کریں کہ وہ مسئلہ فی الواقع خلاف حدیث ہے یا مجرد قیاس جیسا کہ اس زمانے
کے بعض لوگ ایسی جرأت کیا کرتے ہیں بلکہ یہہ سمجھنا چاہیے کہ اس مسئلہ کی حدیث امام
اعظم کو ملی اور ان کی تحقیق پر صحت کو بھی پہنچی ہو لیکن امام بخاری و مسلم کو جو امام اعظم سے
سو برس کے بعد ہوئے بعد زماں کے سبب نہ ملی یا ملی پر امام بخاری و مسلم اپنے مقرر شرطوں پر
اسکو صحیح نہ پانے سے چہوڑ دئے ہوں یا ان کے پاس بھی صحیح ہوی پر داخل کتاب نہ ہوئی
یا وہ حدیث بخاری و مسلم میں نہ ہو تو صحاح ستہ کے باقی چار کتابوں میں ہوگی. اگر ان
میں بھی نہوں تو چھے کتابوں کے سوا حدیث کے بہت سے کتابیں ہیں جیسے کئی مسانید معاجم
موطآت مستدرکات سنن. جوامع وغیرہا سو ان میں پائی جائیگی کہ احادیث رسول کچھ صحاح
ستہ پر ہی منحصر نہیں اور اگر کسی مسئلہ حنفی کے خلاف میں کوئی حدیث صحیح بھی نظر آوے
تو یہہ سمجھیں کہ اسکی معارض دوسری حدیث قولی یا فعلی اس مسئلہ کی سند حنفیہ کے کتب
میں موجود ہوگی یا وہ مسئلہ اجماع صحابہ و قضایای صحابہ سے لیا گیا ہو یا اس باب میں
احادیث مختلف وارد ہوئے یا خود راوی کو اسمیں شک واقع ہونے سے اس حدیث کو
اس کے حال پر رکھہ چہوڑ کے امام نے وہ مسئلہ قرآن سے استنباط کیا ہو. یا کسی راوی
کی روایت میں اضطراب لفظی و معنوی واقع ہونے سے اس حدیث کو بھی اس کے حال
پر رکھہ چہوڑ کے احتیاطاً اجتہاد کو کام فرمایا ہو. جب اتنی صورتیں محتمل ہیں پھر بلا تحقیق
اوس مسئلہ کو قیاسی کیونکر کہہ بیٹھیں. مسائل قیاسیہ چاروں مذہب کے اور ہیں جو جمع ہو چکے
ہیں ان کے سوا جس مسئلہ پر آپ کو حدیث نہ ملے اس کو قیاسی کہہ دینا بڑا ظلم ہے. بلکہ اس
کو قیاسی ٹھہرانے والے کو یہ ضروری ہے کہ روئے زمین پر جتنی بھر کتابیں علم حدیث کی ہیں.
سب کو جمع کرکے اسمیں ڈہونڈیں کہ حدیث صحیح اسپر ہے یا نہیں اگر اسمیں بھی نہ ملے. اجماعی
مسئلے جو بیس ہزار سے زیادہ ہیں ان سب کو جمع کرکے اس میں وہ مسئلہ تجسس کریں اس
میں بھی نہ ملے تو قرآن مجید کے پانسو آیتیں جس سے احکام اخذ و استنباط کئے گئے ہیں

ان احکام مستنبطہ و ماخوذہ میں تلاش کریں جب ان سب میں وہ مسئلہ نہ ملے تب کہہ سکتے ہیں کہ یہ مسئلہ قیاسی ہے پھر اسکے خلاف میں اگر حدیث صحیح مل جاوے بیشک اس مسئلہ کو چھوڑ کے اس حدیث پر عمل کر سکتے ہیں لیکن اس زمانے میں ایسا کون محدث و مجتہد ہے جو ایسی تحقیق و تنقید کر کے حکم کرے۔ علم حدیث و فقہ میں مہارت تمام رکھنے والے بڑے بڑے علما سے یہ کام نہو سکا سوائے بیان اختلاف کے گریز نہ پائے پھر اس زمانہ میں ویسا فرد کہاں اگر کوئی اس بات کا دعوی کرے وہ اسکا خیال خام اور محض اٹکل ہے۔ و بس۔

گل

امام اعظم رح کے فضائل و کمالات اور مناقب اسقدر زیادہ ہیں کہ خاص اسکے ذکر میں بڑی بڑی کتابیں اگلے ائمہ و بزرگان دین نے تصنیف کی ہے جن کا عدد پندرہ سولہ تک پہنچا ہے اور شمول کے راہ سے تو بہت سے کتابیں ہیں۔ تعلیق ممجد للموطا امام محمد میں لکھتے ہیں کہ امام اعظم رح کے فضائل و مناقب سے عقل انسان کی عاجز ہے ان کے مناقب میں حنفیہ کے سوا اور دوسرے مذاہب کے علمائے اعلام کتابیں تصنیف کئے ہیں اور نہیں طعن کیا ہے امام پر کوئی مگر متعصب و جاہل۔ اور طعن کرنے والا اگر محدث شافعی ہوگا تو ہم اسپر انکی مناقب کی کتابیں جو اس کے علمائے مذہب تصنیف کئے ہیں پیش کرینگے۔ جیسے امام جلال الدین سیوطی محدث کی تبئض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ اور ابن حجر مکی محدث کی خیرات الحسان فی مناقب النعمان اور ابن خلکان کی تاریخ اور امام یافعی کی مرات الجنان۔ اور امام عسقلانی شارح بخاری کی تقریب اور امام نووی کی تہذیب۔ اور امام غزالی کی احیاء العلوم وغیرہا۔ اگر وہ شخص مالکی ہوگا تو اس کے علما جو مناقب امام اعظم کے لکھیں ہیں بتلا دینگے جیسے حافظ الحدیث ابن عبد البر وغیرہا۔ اگر وہ شخص حنبلی ہوگا تو اس کو اس کے علماء مذہب کے کتابوں سے آگاہ کرینگے۔ جیسے تنویر الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ یوسف بن عبد الہادی وغیرہ اگر وہ شخص مجتہدیت سے ہوگا تو ہم اس کو مجتہدین محدثین کا کلام سنا دینگے،

(جیسے امام مالک و امام شافعی و امام احمد بن حنبل اور دیگر بزرگان زمانہ خیر القرون کے
و اقوال جو امام اعظمؒ کے مناقب میں آئے ہیں) اور وہ اگر عامی لامذہب ہوگا تو وہ چار
پایوں سے ہے بلکہ اس سے زیادہ بھٹکا۔ انتہیٰ۔

گل

جب مذہب حنفی حدیث کے معانی و مطالب کا ایک مجموعہ ہے اور سرہے سب مذاہب
اہل سنت کا اور سنت معروفہ کے ساتھ زیادہ تر موافقت رکھتا ہے اور امام اعظم سر آمد ائمہ
مجتہدین ہیں اور ان کے فضائل و مناقب اور ان کے مذہب کی حقانیت و نورانیت زمانہ
خیر القرون کے محدثین و مجتہدین خصوصاً اور اس زمانہ سے آج تک چاروں مذہب کے علما
و فقہا و محدثین و صوفیا عموماً بیان کرتے آئے ہیں اور آپ کا مذہب عراق عرب و عجم اور
بلاد روم اور ماوراء النہر و سمرقند اور ولایت ہند و سندھ اور اکثر اہل خراسان میں جاری ہوا
یہاں تک کہ روئے زمین کے دو ثلث مسلمان تک آپ کے مذہب پر چلتے ہیں اور انکیں
صدہا اہل کمال درجہ امامت و ولایت و قرب الٰہی کو پہنچے ہیں پھر اگر کوئی متعصب آپکے
فضائل و مناقب اور مذہب و مشرب کے درمیان کچھ جرح و قدح کرے اس کا قول سراسر
باطل ہے سے ہمہ شیران جہاں بستۂ ایں سلسلہ اند ٭ روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را

نغمۂ دلکشا

اب تمامی مومنین اہل سنت کے حق میں یہی بہتر اور دین کی حفاظت اسی میں نظر
آتی ہے کہ چاروں مذہب کو من حیث المجموع برحق جانیں۔ فقہیات و عملیات سے علاقہ
رکھنے والے احادیث کے معانی و مطالب کے فہم میں ان چار ائمہ مجتہدین کی اتباع کریں۔
اور ان چار مذاہب سے جو مذہب آپ اختیار کئے ہوں اسی پر رہیں مگر بوقت ضیق و
ضرورت دوسرے مذہب کے کسی مسئلہ پر بھی بے شک عمل کر سکتے ہیں۔ وے چار امام
بزرگان سلف تابعین تبع تابعین سے ہیں۔ زمانہ خیر القرون میں اپنے شروط کے موافق

اپنے احادیث مستندہ کی تحقیق و تصحیح کر چکے ہیں اور وے اعلیٰ درجے کے محدث ہو کے درجہ اجتہاد مطلق کو بھی پہنچے ہیں اور وے ایسے مجتہدین مسلم الاجتہاد ہیں جنکو ساری امت تلقی بالقبول کی ہے اسیواسطے جمہور اہل سنت ان ہی کی تقلید کرتے آئے بلکہ خود ائمہ محدثین ان کے مذاہب کی طرف منتسب ہوے اور وے ائمہ اربعہ رضوان اللہ علیہم دین محمدی میں اپنے طرف سے کچھ نو ایجاد نہیں کیئے۔ معاذ اللہ من ذالک بلکہ وے نائبان نبی حامیان دین محمدی مبلغان شریعت نبوی و حاملان حدیث مصطفوی ہیں کہ حدیث کے ہی معانی و مطالب کو مسائل فقہیہ کی صورت پر امت رسول کو سمجھانے اور عملیات کیلیئے ایک ایسی شاہراہ ٹہرائے کہ ہر کوئی بے روک ٹھوک چلا کرے غرض وے پیشوایان ملت اوستادان امت ہیں پس ان کو پیشوا و اوستاد مان کے ان ہی کی تبعیت و تقلید کیا کریں کہ جمہور اہل سنت کی یہی راہ ہے ایسا ہی گروہ محدثین اہل سنت خصوصاً امام بخاری و امام مسلم اور ان کے بعد ابوداود ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ اور ان کے سوا جتنے محدثین کہ مقلدین مذاہب اربعہ ہیں اور جو اصحاب ظواہر ہیں یہ سب بھی وارثان رسول جامعان و حاملان احادیث و آثار ہیں کہ فقہ و عقاید اور عموماً تمامی امور دینیہ میں جو احادیث و آثار آئے ہیں ان سب کو اپنے شروط کے موافق۔ تحقیق کر کے یک جا جمع و مدون کیئے اور راویوں کے نام و نشان کے ساتھ لفظ حدیث بتلائے اور راویوں کے حالات تفصیلی کھوج کر کے حدیث کے درجے ٹہرائے اور تبلیغ حدیث کی بخوبی ادا کیئے اور اسیطرح علماء عقاید و عرفای علم تصوف بھی مقتدایان امت ہیں جو عقاید اور اعمال قلبیہ کے مسائل کو قرآن و حدیث اور اقوال و افعال بزرگان سلف سے مدلل کر کے بتلائے۔ اسیطرح گروہ مفسرین بھی اساطین ملت ہیں کہ تفسیر و تاویل کو شاہدان نزول وحی کے فہم کے موافق بتلائے اور حدیث و اثر سے مدلل کیئے غرض یہ پانچو گروہ بھی نائبان حضرت سید المرسلین حامیان دین متین ہیں کہ اپنی سعی جمیل سے دین محمدی

کو نبھاتے ہوئے قیامت تک لے چلے ہیں ساری امت پر ان بزرگواروں کا احسان عظیم ہے
شکر اللہ سعیہم۔ اگر ان بزرگوں کا واسطہ نہوتا دین ملت خصوصاً عقاید و اعمال
میں طریقہ اہلسنت ہمکو کہاں ملتا۔ جزاہم اللہ خیر الجزاء عن سایر المسلمین الی یوم الدین۔

شگوفہ

اور وہ جو ان پانچ گروہ کے بہ نسبت تعصب کا ایک معاملہ بھی اوایل میں رو دیا ہے جیسے کچھ
مذاہب اربعہ سے کسی ایک مذہب کے مقلدین میں بعض ایسے لوگ بھی ہوئے ہیں کہ دوسرے
مذہب پر یا اہل مذہب پر یا اس مذہب کے امام و مجتہد پر اس کے علم و فضائل میں۔
تعصب کے راہ سے یا بے تحقیقی کے سبب جرح و اعتراض کئے ہیں۔ جیسے چند مقلدین
مذہب شافعی نے۔ مذہب حنفی کے مسائل و احادیث پر جرح کیا ہے بلکہ خود بعض محدثین اصحاب
ظواہر کے بھی طبیعت میں فقہا کے بہ نسبت یک گونہ تعصب تھا۔ سو دے بھی کچھ جرح کئے
ہیں۔ اور چند روافض مشرب امام اعظم کے بعض فضائل و کمالات میں رد و انکار سے پیش
آئے ہیں۔ اور خود روافض بھی امام اعظم پر کئے مطاعن اور تہمتیں کر گئے ہیں۔ بلکہ اسکو
بزرگان اہل سنت کیطرف منسوب اور ان کے بعض کتابوں میں الحاق کر دئے ہیں اور
پیچھے کے بعض لوگ شیعہ کے الحاق و غیر الحاق میں فرق نکر کے اپنے رسائل و کتب میں
بلا تحقیق نقل بھی کر دئے ہیں اور اسیطرح امام بخاری و مسلم خصوصاً ان کے بعد کے محدثین
کے حق میں بھی کسی کہنے والے نے کچھ کچھ کہہ گیا اور جرح و طعن کر دیا ہے اور اسیطرح علمار
علم عقائد و صوفیہ کرام اور مفسرین عظام کے بہ نسبت بھی کسی نے جرح و قدح کیا ہے حتیٰ
کہ اہل بیت و صحابہ کرام کے ساتھ بھی ایسا معاملہ ہو چکا ہے جیسا خوارج اہل بیت رسولؐ پر
صدہا جرح و طعن لکھے ہیں اور روافض دو ہزار طعن و اعتراض صحابہ رسولؐ پر کئے ہیں،
غرض کہ سلف و خلف کے بزرگان اہل سنت سے کوئی طبقہ مخالفوں کے جرح سے سالم
نہیں رہا اور طاعنوں کے طعن سے بچا نہیں۔ پس ہم سب اہل سنت کو چاہئے کہ ان بزرگوں

ہے بہ سنت کوئی قول جرح وطعن کا دیکھنے یا سننے میں آوے تو اس کو دل میں جگہ نہ دیں۔
اور بحکم ع باطل است آنچہ مدعی گوید، اس کو باطل جانیں۔ بلکہ ان بزرگوں کے فضائل
ومناقب کے کتابیں دیکھیں، تا دوستان خدا کے ساتھ بد عتقادی جو عقوبت کا سبب ہے
پیدا نہو ہم سب کو یہی ضرور ہے کہ جن بزرگوں کی بزرگی قرآن وحدیث سے یا سلف
صالحین کے اقوال سے یا چند اہل بدعت وضلالت دشمنان اہل سنت کے سوا سلفاً وخلفاً
جمہور اہل سنت واکابر علمائے امت کے اقوال سے بالاتفاق اور بکثرت ثابت ہوئی ہے
ان سب حضرات کو مقتدایان وپیشوایان امت اور سلاطین دین وملت جانیں اور ہر
طبقے کو اس کے درجے پر ثابت رکھہ کے ہر فن کا مسئلہ اس فن کے حامل ومتکفل کے ہی
طرف رجوع کریں لیکن سب کے ساتھہ حسن اعتقاد یکساں رکھیں ایسا نہو کہ ایک کا اقرار
دوسرے سے انکار کہ یہ محض غلو وتعصب ہے جیسا اس زمانہ میں بعض عوام متعصبین عمل
بالحدیث کے دعوے میں ایسا غلو کرتے ہیں کہ مذاہب اربعہ ائمہ مجتہدین کی تقلید کو شرک
کہتے ہیں اور بکمال جرأت وجسارت اس پر یہ آیت پڑھتے ہیں اِتَّخَذُوۡۤا اَحۡبَارَهُمۡ
وَرُهۡبَانَهُمۡ اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اور ان اماموں کے مقلدین کو مشرک اور ان
اماموں کو ان کے خدایان ٹہراتے ہیں معاذ اللہ من ذالک کَبُرَتۡ كَلِمَةً تَخۡرُجُ مِنۡ
اَفۡوَاهِهِمۡ ؕ اِنۡ يَّقُوۡلُوۡنَ اِلَّا كَذِبًا۔ مخفی نرہے کہ اس آیت کو اللہ تعالے نے یہود و
نصارا کے حق میں نازل فرمایا کہ ان کے احبار ورہبان بغیر فرمانے خدا کے اور بغیر
بتلانے ان کے رسول کے محض اپنے طرف سے کسی چیز کو حلال اور کسی چیز کو حرام
ٹہرایا کرتے تھے اور وے یہود ونصارا بلا تحقیق ان کی تقلید کیا کرتے اور ان ہی کے
موافق حرام وحلال کا اعتقاد رکھتے تھے سو خدائے تعالے ان کا رد کرتا ہے کہ وے
ان کو خدایان ٹہرالئے اللہ کے سوا وبس۔ یہ تو بے شک شرک ہے بخلاف اس کے
حضرات مجتہدین جو کسی چیز کو اپنے طرف سے نہ حلال ٹہراتے نہ حرام۔ بلکہ اس کی

حلیت وحرمت پر یا قرآن کی آیت پڑھتے ہیں یا حدیث۔ چنانچہ ترسے دلائل ان کے کتب میں موجود ہیں۔ اور ان کے مقلدین حدیث وقرآن کے فہم مطالب میں ان کو پیشوا او استاد مان کے ہی ان کی تقلید کرتے ہیں۔ پھر یہ شرک کیونکر ہوگا۔ اور بعض متعصبین تقلید مذہب کو بدعت اور مقلدین کو بدعتی کہتے ہیں حالانکہ مسائل فقہ چار و مذہب کے فی الواقع معانی ومطالب ہیں۔ قرآن کے اور احادیث و آثار کے ہیں جس کا اصل شرع میں ثابت ہو وہ کیونکر بدعت ہوگا بجز کم فہمی کی کہ حرمت کو جو عین اتباع سنت او سنت حکمیہ ہے شرک یا بدعت نام رکھا۔ مقلدین اہل سنت کو شرک و بدعتی ٹھہرانا کمال بے ادبی اور سخت گستاخی ہے جو بدعت کے درجہ تک جا پہنچی ہے۔ اور یہ کمال درجہ کا تعصب اور ضعف فی الدین ہے اور بڑی گمراہی۔ اور مقلدین مذاہب میں بھی بعضوں نے یہاں تک لکھدیا ہے کہ شافعی حنفی ہو تو اس کو خلعت دیں۔ اگر حنفی۔ شافعی ہوجاوے اس کو تعزیر پہنچادیں۔ اور بعض اہل زمان بھی ایسے ہی سخت معاملے سے پیش آیا کرتے ہیں یہہ بات بھی تعصب وغلو سے خالی نہیں خود فقہائے حنفیہ اس خلعت وتعزیر کے قول کو رد کئے ہیں چنانچہ علما پر پوشیدہ نہیں پس مقلدین کو بھی تقلید میں ایسا تعصب وتشدد بیجا ہے کیونکہ مجتہد معین ومذہب معین کے وجوب تقلید کے باب میں متقدمین ومتاخرین کے درمیان اختلاف رہ دیا ہے یعنے زمانۂ سلف میں یہہ امر واجب نہیں تھا بعد اس کے واجب ٹھہرا۔ او یہ واجب بھی وہ واجب نہیں کہ ما اوجبہ اللہ یعنے واجب قطعی نہیں جو بمعنی فرض یا فرض کے تمام حکم ہو۔ بلکہ یہہ واجب ادنی ہے جس کی تحقیق آگے ہوچکی۔ اور چار مذہب بھی حق اور بے نظیر ہیں۔ ہر مذہب مجموعہ ہے قرآن واحادیث وآثار صریحہ اور اجتہادات صحیحہ کا۔ اور چار و مذہب کے امام مجتہدین مطلق اور مسلم الاجتہاد بھی ہیں۔ غرضکہ مذہب معین کی تقلید میں تعصب کو کام فرماویں۔ اور نہ نرے لا مذہب ہو جاویں۔

بلکہ اس باب میں حد توسط کو اختیار کریں کہ چاروں مذہب میں حق دائر سمجھیں اور ان ،
مذاہب اربعہ سے آپ جو مذہب اختیار کئے اور منتسب الی المذہب ہم سے ہوں ،
اسی پر رہیں کہ فقہائے کرام کے پاس یہی بات مرجح اور قوی ہے اور دین کا ضبط بھی
بھی اسی میں ہے یہی مختار اور اسی میں خیر اور قرارداد علمائے متاخرین کا یہی ہے
وبس۔ پس لازم بلکہ واجب متحتم ہے کہ ایسے امر کو جو مجموعہ خیر ہے ہاتھ سے نہ دیں ،
ہاں ضرورت شرعی کے وقت دوسرے مذہب کے مسئلہ پر بھی بیشک عمل کر سکتے
ہیں۔ بغیر کسی ضیق و ضرورت کے مذہب متخیر کی تقلید ترک نہ کریں کہ وہ آخر دین میں
لہو و لعب کی طرف منجر ہوگا پس وہ بالاتفاق سب کے پاس عبث و بیہودہ مکروہ
بلکہ قریب حرام ہے۔ عامی ہوے یا کیسا ہی عالم علامہ درجۂ اجتہاد مطلق کو نہ پہنچا سب
کو علی العموم مذاہب مجتہدین سے کسی ایک مذہب کی تبعیت و تقلید ضروری ہے
کہ بغیر اس کے گزیر بچا نہیں۔ زمانہ سلف یعنے تابعین تبع تابعین سے لیکر آج تک
سارے علما۔ فقہا۔ مفسر۔ محدث۔ متکلم صوفی۔ عامۂ اہل سنت غرض جو کوئی ان چار
اماموں کے مانند درجہ اجتہاد مطلق کو نہ پہنچا سب کے سب ان حضرات مجتہدین کے
مذاہب سے کسی ایک مذہب پر رہتے ہی آئے ہیں۔ ان میں کوئی ایک بھی بلا تقلید
مذہب یا بلا انتساب الی المذہب۔ مذہب کو چھوڑا ہوا نہیں۔ پس اہل سنت کو
بھی چاہیے کہ اس جمہور اہل سنت کی ہی راہ پر ثابت رہیں کہ اسی میں دین کی
سلامتی ہے وبس۔ اور ایسا ہی مقلدین متکلمین و صوفیہ کو بھی تشدد و تعصب نہ چاہیے
کہ نہ متکلمین کے ہی تابع ہو کے تصوف کا انکار کریں یا نہ صوفیہ کے ہی تابع ہوتے متکلمین
کا انکار کریں نہ ہر دو کے ہی منکر ہو جاویں بلکہ ہر دو کے بھی قابل و تابع رہیں۔ دین
میں توسط و اعتدال بڑی نعمت ہے۔ اور صراط مستقیم ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ
مَن يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ اللہ تعالیٰ سب مومنوں کو دین میں غلو اور

افراط و تفریط و تعصب و اعتساب سے بچاوے اور سلوک راہ حق و توسط نصیب کرے آمین یہی وصیت ہے اس فقیہ حقیر کی اپنے تمامی برادران دین اعزہ و احباب خویش و اقارب سب کے لیے جو بکمال حرارت دین و ملت و غمخواری طریقۂ اہل سنت. باقتضائے زمانہ ضعف اسلام و قرب قیامت لکھی گئی. باللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق. وصلی اللہ وسلم علی حبیبنا ونبینا ومولانا محمد خاتم النبیین وآلہ وصحبہ اجمعین۔

تمت تمام شد

قصیدہ

آہ دیدار نبی ہم نے نپایا افسوس
بہرۂ لذت دیدہ نہ اٹھایا افسوس

شرر آتش ہجراں نہ بجھایا افسوس
گوہر بحر لقا ہاتھ نہ آیا افسوس

خوش نصیبی ہے صحابہ کی جو وہ اہل کمال
اپنے آنکھوں سے سدا شاہ کا دیکھا ہے جمال

اور بدل آپ کے صحبت میں لٹایا ہے مال

آہ ہم یوں نہ زر و مال لٹایا افسوس

تھے یہاں تک شہ عالم کے مطیع فرمان
حکم پر اس کے سبھے رنج و الم سہ رو عیاں

رو برو اس کے لہو اپنا بہائے شاداں

یوں لہو ہم نے نہیں اپنا بہایا افسوس

ہوئے ہوئے حب خدا حب پیمبر میں فنا
ما سوا اللہ سے وہ ہاتھ اٹھائے اپنا

اور ڈھائے یقین اپنی خودی کا وہ بنا

یوں خودی کا نہ بنا ہم نے ڈہایا افسوس

تیر جب آتی تھی در جنگ احد سر و پر
طلحہ ہوتا تھا ڈھال کے سرور عالم کا سپر

جب ایمان کے بھر اپنے سعادت کے گھر

کب بسر آنکھوں یوں ہمنے بتایا افسوس

آہ آنکھوں کو ہمارے نہوئی یہ قسمت — پاویں دیدار رسولؐ عربی کی دولت

کثرت نور بصیرت کی تھی جسمیں حشمت

آہ ہمنے وہ بصیرت نہ بڑھایا افسوس

آہ اس کان سے ہم اپنے حدیث و قرآں — نہ سنے سرور عالمؐ کے زباں سے شاداں

جوں صحابہ نے وہ سنتے تھے ہمیشہ ہر آں

آہ تقدیر ہمیں وہ نہ سنایا افسوس

آہ صد آہ کہ ہاتھ ہمارا ہیہات — عقد بیعت کیلئے پہنچا نہ حضرتؐ کے ہاتھ

جوں صحابہ کو شرف ہاتھ یہ آیا دن رات

یہ شرف آہ ہمیں ہاتھ نہ آیا افسوس

اب تلک آہ مدینہ بھی نہ دیکھا ہم نے — کر قدم سر سے یہ منزل کو نہ پہنچا ہم نے

آستانِ نبویؐ آہ نہ چوما ہم نے

خاک پاک اسکی نہ ہم سرمہ بنایا افسوس

ہے خبر میری زیارت کرے بعد ممات — تو بلاشبہ وہ دیکھا ہے مجھے حین حیات

دولت صحبتِ باطن تو اسے آوے ہاتھ

ہمیں دولت یہ ابھی ہاتھ نہ آیا افسوس

آہ کچھ شہر مدینہ تو ہمیں دور نہیں — جسد و جان بھی کسی وجہ سے معذور نہیں

عشق ہے عشق میں پھر صبر کا دستور نہیں

سبب کیا غیب سے سامان نہ بنایا افسوس

کب تلک خونِ جگر آہ یہ غم کا کھاؤں — بال و پر ہو تو مدینے کی طرف اڑ جاؤں

یک نظر قبر نبیؐ دیکھ دہیں مرجاؤں
آہ یہ وقت ابھی ہم میں نہ آیا افسوس

احقرا درگہ مولا سے سدا مانگ دعا کہ مزار نبویؐ تک مجھے پہنچا دے ذرا
کبھی مایوس ہو اس طرح
کہ اثر میری دعا کا نہ دیکھا پایا افسوس

قصیدہ ثانی

آہ عصر نبویؐ ہمنے نہ پایا افسوس جلوہ اپنا وہ زمانہ نہ دیکھا پایا افسوس
اپنی دوری کا ہمیں درد چھپکایا افسوس درد دایم یہ دل وجان
آہ دیدار نبیؐ ہمکو میسر نہ ہوا آہ یہ دیدۂ تر اس سے منور نہ
طیب طیبہ سے بھی یہ مغز معطر نہ ہوا
نہ صبا بوئے مدینہ بھی سنگھایا افسوس

کئی عشاق سلف عشق کی کیا داد دئے چھوڑ گھر بار وطن اپنا مدینہ کو گئے
شمع مرقد پہ وہ پروانہ سا ہیں جان دئے
یوں نہ ہم آپ کو پروانہ بنایا افسوس

کہتے ہیں یک یہود میں جو عالم تھا بڑا شام میں رہتا تھا تورات پڑھا کرتا تھا
ایک دن نعت نبیؐ اسمیں کئی جا دیکھا
آہ غصے سے نے اوراق کو پھاڑا افسوس

دوسرے شنبے کو تورات جو اسنے کھولا نعت ہی پہلے سے حضرت کی زیادہ دیکھا
پھاڑا پھر تیسرے شنبہ کو بہت اد پایا
معتقد ہوکے بہت کرنے ہی لاگا افسوس

آہ لیوا کہنے لگا در دستے ہو بس مضطر   کہ ہے اس عصر کا واللہ وہی پیغمبر

آہ اب تک نہ قدم رکھ سکے میں دیکھا جا کر

آہ کیا دولتِ دارین یہ کھو یا افسوس

الغرض جلد مدینہ کے طرف جا پہنچا   بیٹھے تھے مسجد نبوی میں صحابہ دیکھا

نام حضرت کا لے شوق سے تسلیم کیا

آہ تب سرورِ کونین نہیں تھا افسوس

نام سن شاہ کا اصحاب بھی رونے لاگے   اور منھ اپنا سبھی اشک سے دھونے لاگے

نیم جاں ہجر سے سالار کے ہونے لاگے

کہے حضرت نے یہ دنیا سے سدھارا افسوس

بس یہ سنتے ہی وہ بیخود ہو زمیں پر ہی گرا   مرغ مذبوح کے مانند تڑپنے لاگا زار

رقت و درد سے رو رو کے یہی کہتا تھا

ہو گیا فوت مرا مقصدِ اقصیٰ افسوس

پھر لگا کہنے صحابہ سے وہ محزوں رو رو   یک نظر قبرِ پیمبر کی مجھے بتلا دو

دیدہ و دل کو مرے نور و سکوں دلواؤ

سخت کیسا یہ کھڑا مجھ پہ سمایا افسوس

دیکھ کر حال اس کا صحابہ بھی ہوئے ہیں گریاں   اسقدر ان میں مچا آہ عجب شور و فغاں

گویا اس روز ہوی رحلت سالار جہاں

سب مدینے میں وہی درد و الم تھا افسوس

الغرض سارے صحابہ نے وہیں زار و نزار   لے گئے ہیں اسے تا مرقد سالار خیار

نشۂ درد میں مدہوش تھا وہ دل افگار

قبر حضرت کی صحابہ نے دکھایا افسوس

کیا دونوں جہاں پیدا اسیکے واسطے حق نے
اسیکے واسطے اللہ نے سب کچھ بنائی ہے

نہیں گر ذات مصطفیٰ ہے بہار کوئی نہ تھا نامی
تصدق اس شہ دین کا ہدایت ہمنے پائی ہے

چراغ دین احمد سے ہوئے ارض و سما روشن
نظر کر دیکھو ہر ایک جا اوسیکی روشنائی ہے

یہ فرمایا کہ قیامت میں نہ ہو حیرت پریشاں تو
طفیل مصطفےٰ تیری وہاں حاجت روائی ہے

تمت

خاتمہ

الحمد للہ والمنہ یہ رسالہ نافعہ و سلاسہ رالیہ اعنی گلدستہ دلبستہ جو ضمیری ہے کتاب چہار گلشن کا حسن انجام کو پہنچا بحسب اقتضائے زمان ایسا مرتب و مہذب ہوا کہ توسط و احتیاط سے مملو تعصب اعتساب و تفریط و افراط سے نہایت پاک و صاف چنانچہ علمائے اہل سنت پر جو متوسطین میں ہیں مخفی نہیں اور ایسا مختصر مفید عام فہم لکھا گیا کہ گویا دریا کوزے میں سمایا۔ اور یہ مجمل ہے کتاب چراغ ہدایت اسکی تفصیل ہے مرتب مولف این رسالہ جناب حضرت مولوی عبدالقادر علی صاحب صوفی دام فیضہ ہیں نفع اللہ بہ المسلمین آمین

اطلاع ضروری

جمیع مالکان مطابع و تاجران کتب کی خدمات میں ضروری گذارش ہے کہ کتاب چہار گلشن مصنفہ حاجی الحرمین مولانا مولوی شاہ عبدالحی صاحب ... حقوق متعلق حسب قانون سرکار انگریزی مصنف علام کے پوتے جناب منشی احمد علی صاحب صدیقی متوطن بنگلور کنٹونمنٹ ... حضرت مولانا مولوی صوفی عبدالقادر خلیفہ قادری نے جملہ حقوق طبع معاوضتہً باقاعدہ حاصل کر لیئے کے بعد ... عام اطلاع دی جاتی ہے کہ کتاب چہار گلشن موصوف کو کوئی تاجر یا اہل مطبع کلاً و جزاً چھاپنے کا مجاز نہیں ہو سکتا جسقدر نسخجات مطلوب ہوں ہم سے حسب ذیل پتہ سے طلب کرنا چاہیے

ملنے کا پتہ:

مکان حاجی محمد محی الدین صاحب سوداگر و تاجر کتب نمبر ۳۹۹ -

موچی بازار بنگلور کنٹونمنٹ

کیا دو نو جہاں پیدا اسیکے واسطے حق نے | اسیکے واسطے اللہ نے سب کچھ بنائی ہے
نہیں گر اصطفیٰ ... ہمارا کوئی نتھا حامی | تصدق اس شہ دین کا ہدایت ہمنے پائی ہے
چراغ دین احمد سے ہوے ارض و سما روشن | نظر کر دیکھو ہر ایک جا اوسیکی روشنائی ہے
فرو ... قیامت میں نہ ہو حیرت پریشانی تو | طفیل مصطفیٰ تیری وہاں حاجت روائی ہے

تمت

خاتمہ

الحمد للہ والمنۃ یہ رسالہ نافعہ و سلاسہ رائیہ یعنی گلدستہ دلبستہ جو ضمیری ہے کتاب بہار گلشن کا حسن انجام کو پہنچا بحسب اقتضائے زمان ایسا مرتب و مہذب ہوا کہ توسط و احتیاط سے مملو تعصب و اعتساف و تفریط و افراط سے نہایت پاک و صاف چنانچہ علمائے اہل سنت پر جو متوسطین ہیں مخفی نہیں اور ایسا مختصر مفید عام فہم لکھا گیا کہ گویا دریا کوزے میں سمایا۔ اور یہ مجمل ہے کتاب چراغ ہدایت اسکی تفصیل ہے مرتب مولف این رسالہ جناب حضرت مولوی عبد القادر علی صاحب صوفی دام فیضہم ہیں نفع اللہ بہ المسلمین آمین